بسم الله الرحمن الرحيم

دُعا کیجے نظرؔ کے واسطے بھی
میسّر ہو اِسے حج کی سَعادت

حفیظ الدین نظر اکبر آبادی کا پچھلے
دنوں انتقال ہو گیا ہے۔
دعا کریں اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور انکو
اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ہ

گلستانِ اولیاء

مرتبہ

حفیظ الدین نظر اکبرآبادی (مرحوم)

ناشر

انجمن اربابِ نظر

پختہ قلعہ حیدرآباد سندھ، پاکستان

اشاعت چہارم

نام کتاب :- ــــــــــ "گلستانِ اولیاء"

مُرتبہ :- ــــــــــ حفیظ الدین نظر اکبر آبادی

نگراں :- ــــــــــ سلیم نظر شیخ و جاوید نظر شیخ

اشاعت :- ــــــــــ سنہ ۱۹۸۸ء سنہ ۱۴۰۸ھ

تعداد :- ــــــــــ ایک ہزار

ہدیہ :- ــــــــــ دُعائے خیر

ناشر :-

انجمن اربابِ نظر

پختہ قلعہ حیدر آباد، سندھ

چوتھے ایڈیشن کے ناشر

شعبۂ نشر واشاعت ــــــــــ فون نمبر ۷۱۴۴۳۹

ادارۂ منہاج القرآن، سندھ

بی/۶، الملک پلازہ عقب جہانگیر پارک داؤ تہ روڈ صدر۔ کراچی

حمد باری تعالیٰ

نظیر اکبرآبادی

اے خدا شان تیری عالی ہے
دونوں عالم کا تو ہی والی ہے

یہ کرشمہ ہے تیری قدرت کا
مہکی مہکی جو ڈالی ڈالی ہے

دونوں عالم کا تو ہے اَن داتا
تیرے در کا ہر اک سوالی

ہر زباں پر ہے تذکرہ تیرا
تو ہی آقا ہے تو ہی والی ہے

تیرا جلوہ ہے ذرّے ذرّے میں
ذات تیری ہی بے مثالی ہے

کیا سے کیا ہوگیا وہ دُنیا میں
تم نے جس پر نگاہ ڈالی ہے

کوئی تجھ سا نہیں دو عالم میں
شان تیری بڑی نرالی ہے

عرضِ نظر

پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے مجھے یہ مبارک موقعہ عطا فرمایا کہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے مختصر حالاتِ زندگی اور اوصاف حمیدہ ترتیب دیکر ایک کتاب کی صورت میں پیش کروں تاکہ اس دَور کے تعلیم یافتہ نوجوان ان برگزیدہ ہستیوں سے متعارف ہو سکیں۔

اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سمجھیے یا عشق رسول اکرمؐ کا صدقہ یا ان اولیاء کرام کی ادنیٰ کرامت کہ مجھ سا عاجز و کم مایہ شاعران برگزیدہ ہستیوں کے اوصافِ حمیدہ ترتیب دینے کا ارادہ کرے اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے۔

ناچیز نے اپنی بساط کے مطابق اس مختصر کتاب کے ذریعہ عظیم و جلیل القدر ہستیوں سے متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ ترقی یافتہ اختصار پسند طبیعتوں پر بار نہ ہو۔ جس قدر واقعات درج کئے گئے ہیں بہت گہری تلاش کے بعد معتبر کتب سے ماخوذ ہیں۔ امید ہے کہ عاشقانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل سلسلہ و عقیدت مند اور تعلیم یافتہ اختصار پسند نوجوان ایک طائرانہ نگاہ میں ان جلیل القدر ہستیوں سے متعارف ہو جائیں گے۔

میں اس کتاب کو انہیں فرزندانِ توحید کے نام منسوب کرتا ہوں۔

نیاز مند:۔ حفیظ الدین نظر اکبر آبادی
جمن شاہ کا پڑ۔ حیدر آباد۔ سندھ

تلاشِ حق

عالی جناب سیّد احد یوسف صاحب

وزیر تعلیم صوبہ سندھ و ایڈمنسٹریٹر اوقاف اور میئر بلدیہ اعلیٰ حیدر آباد۔

جناب حفیظ الدین نظؔر اکبر آبادی کی مرتب کردہ کتاب "گلستان اولیاء" میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور چاروں سلسلوں کے اولیاء کرام سے مختصر انداز میں کامیاب تعارف کرایا گیا ہے۔ جو معتبر کتب تصوف سے حاصل کردہ صحیح حالات پر مشتمل ہیں اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے۔ آدابِ مشائخین اور عقیدتمندی کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

جناب حفیظ الدین نظؔر اکبر آبادی نے وقت کی اہم ضرورت کو محسوس کیا۔ "گلستان اولیاء" مرتب کر کے واقعی ایک عظیم خدمت انجام دی ہے۔ جو اس نسل کے لئے ایک دینی علمی سرمایہ ہے۔ امید ہے کہ عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبِ سلسلہ و عقیدت مند حضرات خصوصاً اس دور کا تعلیم یافتہ اختصار پسند طبقہ اسے بے حد پسند فرمائیں گے۔

اس کتاب کا مطالعہ نئی نسل کے لئے تلاش حق میں معاون ثابت ہوگا۔

سیّد احد یوسف

حسین گلدستہ

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی۔ ایم۔اے۔ فاضل
مفتی اہلسنت حیدرآباد۔ ناظم تعلیمات دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

اولیائے کرام وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کے دم سے یہ عالم آباد اور جہاں شاد ہے، ان سے جو وابستہ ہوا وہ بامراد ہے، ان کی تعریف لوح محفوظ میں رقم ہے۔ قرآن کریم ازل سے ان کی توصیف کر رہا ہے۔ قیامت میں اور اس کے مابعد بھی ان کے اوصاف کا چرچا ہے۔ بشارت اور مسرت ان کی دونوں جگہ منزل قرار دی گئی ہے۔ نظام کائناتی ان کے دم سے برقرار رکھا گیا ہے۔

نبی کا سایہ تو نہیں لیکن نبوت کا سایہ ولایت کی شکل میں ہے۔ اور اولیائے کاملین، نبی نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور جانشین ہوتے ہیں۔ اُن کی ہر ہر ادا سنت مصطفی کے تابع ہوتی ہے۔

اللہ رب العزت نے انہیں مختلف صفات سے یاد فرمایا خدا کے ہاں یہ متقین، صالحین، صدیقین، عابدین، خاشعین، مومنین، ذاکرین اور دیگر القاب سے ممتاز ہیں۔

اس سے بڑھ کر، احادیث قدسیہ ہیں۔ رب العالمین نے ان کی آخری منزل سلوک کی قوتوں کو اپنی قوتیں قرار دیا اور انہیں وہ طاقت بخشی کہ یہ کچھ فیصلے بھی تبدیل کرا سکتے ہیں۔

ایسے ہی بزرگان دین اور اولیائے کاملین کی پاک زندگیوں کا تذکرہ اور ان کے احوال کو، جناب حفیظ الدین نظر اکبرآبادی نے جمع کیا ہے۔ تذکرے

تو بہت سے پڑھے ۔ دیکھے، سُنے لیکن اس مجموعے میں خصوصیت یہ ہے کہ تصوف سے متعلق بنیادی باتیں بھی عام قاری کے ذہن میں بیٹھ جائیں گی، ہر سلسلہ عالیہ کے روشن ستاروں کو جمع کیا ہے۔ اس طرح ایک حسین گلدستہ تیار کیا ہے جو جامع بھی ہے اور مختصر بھی۔۔۔ فقیر نے اس حسین وخوبصورت مجموعہ کو بغور دیکھا اور ہر شخص کے لئے مفید پایا۔

دُعا ہے کہ خدائے عزوجل اس محنت کو اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے صدقے قبول فرمائے اور فلاح دارین سے نوازے، آمین،

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی۔ ایم اے قاضی
مفتی اہلسنت حیدرآباد
دارالعلوم احسن البرکات

رُوحانی اقدار

عالیمرتبت جناب صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نقشبندی

مہتمم و مفتی رکن الاسلام جامعہ مجددیہ ہیرآباد۔ حیدرآباد۔ سندھ،
چیف آرگنائزر: جمعیت علمائے پاکستان حیدرآباد ڈویژن۔

جناب نظر اکبرآبادی صاحب حیدرآباد کے جانے پہچانے شعراء اور ادباء میں شمار ہوتے ہیں، انہوں نے اپنے قلم کو لغو اور بے معنی اشعار اور افسانوں میں صرف کرنے کے بجائے اللہ کے پاک اور مقبول بندوں کی مدح اور ثناء اور انکی سیرت نگاری میں لگایا ہے جو ایک انتہائی قابل تعریف اور لائق صد ستائش کارنامہ ہے اور ان کے ہم مذاق اور ہم مشرب ساتھیوں کے لئے ایک قابلِ تقلید نمونہ ہے۔

اِس دورِ پُرآشوب میں جب کہ ہر طرف فحش جنسی اور جاسوسی کتابوں اور رسالوں کی بھرمار ہے۔ ایسی کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔ جو اخلاقی دینی اور رُوحانی اقدار کو اجاگر کرسکیں۔ جناب نظر اکبرآبادی صاحب نے اس اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے نہایت عمدہ موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور بہت اچھے انداز سے مردانِ خدا کے حالات کو تحریر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کتابوں کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی زندگیوں کو محبوبانِ الٰہی کی سیرتِ مقدسہ کے سانچوں میں ڈھالنے کی توفیق نصیب فرمائے اور جناب نظر اکبرآبادی صاحب کی اس پرخلوص کوشش و کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔

محمد زبیر
مہتمم و مفتی رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، ہیرآباد حیدرآباد

دعوتِ معرفتِ الٰہی

پیرِ طریقت عالیمرتبت پیر رومی شاہ صاحب

قادری، قاتلی مدظلہ عالی، کراچی

تشنگانِ معرفتِ حقِ سبحانہٗ تعالیٰ کی سیرابی کیلئے یہ کتاب "گلستانِ اولیاء" اور اس کے مضامین میں بہترین سعی کی گئی ہے جو قابلِ ستائش ہے۔

توقع ہے کہ حصول معرفتِ حق میں نئی نسل کے لئے یہ کتاب اور اس کے مضامین معاون ثابت ہوں گے۔

مولا تعالیٰ حفیظ الدین نظر اکبرآبادی کی عمر اور علم میں اضافہ فرمائیے اور ان کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین ثم آمین

دعاگو

رومی

کوشش علمی

عالیجناب پیر طریقت قبلہ پیر محمد زرولی خان صاحب مدظلہ

دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، مرشد آباد شریف، زیل پاک حیدر آباد۔

فقیر نے گلستان اولیاء کے مسودہ کا مطالعہ کیا واقعی ایک روحانی علمی کوشش ہے اس کتاب میں محترم حفیظ الدین نظر اکبر آبادی صاحب نے اولیاء کرام کے واقعات اور کرامات بڑی محنت اور معتبر کتب سے اکٹھی کی ہیں۔

تصوف سے متعلق اہم اور بنیادی باتیں بہت آسان کر کے پیش کی گئی ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ چاروں سلسلوں کے اولیاء کرام کے تذکرے بڑی حسین خوبی سے اس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں۔

محترم جناب نظر اکبر آبادی نے جس طرح اس کتاب کو ترتیب دیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔

امید ہے کہ موجودہ دور کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے یہ کتاب اور اس کے مضامین عظیم رہبری فرمائیں گے۔ فقیر کی دلی دعا ہے کہ پروردگار عالم اپنے حبیب پاکؐ اور اولیاء کرام کے طفیل ان کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقیر دعا گو ہے

پیر محمد زرولی خان

قابلِ ستائش

عالیجناب حکیم سیّد نصیر احمد اشرف دہلوی

چیرمین شہری اتحاد کونسلرز گروپ۔ بلدیہ اعلیٰ حیدرآباد۔

جناب نظرؔ اکبرآبادی کی تصنیف جو مستند کتب جو اولیاء اللہ اور صوفیائے عظام سے متعلق کئی صدی سے مستند مشاہیر کرام شائع کرتے رہے ہیں اس کی روح موصوف نے اپنی اس تصنیف میں سمو دی ہے اولیاء اللہ کا مرتبہ کیا ہے ارشاد ربانی ہے:۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ

ہمارے پیش رو اکابرین و مشاہرین نے جس طرح قصص الانبیاء کی اشاعت فرما کر انبیاء کرام کے اوصاف حمیدہ بیان کئے اور کس طرح انہوں نے بنی آدم کو حق کی راہ دکھائی۔ جناب نظرؔ اکبرآبادی نے بھی قصص الاولیاء کو جس طرح ترتیب دیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ انشاء اللہ زیرِ مطالعہ کتاب بھی جس طرح قصص الانبیاء نے بھٹکی ہوئی مخلوق کو حق کی راہ دکھائی اسی طرح یہ کتاب بھی اس ترقی یافتہ دور میں نئی روشنی کے بے بہرہ اور خصوصاً نوجوانوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔ اور مسلمانوں میں صحیح معنوں میں عبادت و ریاضت کا شوق و جذبہ بڑھائیگی۔ میری دعا ہے کہ باری تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے میں اور بزرگان دین کی محبت کے طفیل انہیں کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین۔

مشتے خاک

سیّد نصیر احمد اشرف

سرمایہ عظیم

خطیب العصر حضرت علامہ عبدالوحید ربانی مدظلہ ملتانی

"گلستانِ اولیاء" ایک روحانی اور علمی کوشش کا نتیجہ ہے۔ جناب حفیظ الدین نظر اکبر آبادی صاحب نے یہ کتاب مرتب کر کے عشاق اولیاء کیلئے ایک عظیم خزانہ مہیا کیا ہے۔

اِس مادیت کے دور میں اِس کتاب کا مطالعہ نوجوان نسل کے لئے ایک علمی متاع ہے۔

اولیاء اللہ کی روحانیت اور اولیاء اللہ کی کرامات کو سمجھنے کے لئے یہ کتاب ایک روحانی انقلاب پیدا کرے گی۔ اولیاء اللہ کی تاریخ اِس کتاب میں جس محنت کے ساتھ اکٹھی کی گئی ہے وہ ایک عظیم سرمایہ ہے

عبدالوحید ربانی۔ ملتانی

مشعلِ راہ

عظیم المرتبت جناب پروفیسر رفعت علی خان صاحب مدظلہ
سابق پرنسپل سٹی کالج حیدرآباد سندھ

عموماً ہر ذی شعور فرد کی زندگی میں ایک دور ایسا بھی آتا ہے جب مادّی قدروں سے اکتا کر قلبی سکون حاصل کرنے کے لئے رُوحانی اقدار کی جانب مائل نظر آتا ہے۔ یہ جذبہ روحانی کبھی سرسری سطح پر اور کبھی گہرائی و گیرائی اختیار کر لیتا ہے۔ ستھرے ذوق کے حامل افراد مادہ پرستی کے بجائے روحانی اخلاقی قدروں کے پرستار نظر آتے ہیں۔

ہر زمانے میں ایسے شاعروں کی تعداد قابلِ ذکر رہی ہے جنہوں نے غزل، قصیدہ، مثنوی اور دوسری اصناف سخن کے ساتھ ساتھ حمد و نعت اور منقبت کو اپنا موضوع سخن بنایا اور توحیدِ الٰہی کے بعد نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین سے اپنے قلبی و روحانی تعلق کو بڑی عقیدت اور اور احترام کے ساتھ پیش کیا۔

اُردو شاعری میں حضرت خواجہ میر دردؔ، مومن خان مومنؔ، محسن کاکوری، مولانا حالیؔ، ظفر علی خاں، علامہ اقبالؔ، احمد رضاؔ۔ اصغر گونڈوی، حفیظؔ جالندھری، جگر مرادآبادی۔ میکش اکبرآبادی وغیرہ وغیرہ کے اسمائے گرامی اس سخن میں قابل ذکر ہیں۔ ان شعراء حضرات میں بعض نے حمدیہ اور نعتیہ اشعار کے علاوہ منقبتی

بھی لکھی ہیں۔

لیکن بعض اوقات شاعر اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر شاعری کے علاوہ نثر میں بھی اپنے خیالات اور افکار کی ترجمانی کرتا ہے کیونکہ نثر میں نہ صرف خیالات و نظریات کو قرینہ اور تسلسل سے پیش کیا جا سکتا ہے بلکہ اُسے موثر اور موزوں انداز میں عام قارئین کی ذہنی سطح تک بھی پہنچایا جا سکتا ہے

نظر اکبر آبادی بھی چونکہ بنیادی طور پر ایک فطری شاعر ہیں اور ایک طویل عرصہ سے مختلف اصناف سخن میں شاعری کر رہے ہیں۔ عمر کی پختگی و سنجیدگی اور ذہنی ارتقا کے تقاضے نیز مطالعہ کتب دینی کے تحت انہیں اس امر کا بھی احساس ہوا کہ جب تک انسان روحانی قدروں سے ناآشنا رہے گا اُسے قلبی سکون میسر نہ آسکے گا۔ وہ مادی قدروں کے ساتھ ساتھ روحانی اقدار کا امتزاج بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی، ان کے متصوفانہ خیالات اور روحانی کمالات کے مطالع کو نہ صرف تسکین قلب کا ذریعہ بلکہ مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی اور اخلاقی و روحانی زندگی کی اصلاح کا موثر وسیلہ سمجھتے ہیں۔

اسی نظریہ کے تحت نظر اکبر آبادی نے متعدد کتابوں سے بزرگانِ دین سے منسوب مواد اکٹھا کر کے کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔

عام قارئین اور طلبا برادری کو اس تالیف سے ایک بڑی سہولت یہ حاصل ہو سکے گی کہ وہ ضخیم کتابوں کے مطالعہ کے بجائے اس تالیف سے کما حقہ استفادہ کر سکیں گے۔

مختلف اور متعدد کتابوں کی تلخیص ہونے کے باوجود اس تالیف کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں بزرگانِ دین کے اہم واقعاتِ زندگی، اقوالِ زریں اور

روحانی کمالات کو مناسب شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اور ان کے مرکزی خیال (CENTRAL IDEA) میں کوئی فرق رونما نہیں ہوا۔

یہ کتاب "گلستان اولیاء" اس دور میں عام قارئین کے لئے یوں بھی مفید ثابت ہو سکتی ہے کہ وہ دورِ حاضر کے لئے بے پناہ معاشرتی و معاشی اور سیاسی مسائل میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود اس جامع کتاب کے لئے کم از کم وقت نکال کر مستفیض ہو سکتے ہیں۔

میرے خیال میں ایک مسلمان طالب علم کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مطالعہ قرآن کے ساتھ ساتھ سیرتِ نبوی اور بزرگانِ دین کی حیاتِ طیبہ سے پوری طرح آگاہ رہے اس لئے دین اسلام کو (جسے دینِ فطرت بھی کہا جاتا ہے) سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے ایسی کتب سے بڑی مدد مل سکتی ہے، اور یوں بھی بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی اور روحانی اور دینی کارنامے ہمیں بصیرت اور رہنمائی عطا کرتے ہیں۔

نظر صاحب نے انہیں حقائق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بلا تخصیص مسلمانوں کے تقریباً سب ہی اہم بزرگانِ دین کے معمولاتِ زندگی کے علاوہ ان کے متصوفانہ خیالات زریں اقوال اور طریقہ رشد و ہدایت کو مناسب پیرایہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب طلباء اور عام قارئین کے لئے مزید مطالعہ اور تحقیق کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو گی۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ

پروفیسر رفعت علی خان

اظہار خیال

الحاج رفیق احمد درباری

چیئرمین زکوٰۃ و عشر کمیٹی سب ڈویژن سٹی حیدر آباد۔

خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ مجھے اس نے ایک ایسی کتاب پر اظہار خیال کرنے کا موقعہ عنایت فرمایا ہے کہ جس میں حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں سلسلوں کے اولیار کرام سے مختصر اور کامیاب تعارف کرایا گیا ہے جو معتبر کتب سے ماخوذ ہے۔

اس ترقی یافتہ دور میں ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ اس دور کا تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ طویل مضامین پڑھنے سے گریز کرتا ہے یہی سبب ہے کہ اپنے آقاؤں اور رہنماؤں سے اوصاف حمیدہ سے بے خبر ہے حقیقت یہ ہے کہ ان ہی جلیل القدر ہستیوں کی بدولت ہم اس تاریخی کفرستان میں کلمہ طیبہ پڑھنے والے نظر آرہے ہیں۔

لازمی ہے کہ ہم اپنے آقاؤں اور رہنماؤں کے کارناموں اور اوصاف حمیدہ سے باخبر ہوں۔ جناب حفیظ الدین نظر اکبر آبادی صاحب نے ان عظیم و جلیل القدر ہستیوں سے کامیاب و مختصر انداز میں اپنی مرتب کردہ کتاب گلستان اولیاء کے ذریعہ تعارف کرانے کی سعی جمیل کی ہے جو صد لائق تحسین ہے جناب حفیظ الدین نظر اکبر آبادی جن کا شمار حیدر آباد کے ممتاز شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ سماجی کارکن بھی ہیں اور کئی ادبی و مذہبی انجمنوں سے وابستہ ہیں اور آل پاکستان

آگرہ امیر ابوالعلائی ایسوسی ایشن رجسٹرڈ حیدرآباد سندھ کے بھی اہم عہدیدار ہیں حلقہ نمبر ۱۳ وارڈ ڈی کے آپ ناظم صلوٰۃ بھی ہیں۔ حیدرآباد کی مذہبی تقریبات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

جناب نظر آکبرآبادی صاحب نے وقت کی ضرورت کو محسوس کیا اور "گلستان اولیاء" مرتب کر کے ایک عظیم خدمت انجام دی ہے۔ جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جو ایک علمی خزانہ ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پروردگار عالم اپنے حبیب پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طفیل ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

حاجی رفیق احمد درباری

یکم جنوری ۱۹۸۵ء

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	اسلامی عقیدوں کا خلاصہ	۲۳
۲	حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۵
۳	حضور اکرم کے جسد مبارک کو نعوذ باللہ چوری کی، ناکام کوشش۔	۳۰
۴	حقیقت	۴۰
۵	ایک نکتہ	۴۱
۶	بزرگانِ خدا پرست کی چار قسمیں	۴۳
۷	توجہ طلب	۴۶
۸	ولایت کے متعلق عقائد	۴۷
۹	حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۰
۱۰	امام طریقہ حضرت سید نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۶۹
۱۱	حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	۷۹
۱۲	لفظ چشت کی وجہ تسمیہ	۸۴
۱۳	نسبت چشت کی خصوصیت	۸۵
۱۴	سوانح عمری حضرت خواجہ غریب نواز رح	۸۶
۱۵	تعارف عمارات درگاہ شریف خواجہ غریب نوازؒ	۱۰۱
۱۶	تعارف روضۂ مبارک حضرت خواجہ ہند الولی رح	۱۰۸
۱۷	حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی شادیاں اور اولادیں	۱۱۰
۱۸	حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے خلفائے عظام	۱۱۵
۱۹	حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے ارشاداتِ عالیہ	۱۱۹
۲۰	حضور رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۲
۲۱	شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ	۱۲۶
۲۲	شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ	۱۳۱
۲۳	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۵
۲۴	حضرت شیخ فرید الدین مسعود بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۰
۲۵	حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۸
۲۶	حضرت مولانا شاہ علاوالدین شاہ ولایتؒ	۱۵۶
۲۷	حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۲
۲۸	حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز	۱۷۸
۲۹	حضرت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلویؒ	۱۸۳
۳۰	حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۴
۳۱	حضرت محبوب جل وعلا سیدنا امیر ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۶
۳۲	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۲
۳۳	امام اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلویؒ	۲۰۶
۳۴	تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان بریلویؒ	۲۱۱
۳۵	دارالخلافہ مغلیہ آگرہ (اکبر آباد) کے صاحب کمال بزرگ	۲۲۱
۳۶	نماز کی اہمیت	۲۲۷
۳۷	زکوٰۃ	۲۳۰
۳۸	آداب حاضری / ایصال ثواب کا طریقہ	۲۳۱

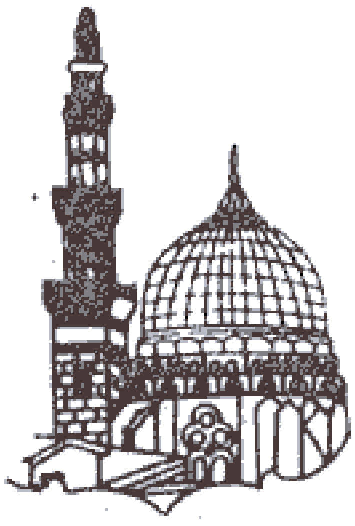

میری جانب جب اٹھیگی میرے آقا کی نظر
خود بدل جائیگا اندازِ مقدر دیکھنا

(نظر اکبرآبادی)

قارئین حضرات سے التماس ہے کہ اِس کتاب کو آپ بھی پڑھیئے اور اپنے احباب کو بھی پڑھنے کیلئے دیجئے

حیّ علی الصلوٰۃ

نماز پنجگانہ پر سختی سے عمل کیجئے یہ ذریعہ نجات بھی ہے اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بھی۔

اسلامی عقیدوں کا خلاصہ

(۱) اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت اور بندگی کی جائے وہ بے پروہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہاں اس کا محتاج ہے۔

(۲) لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی اور رسول بھیجے ان میں ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی تعظیم کرے۔ اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور عزت والے بندے ہیں اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں اور آخری نبی ہیں۔

(۳) بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں یہ سب کتابیں اور صحیفے حق ہیں۔ اور سب کلامِ اللہ ہیں اور ان میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا سب پر ایمان ضروری ہے۔ ان کتابوں میں سب سے افضل کتاب قرآن عظیم ہے جو سب سے افضل رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا گیا اور اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے۔

(۴) فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک نورانی مخلوق ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے معصوم اور فرماں بردار بندے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو خدا کا حکم ہوتا ہے ان کی غذا اللہ تعالیٰ کا ذکر اور عبادت ہے۔

جن خدا کی مخلوق ہے یہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں انسانوں کی طرح کھاتے پیتے جیتے مرتے ہیں۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر لے دین بھی، بُرے بھی ہیں اور بھلے بھی، ان میں جو شریر و کافر ہوتے ہیں۔ انھیں شیطان کہا جاتا ہے۔

(۶) جس طرح ہم لوگ پیدا ہوتے اور مر جاتے ہیں اور ہر چیز فنا ہو جاتی اور مٹتی رہتی ہے اسی طرح ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ ساری دنیا فرشتے پہاڑ، جانور، آدمی، زمین و آسمان اور ان کے اندر کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ خدا کی ذات کے سوا کوئی چیز بھی باقی نہ رہے گی اس کو قیامت کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ مردے قبروں سے اٹھیں گے سب کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا اس کا نام حشر ہے۔ پھر میزان (ترازو) قائم ہوگی۔ اور سب کا حساب کتاب ہوگا۔ مسلمان وکافر اور نیک و بد کے تمام اعمال تولے جائیں گے اور ان کے اچھے بُرے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اچھے آدمی جنت میں داخل کئے جائیں گے اور کافر دوزخ میں ڈالدئے جائیں گے۔

(۷) جہنم کے اوپر ایک پُل ہے جسے صراط کہتے ہیں یہ بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے سب لوگوں کو اسی پر سے گذرنا ہوگا جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔

(۸) دنیا میں جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا علم پہلے ہی سے تھا ان تمام باتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق لکھدیا اور جو لکھدیا وہی ہوگا اس میں بال برابر فرق نہ آئے گا اسے تقدیر کہتے ہیں۔" (ماخوذ۔ معراج المومنین)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ ایک آن کے لئے آپ پر موت طاری ہوئی تھی۔ اس کے بعد پھر آپ کی وہی حیات جسمانی ہے اور آپ کی تمام قوتیں آج بھی اسی طرح کام کر رہی ہیں جیسے آج سے چودہ سو برس قبل کر رہی تھیں۔

شہداء کی حیات تو قرآن حکیم کی نص قطعی سے ثابت ہے جب شہید زندہ ہوتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو شہدا سے قطعاً افضل ہیں آپ کی حیات میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اُمت کا اس امر پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام کی حیات حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہوتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ جمعہ افضل الایام ہے اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اس پر صحابہ نے عرض کی حضور کیسے جب کہ ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس شخص سے روح القدس (جبریل) نے بات کر لی زمین کو اجازت نہیں کہ اس کے جسم کو کھائے۔

جب روح القدس سے کلام کرنے والے کا یہ مرتبہ ہے کہ اس کو

زمین نہیں کھاتی تو اس ہستیٔ پاک کے جسمِ مقدس کی کیا شان ہوگی جس کے جسم میں ہزاروں جبریل سمائے ہوئے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ عیسیٰ بن مریم آسمان سے اُتریں گے۔ پھر اگر میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے آواز دیں تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

صحابہ کرام کا بیان ہے کہ ہمیں روضۂ نبوی سے اذان و اقامت کی آواز آیا کرتی تھی۔ سعید بن مسیب فرماتے ہیں جب بھی نماز کا وقت آیا اذان کی آواز سنائی دیتی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج میں ایک سرخ ٹیلے کے نزدیک سے گذرا اور حضرت موسیٰ کو دیکھا۔ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

حضور امام الانبیاء ہیں

شبِ معراج جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت ا... پہنچے تو وہاں تمام انبیاء کرام آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے نما... کا وقت ہوا تو جبریل امین نے اذان کہی اور حضور کو مسند امامت کھڑا کر دیا۔ حضور امام ہوئے اور تمام انبیاء کرام مقتدی سب نے

کی اقتداء میں نماز ادا کی اور حضور کو امام الانبیاء ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

شبِ معراج انبیاء کرام سے حضور کی ملاقات بھی ہوئی اور انبیاء کرام نے حضور کی عظمت کے خطبے بھی ارشاد فرمائے۔ جو اس امر کی دلیل ہیں کہ انبیائے کرام پر ایک آن کے لئے موت طاری ہوتی ہے اور اس کے بعد پھر ان کی وہی حیات جسمانی ہے۔

زندہ رسولؐ

امام احمد اپنی مسند میں اس حدیث کو روایت کرتے ہیں کہ ایک روز مروان روضۂ اقدس پر حاضر ہوا دیکھا کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے روضۂ مبارک پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے کہنے لگا تم جانتے ہو یہ کیا کر رہے ہو۔ وہ شخص حضرت ابوایوب انصاری تھے۔ انہوں نے مروان کی بات سن کر فوراً جواب دیا۔ میں حضور نبی کریم کی خدمت میں آیا ہوں کسی پتھر کے پاس تو نہیں آیا۔

سبحان اللہ کیسا پیارا اور کتنا مدلل جواب ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری فرماتے ہیں کہ روضۂ اقدس پر حاضری حضور کی خدمت میں حاضری کے مترادف ہے کیونکہ حضور زندہ ہیں اور آپ کو وہی حیات جسمانی حاصل ہے۔

اس لئے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینے میں حاضر ہونے والے کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ میں نے قبر نبیؐ کی زیارت کی۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ میں نے حضور نبی کریم کی زیارت کی کیونکہ حضور اب بھی اپنی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور اپنے مقام اعلیٰ وارفع میں جلوہ فرما ہیں حجاب ہماری طرف سے ہے وہ تو سورج ہیں اور اپنی نورانی شعاعوں سے عالم کو روشنی پہنچا رہے ہیں۔

(ماخوذ روح ایمان)

سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ بعض سر پھرے جو یہ بکدیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو ہو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں۔ ہم تو پہنچ گئے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ بے شک پہنچے مگر کہاں؟ جہنم کو۔ البتہ مجذوبیت کی عقل زائل ہو گئی ہو تو اور بات ہے مگر پھر بھی مجذوب شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

عقیدہ ۲۔ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت دی ہے اس میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے وہ سیاہ سفید کے مختار بنا دئے جاتے ہیں یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہوتے ہیں ان کو سارے اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت ہی میں ملتے ہیں اس سے علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت سے ماکان وما یکون۔ اور تمام لوح محفوظ پر مطلع ہوتے ہیں۔

عقیدہ ۲۔ کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ مردے زندہ کرنا۔ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا۔ مغرب سے مشرق تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں۔ سوائے ان معجزات کے جن کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔

عقیدہ ۲۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا محبوب ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو فاعل حقیقی اور

شیخ ابوالفیضؒ ۔ خواجہ فیصل عیاضؒ ۔ شیخ ابوالفضلؒ ۔ خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ ۔ خواجہ حسن بصریؒ ۔ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

دینی درس گاہ

سلطان نورالدین زنگی نے مصر میں ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا تھا جو آج کل جامع ازہر قاہرہ کے نام سے مشہور ہے اور اسلامی دنیا کا سب سے بڑا دارالعلوم ہے ۔

القرآن

نماز:- مسجد کی زینت اور آبادی ہے مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے ۔ اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے بے شک وہ راہ پانے والوں میں سے ہوں گے ۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ مبارک کو نعوذ باللہ چوری کرنے کی ناکام کوشش

انگلستان کے بادشاہ رچرڈ شیر دل نے انگلستان ۔ فرانس، اسپین اور جرمنی کے چیدہ چیدہ پادریوں کو اکٹھا کیا اور اس اجلاس میں رچرڈ نے یوں تقریر کی ۔

اے کلیسا کے محافظو ۔ چار سال قبل جب میں نے آپ لوگوں سے خطاب کیا تھا تو یہ تجویز طے پائی تھی کہ دینِ محمدی کو نیست و نابود کرنے کے لئے دنیائے اسلام میں جتنے قلمی نسخے قرآن کے ہیں وہ خرید لئے جائیں اور انھیں جلا دیا جائے۔ نہ ہی مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن باقی رہے گی نہ ہی ان کا دین ترقی پذیر ہو سکے گا ۔ لہذا ہمارے نمائندوں نے ترکی اور مصر میں ہزاروں قرآنی نسخے خریدے اور بعد میں ان کو جلا دیا ۔ لیکن بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ نے قرآن پاک کو حفظ کیا ہوا ہے اس طبقہ کو حفاظ کرام کہا جاتا ہے اگر کوئی نسخہ گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو یہ قرآن کے حافظ اپنے کاتبوں سے دوبارہ قرآن شریف لکھوا دیتے ہیں اور پھر نئے نسخے تیار ہو جاتے ہیں ۔

ہمارے نمائندے جو اسلامی لبادہ میں قرآنی نسخے خرید رہے

تھے اور پھر جلا دیا کرتے تھے اور جن کو ہم نے ایک لاکھ پونڈ دے کر اسلامی ممالک میں بھیجا تھا کافی روپیہ ضائع کر کے انگلستان آگئے اور ہماری یہ اسکیم بُری طرح ناکام ہو گئی۔

اب ہم نے

نرالی اسکیم سوچی ہے اس اسکیم کو میں آپ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج کل سلطان نورالدین زنگی مسلمانوں کا بادشاہ یا خلیفہ ہے مصر میں اس کا گورنر صلاح الدین ایوبی کی آنکھوں میں خاک ڈال کر اُسے دھوکا دے کر اور جامع ازہر قاہرہ کے صدر مدرسہ (پرنسپل) کو چکمہ دے کر دو نوجوان عیسائی پادری مسلمانوں کے لبادہ میں قرآن اور حدیث کی تعلیم کے لئے قاہرہ بھیجیں گے جب عربی علوم دونوں وہاں سے سیکھ لیں گے۔

تو ہم دونوں کو مسلمانوں کے شہر مدینہ۔ علماء اور صوفیاء کے لباس میں بھیجدیں گے۔ دن کو یہ دونوں حضرات اللہ اللہ کی تسبیح کیا کریں گے قرآن پڑھا کریں گے اور رات کو یہ دونوں مسلمانوں کے پیغمبر کی قبر کی جانب سرنگ کھودا کریں گے۔

مسجد نبوی کے ساتھ ہی کوئی مکان کرایہ پر لے لیا جائے گا یا خرید لیا جائے گا اس مکان میں یہ دونوں عبادات کیا کریں گے جب سرنگ مکمل ہو جائے گی تو یہ دونوں حضرات مسلمانوں کے پیغمبر اسلام کی میت وہاں سے چُرا کر انگلستان لے آئیں گے پھر ہم تمام دنیا کو بتائیں گے کہ پیغمبر اسلام کی میت انگلستان پہنچ گئی ہے۔

اس طرح اسلام کو سخت ضعف پہنچے گا اور لاکھوں کروڑوں مسلمان عیسائی مذہب اختیار کر لیں گے۔ ایک عیسائی نے سوال کیا کہ مسلمانوں کے

پیغمبر کی میت اس وقت تک صحیح سلامت ہوگی ان کو تو وفات پائے ہوئے پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے میت سلامت رہ ہی نہیں سکتی۔

رچرڈ نے جواب دیا۔ انبیاء کی میت (DEADBODIES) کو مٹی یا دیمک یا دیگر حشرات الارض نہیں کھاتے وہ محفوظ رہتی ہے۔

پادری نے کہا۔ جب تم محمدؐ کو نبی مانتے ہو تو پادشاہ سلامت گستاخی معاف آپ عیسائی کیسے رہے آپ تو عیسائیت سے نکل گئے آپ تو مسلمان ہو گئے۔ رچرڈ نے کہا نہیں میں دل سے انھیں نہیں مانتا۔ میں یسوع مسیحؑ کو آخری نبی مانتا ہوں۔ یہودی موسیٰ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ عیسائی عیسیٰ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ مسلمان محمدؐ کو آخری نبی مانتے ہیں تم اس بحث میں مت پڑو مجھے اپنی اسکیم ۲ کو چلانے دو۔

مسلمانوں کے پیغمبر کی میت انگلستان آجائے گی تم تماشہ دیکھتے رہو کیا بنتا ہے۔ میں تمام پادریوں سے گذارش کروں گا کہ اس اسکیم کو انتہائی خفیہ رکھیں تاکہ سلطان نورالدین زنگی یا صلاح الدین ایوبی گورنر مصر اور گورنر مدینہ کو علم نہ ہو۔

اب میں آپ کے سامنے ان دونوں مجاہدوں کو پیش کروں گا جو مسلمانوں کا لبادہ میں جامع ازہر قاہرہ (مصر) بھیجے جا رہے ہیں (برائے حصول عربی علوم و فنون) اس کے بعد ان کو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔

اس واقعہ کے چار سال بعد

ان دونوں عیسائیوں نے مسلمان صوفیاء کا لباس پہن کر مدینہ شریف میں ایک مکان روضۂ نبوی کے بالکل قریب خرید لیا اور وہاں بیٹھ کر دن کو اللہ اللہ کرنے لگے اور رات کو سرنگ کھودنی شروع کر دی۔ سرنگ

کی مٹی یہ لوگ بوری میں ڈال کر باہر پھینک آتے تھے۔

سلطان نورالدین زنگی

تازہ تازہ ہی حلب سے دمشق پہنچے تھے کہ ایک رات سرورِ کائنات فخرِ موجودات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلطان نورالدین زنگی کو خواب میں ملے اور فرمایا۔

نورالدین یہ کتے مجھے تنگ کر رہے ہیں ان کی تلاش کر اور انھیں سزا دے ان دونوں عیسائیوں کی شکلیں بھی خواب میں نورالدین کو دکھا دیں۔

نورالدین زنگی جب صبح بیدار ہوا تو وہ سمجھ نہ سکا اور اپنے وزراء کو طلب کیا اور ان کی خدمت میں سرورِ کائنات کی خواب میں زیارت کا قصہ پیش کیا وزراء نے کہا فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ نبی اکرمؐ کا چہرہ مبارک خواب میں دیکھنا مبارک ہو۔ چنانچہ نورالدین زنگی مطمئن ہو گیا۔

دوسری رات

دوبارہ نبی اکرمؐ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا ان دو خبیث آدمیوں کی تلاش کر۔ خواجہ عثمان ہارونی جیسے کامل درویش کا مرید ہو کر بھی یہ بات تیری سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں

نورالدین زنگی نے صبح اپنے وزراء کو پھر بلایا اور مشورہ کیا انہوں نے رائے دی کہ حضور سرورِ کائنات نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تمہارے مرشد خواجہ عثمان ہارونیؒ ایک کامل درویش ہیں وغیرہ وغیرہ۔ نبی اکرمؐ کی دوبارہ خواب میں زیارت بہت بہت

مبارک ہو۔ سلطان نورالدین زنگی پھر مطمئن ہو گیا۔

تیسری رات

پھر حضور سرورِ کائنات ؐ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا۔ نورالدین میں تم سے آخری بار کہتا ہوں کہ ان دو خبیث انسانوں کو فوراً تلاش کرو۔ دو دن سے میں تمہیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی ہے اگر تم نے یہ کام نہیں کیا تو میں یہ کام کسی اور کے سپرد کر دوں گا۔ مدینہ منورہ پہنچکر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ قصہ کیا ہے۔

صبح اٹھتے ہی نورالدین زنگی نے اپنے وزیرِ اعلیٰ جمال الدین کو بلایا اور کہا میرے ساتھ بیس خدام اور پچاس سپاہی گھوڑوں پر فوراً تیار ہو کر مدینہ شریف چلیں اب مشورہ لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مجھے دو مجرموں کی شکل خواب میں دکھا دی گئی ہے مجھے ان دونوں مجرموں کو پکڑنا ہے۔ دونوں مجرم بارِیش سفید رنگ اور نیلی آنکھوں والے ہیں۔ مجھے ان کا جرم نہیں بتایا گیا ہے مگر مجھے ہر صورت میں مدینہ منورہ پہنچ کر دو خبیثوں کو پکڑنا ہے۔

روانگی

یہ قافلہ دن رات سفر کرتا رہا اور سات روز کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ سلطان نورالدین زنگی کی اچانک آمد پر گورنر مدینہ حیران رہ گیا کیونکہ ماضی میں زنگی ہمیشہ اطلاع دے کر مدینہ شریف آیا کرتا تھا اور اب بغیر اطلاع کے سلطان کی آمد سے مدینہ شریف کے

حکام پریشان حیران ہوئے۔

سلطان نورالدین زنگی کے حکم سے مدینہ شریف میں ڈھنڈورا پٹوایا گیا کہ بعد نماز فجر کل تمام بالغ مرد (ساکنانِ مدینہ) دو دو کی قطار میں بادشاہ کے سامنے سے گذریں ہر جوڑے کو ایک ایک اشرفی بطور شاہی عنایات خسروی دی جائے گی عورتیں اور بچے نہ آئیں۔

چنانچہ باشندگانِ مدینہ منورہ سلطان نورالدین زنگی کے سامنے دو دو ہو کر گذرنے لگے اور اشرفیاں تقسیم ہوتی رہیں۔ طلائی دینار تحفتہً اور ہدیتہً ہر جوڑے کو ملتے رہے۔ سلطان نورالدین زنگی طلائی دینار تقسیم کرتے وقت ہر جوڑے کو گہری نظر سے دیکھتا

گورنر مدینہ اور دیگر حکام شہر بھی سخت حیران تھے کہ نورالدین کو کیا ہو گیا ہے جب تمام بالغ افراد گذر گئے تو سلطان نورالدین زنگی نے گورنر مدینہ سے پوچھا کہ اب کوئی مرد باقی تو نہیں رہ گیا ہے گورنر مدینہ نے جواب دیا کہ تمام آبادی مردوں کی گذر چکی ہے سوائے مستورات اور بچوں کے کوئی باقی نہیں رہا ہے۔

ایک مقامی سپاہی بولا حضور والا صرف دو نیک متقی پرہیزگار صوفی منش ترکی کے مسلمان باشندے رہ گئے ہیں۔ وہ مسجد نبوی کے ساتھ ہی رہائش پذیر ہیں۔ کسی سے کچھ نہیں لیتے ہیں۔ شب و روز عبادت میں مشغول رہتے ہیں اکثر درود شریف کا ورد کرتے رہتے ہیں اس لئے وہ حاضر نہیں ہوئے۔

سلطان نورالدین زنگی نے ان دونوں کو بھی بلانے کا حکم دیا جب وہ آئے تو سلطان نے ایک نظر میں دونوں کو پہچان لیا کہ یہ دونوں وہی ہیں جن کی شکلیں حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات نے خواب میں دکھلائی تھیں۔

بادشاہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ترک باشندے ہیں۔ یہاں حج کرنے آئے تھے۔ حج کی سعادت کے حصول کے بعد مدینہ طیبہ زیارت نبوی کو حاضر ہوئے اور حضور پُر نور کے پڑوس میں رہائش کی تمنا اور شوق نے ہمیں یہیں کا کر دیا۔

سلطان نورالدین ان کو ان ہی کے ڈیرہ مسکن پر لے گیا۔ بہت تلاش و تجسس کی مگر وہاں سوائے دو عدد نسخہ جات قرآن پاک اور چار احادیث کی قلمی کتب کے اور کچھ بھی دستیاب نہیں ہوا۔ کوئی مشتبہ چیز ایسی نظر نہ آئی جو کہ خواب کے مضمون کی تائید کرتی ہو۔ بادشاہ بہت ہی پریشان و متفکر ہوا۔

سفارش

اُدھر اہالیانِ مدینہ منورہ دونوں درویشوں کی رہائی کی سفارش کے لئے ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں جمع ہو گئے یہ سب ان حضرات کے مرید تھے۔ کہنے لگے کہ یہ دونوں اصحاب نیک اور بزرگ ہیں۔ دونوں درویش اکثر روزہ رکھتے ہیں روزانہ بقیع میں زیارت کو جاتے ہیں۔ اس سال قحط کے دوران اہلیان مدینہ کی دامے درمے سخنے امداد بھی

کر چکے ہیں۔ کسی سے کچھ نہیں لیتے بلکہ مقامی باشندوں کی وقتاً نوقتاً مالی امداد بھی کرتے رہتے ہیں۔

سلطان نورالدین زنگی

بہت متفکر ہو گیا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ اسی جگہ پر نفل پڑھنے کے لئے جاء نماز پر بیٹھ گیا۔ نفلوں کے بعد اس نے دعا مانگی اے میرے پروردگار میری مشکل حل کر۔

حضورؐ سرورِ کائنات نے خواب میں ان دونوں کی تلاش اور گرفتاری کا حکم دیا تھا۔ لیکن یہاں ان کا جرم ثابت نہیں ہوتا ہے۔

معاً خواجہ عثمان ہارونیؒ کا ہاتھ اس کمرے کے کونے میں نظر آیا اور اس ہاتھ نے اشارہ جاء نماز کی طرف کیا۔ جہاں نورالدین زنگی نے نفل پڑھے تھے یہ مصلّی ایک بورئیے پر بچھا تھا۔ بورئیے کو اٹھایا تو اس کے نیچے ایک پتھر تھا جب اس پتھر کو اٹھایا گیا تو ایک سرنگ نمودار ہوئی جو کہ بہت گہری کھدی ہوئی تھی۔ اور بڑی دُور تک چلی گئی تھی۔

سلطان نورالدین زنگی تمام معاملہ بھانپ گیا۔ دونوں ملعونوں پر جب سختی کی گئی تو انہوں نے تمام سازش کا انکشاف کر دیا۔ کہ انہیں شاہ انگلستان نے اس مذموم کام پر مامور کیا تھا۔

سلطان نورالدین زنگی نے ان دونوں ملعونوں کو اپنے ہاتھ سے اپنی تلوار سے واصل جہنم کیا۔ اور بعد میں ان کی منحوس لاشوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

بنیادیں

اس کے بعد سلطان نورالدین زنگی مدینہ منورہ میں پانچ ماہ قیام پذیر رہا۔ حجرہ پاک روضۂ اقدس کے گرد سلطان نے گہری بنیادیں کھدوائیں پھر لوہا سیسہ اور تانبہ پگھلوا کر بنیادیں سطح زمین تک بھر دی گئیں۔ تاکہ ملعونوں کو پھر کبھی ایسی جسارت نہ ہو اور نہ ہی روضہ نبوی تک رسائی کا خواب دیکھیں۔

دیدار

جب پانچ ماہ کے بعد نورالدین زنگی مدینہ سے حلب پہنچا تو حضور سرور کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو منٹ دیدار دیکر شاباش دی اور فرمایا۔ نورالدین تو واقعی خواجہ عثمان ہارونی کا سچا مرید ہے اور صالح سلطان ہے ہم تم سے بہت خوش ہیں۔

چنانچہ اس طرح اس مذموم کوشش اسکیم ۲ کا خاتمہ ہوا اس کے بعد پھر کسی ملعون کو اس قسم کی جسارت کی دوبارہ جراءت نہ ہوئی۔

اس کے بعد بھی نورالدین اکثر روتا رہتا اور کہا کرتا کہ میری خوش قسمتی کہ حضور سرورِ کائنات نے اس خدمتِ جلیلہ کے لئے مجھ جیسے گنہگار اور عاصی کو منتخب کیا۔

سنہ ۱۱۵۴ء میں سلطان نورالدین زنگی کا وصال ہوا ان کے

بعد صلاح الدین ایوبی گورنر مصر نے نظامِ سلطنت سنبھالا۔

اس واقعہ کے پندرہ بیس سال بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے صلیبی جنگیں لڑیں اور رچرڈ کو شکست دی۔

سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۵ر اکتوبر ۱۱۸۷ء کو بیت المقدس فتح کرلیا تھا۔

القرآن

نماز:- بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے۔

نماز:- ربّ عزوجل سے کلام کا شرف دلاتی ہے۔

نمازِ فرض کی تکمیل وہ جو کرتے ہیں!
وہ اپنا دامنِ دل رحمتوں سے بھرتے ہیں

ظفر اکبرآبادی

حقیقت

بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اہل قبور کوئی بات نہیں سن سکتے حالانکہ احادیث میں کثرت سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جب تم قبروں پر جاکر السلام علیکم یا اہل القبور کہتے ہو تو وہ وعلیکم السلام کہتے ہیں اور جب تم ان کے لئے دعا مغفرت کرتے ہو تو وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور اگر تمہاری حالت اچھی ہے تو تمہارے والدین اور رشتہ دار جو مر چکے ہیں خوش ہوتے ہیں اور اگر تمہاری حالت بری ہوتی ہے تو وہ مغموم ہوتے ہیں۔

اگر مردے سن نہیں سکتے تو پھر سلام کا جواب سلام اور دعا کا جواب دعا میں کیسے دیتے ہیں۔ یہ تو عام مردوں کی بات ہے لیکن وہ خاصانِ خدا اور اہل اللہ جو اس دنیاوی زندگی میں حدیثِ قدسی بی یسمع بی یبطش کے مطابق اللہ کی قوت سے دیکھتے ہیں اور اللہ کی قوت سے سنتے ہیں اور اللہ کے قوت سے چلتے ہیں تو ان کے لئے تو بدرجہ اولیٰ اور بدرجہ اتم بعدِ مرگ لوگوں کی باتیں سننے کی توفیق ہونی چاہئے جب عوام سن سکتے ہیں تو خواص کیوں نہیں سن سکتے۔

دوسری بات یہ ہے انسان جب مرتا ہے تو اس کا جسم مرجاتا ہے روح زندہ رہتی ہے اس لئے جب اہل قبور سے کوئی بات کی جاتی ہے تو ان کی روح سنکر جواب دیتی ہے اور ہمارے لئے دعا کرتی ہے۔ بلکہ ان کا تصرف اس قدر بڑھا ہوا ہوتا ہے کہ وہ آپ

کے کاموں میں بھی امداد کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں شہداء کو مردہ کہنے کی سخت ممانعت آئی ہے جب شہدأ زندہ ہیں تو صدیقین یعنی اولیاء اللہ اور انبیاء علیہ السلام بھی زندہ ہیں بلکہ بدرجہ اتم زندہ ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ان کے مراتب اس ترتیب سے بتائے گئے ہیں الانبیاء والصدیقین والشہدأ والصالحین۔

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا مرتبہ شہداء سے زیادہ بلند ہے جب شہید زندہ ہیں تو انبیاء اور اولیاء کرام ان سے بھی زیادہ زندہ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے۔

اِنَّ اولیاء اللّٰہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار۔

یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

ایک نکتہ

یہاں ایک نکتہ بیان کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ روح زندہ رہتی ہے اور مرنے کے بعد عالم برزخ یا عالم ارواح میں موجود رہتی ہے عالم ارواح میں نہ زمین ہے نہ آسمان، نہ سورج، نہ زمان، یاد رہے کہ زمان اور مکان اس وقت وجود میں آئے جب زمین اور سورج پیدا ہوئے سورج کی رفتار سے وقت یعنی سال، ماہ، دن اور گھنٹے وجود میں آئے اور زمین کے پیدا ہونے کے ساتھ مکان وجود میں آیا۔ زمین اور

آسمان پیدا ہونے سے پہلے نہ وقت تھا نہ زمان نہ مکان ۔ بلکہ لامحدودیت تھی ۔ اس طرح کائنات کے فنا ہو جانے کے بعد بھی وقت زمان و مکان ختم ہو جائیں گے اور لامحدودیت رہ جائیگی ۔

چنانچہ جب کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کی روح عالم ارواح میں موجود ہوتی ہے ۔ جہاں نہ کوئی زمان ہے نہ مکان ، بس لامحدودیت قائم ہے چونکہ روحیں مکان و زمان کی قید سے آزاد ہیں اس لئے وہ ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہوتی ہے ۔

الحدیث

نماز قبر کی ظلمت کو نور سے بدلتی ہے ۔

نماز وزن اعمال کے وقت نمازی کی حجت ہے

نماز پڑھنے سے تکمیلِ زندگی ہو گی
اسی سے قبرِ مسلمان میں روشنی ہو گی

(نظر اکبر آبادی)

بزرگان خداپرست کی چار قسمیں

اوّل :۔ صاحبِ سلوک جو ریاضت وعبادت وہدایت میں مصروف رہتے ہیں اور یہی بزرگ صاحب خدمت ہوتے ہیں ۔ ان کی توجہ اور انتظامِ ظاہری سے دنیا کا انتظام ہے اور سلوک کوشش کا نام ہے ۔

دوئم :۔ مجذوب جو صرف کشش باطنی سے خدا کی طرف اس درجہ پہنچ گئے کہ ان کی توجہ کسی خیر و شر کی طرف نہیں اس واسطے اس درجہ کو عقیم یعنی بانجھ عورت کی طرح کہا ہے ۔

سوئم :۔ سالک مجذوب اعلیٰ ترین درجہ ہے کیونکہ بعد تکمیل تمام مدارج سلوک ایسی معتدل کیفیت جذب پیدا ہو جاتی ہے جس سے عالم فیضیاب ہو سکتا ہے ۔

چہارم :۔ مجذوب سالک جن کو اوّل ایک کشش اور بے خودی تھی مگر بعد تھوڑے دن کے وہ خودی میں آجاتے ہیں اور وہ کیفیت جاتی رہتی ہے ۔

اب یہاں پر کچھ کیفیت چاروں طبقہ حضرات صوفیہ کی بھی جاننا ضروری ہے کیونکہ اکثر لوگ نافہمی سے ایک کو ترجیح دوسرے پر طنز کر دیتے ہیں اور یہ امر طالب کو نقصان دیتا ہے ۔

حضرات قادریہ

کے یہاں آئینہ دل کو جلا دینا اور صاف

کرنا اور نفس کا وجود خاک کر دینا ہے ۔ ایک شیطان انسان کے ساتھ ہے
اس کا کام یہ ہے کہ ہر وقت بُرائی کے خیالات دل میں ڈالتا ہے
جس طرح بد آدمی کی صحبت میں اس کے بُرے خیال دل میں اثر
کرتے ہیں ۔ اور دوسرا انسان میں ذاتی عیب ہے جس کو خواہش کہتے
ہیں ۔ خواہ نیک ہو یا بد مگر بدی کی خواہش کا مددگار شیطان موجود
ہے اس لئے اکثر یہ غالب رہتی ہے لہذا شیطان تو لاحول وغیرہ
سے بھاگتا ہے مگر نفس علیحدہ نہیں ہو سکتا اس واسطے انسان دھوکے
میں رہتا ہے اور مدّتوں باوجود نیک کام کرنے کے اپنی بُرائی سے خود
واقف نہیں ہوتا ۔ چہ جائیکہ کوئی دوسرا واقف ہو ۔ اس نفس کو
قابو میں لانا بہت مشکل ہے ۔ شیطان سے بچنا آسان ہے مگر
یہ حضرت انسان کے جزو حقیقت ہیں مرتے وقت تک ان کا داؤ
چلتا ہے تو کام کر جاتے ہیں ۔ اور ان کا اثر دل میں اس طرح ہے
جیسے پتھر پر لکیر کر دیتے ہیں ۔ اور شیطان کا اثر مثلِ ہوا کے ہے
کہ کبھی اثر کرتا ہے اور کبھی اثر نہیں کرتا ہے ۔ لہذا نفس کو خاک
میں ملانا ایک نہایت مشکل درجہ ہے جو بڑے بڑے بزرگوں میں
بجز توفیقِ الٰہی صرف تقدس اور عبادت سے ناممکن ہے اس
واسطے اس طریقہ میں سب ورزشوں پر اس ورزش کو مقدم
رکھا ہے ۔

اور حضرات قادریہ کا یہ خیال ہے کہ جب آئینہ صاف ہو گیا اور نفس
کی سیاہی جاتی رہی تو پھر کونین کا جلوہ بمقتضائے س

دل میں اسرارِ خدائی کے نہاں رکھتے ہیں
ایک غنچہ میں طلسمِ دو جہاں رکھتے ہیں

حضراتِ چشت :۔ اہلِ بہشت کے یہاں قوتِ عشقیہ الٰہیہ کو بڑھانا مقصدِ اصل ہے۔ لہٰذا ابتداً ان چیزوں سے اس قوت کو بھڑکاتے ہیں جو ظاہری فطرتاً روح کو مرغوب ہیں جیسے سماع و جمال و ذکرِ جہری و ضرب الا اللہ وغیرہ۔

آخر میں قوتِ عشقیہ بھڑک کر سوائے معشوق کے سب چیزوں کو بھلا دیتی ہے اور بجز فنا فی اللہ اور کچھ باقی نہیں رہتا "اور یہی اصلی غرض انسان کامل ہونے سے ہے اور ان کا یہ خیال ہے کہ جب عشق حاصل ہو گیا تو حضوری و انکساری و تقرب اور صفائی وغیرہ سب کچھ حاصل ہو گیا۔

حضراتِ نقشبندیہ عالیہ کے یہاں حضوری قوتِ فکریہ اور صحت خیال اور نقش و رنگ محبوب کا جمانا مقصودِ اصل ہے۔ لہٰذا مراقبہ و مکاشفہ و خاموشی و اذکارِ خفیہ وغیرہ سے اس قوت کو جماتے ہیں اور بھڑکانے والی چیزیں مثل سماع و اذکارِ جہریہ وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جب صورتِ حضوری جم جاتی ہے تو فنا و بقا و عشق سب کچھ حاصل ہو گیا۔ اور یہی اصل غرض انسان کامل ہونے سے ہے۔

حضرات سہروردیہ کے یہاں ریاضت و مجاہدات جسمیہ اور علیہ سنت نبویہ سے جمال الہی کا مشاہدہ ہوکر درجہ معراج پر پہنچنا چاہیے جو انتہائے درجہ تقرب رسول علیہ السلام ہے اور یہ ہی مقصد انسان کا ہے۔

توجہ طلب

ان چہار طبقات پر غور کیا جائے تو صرف مادہ کا فرق ہے یعنی طالب میں اگر قوت عشقیہ غالب ہے تو اسی ورزش سے رسائی آسان ہوگی اور جس میں انکسار اور تحمل مشقت اور ثبات و قرار کا مادہ ہوگا وہ اسی طریقہ سے کامیاب ہو جائے گا۔ اسی واسطے قانون قدرت نے مزاج بھی دموی صفراوی و بلغمی سوداوی بنائے ہیں جو ہر ایک کا اثر اور خاصہ جدا ہے یا یوں کہا جائے کہ چشتیہ قادریہ صفراوی دموی مزاج ہیں اور نقشبندیہ و سہروردیہ بلغمی و سوداوی مزاج رکھتے ہیں اور ہر چہار وجود انسان کے لئے ضروری ہیں۔

اور مولانا محی الدین عربی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مراد آیتہ قرآن میں کہ ہم زمین پر انسان کو اپنا خلیفہ کریں گے۔ یہ ہے کہ انتظام عالم اس فرد سے وابستہ رہے گا۔ چنانچہ غوث و قطب و ابدال وغیرہ اس عہدہ پر مامور ہیں۔

(ماخوذ: اسرار علائیہ۔)

(مصنف: جناب مولانا المولوی المفتی السید محمد اعظم شاہ صاحب)

ولایت کے متعلق عقائد

ولایت : ایک قربِ خاص ہے جو رب تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے خاص برگزیدہ بندوں کو عطا فرماتا ہے۔
ولایت عبادت وریاضت کے زور سے حاصل نہیں کی جاسکتی یہ محض رب کی رضا پر منحصر ہے البتہ اعمالِ صالحہ ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں بعض کو ولایت ماں کے پیٹ ہی میں مل جاتی ہے۔
عقیدہ ۲۔ امت میں سب سے زیادہ معرفت وقربِ الٰہی حضرت صدیق اکبر کو پھر فاروقِ اعظم، پھر ذوالنورین پھر مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہم کو درجہ بدرجہ حاصل ہے۔
ہاں مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب کمالاتِ نبوت شیخین کو فرمایا اور جانب کمالاتِ ولایت حضرت مولا مشکل کشا کو تو جملہ اولیاء نے مابعد مولا علی کرم اللہ وجہہ کے گھر سے یہ نعمت پائی ہے اور سب انہیں کے دستِ نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔
عقیدہ ۲۔ طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصّہ ہے بعض جاہل صوفیا کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے یہ سراسر گمراہی ہے اس طرح خود کو شریعت سے آزاد سمجھنا کھلا ہوا کفر والحاد ہے۔
عقیدہ ۲۔ کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو احکامِ شرعیہ کی پابندی

سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ بعض سر پھرے جو یہ بکدیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی چاہت ان کو ہو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں۔ ہم تو پہنچ گئے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ بے شک پہنچے مگر کہاں؟

جہنم کو۔ البتہ مجذوبیت کی عقل زائل ہو گئی ہو تو اور بات ہے مگر پھر بھی مجذوب شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

عقیدہ ۶۔ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت دی ہے اس میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے وہ سیاہ سفید کے مختار بنا دئے جاتے ہیں یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہوتے ہیں ان کو سارے اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت ہی میں ملتے ہیں اس سے علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت سے ماکان وما یکون۔ اور تمام لوح محفوظ پر مطلع ہوتے ہیں۔

عقیدہ ۷۔ کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ مردے زندہ کرنا۔ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا۔ مغرب سے مشرق تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں۔ سوائے ان معجزات کے جن کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔

عقیدہ ۸۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا محبوب ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو فاعل حقیقی اور

فاعل مستقل جاننا یہ غلط ہے مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا۔

عقیدہ ۷۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری باعثِ برکت ہے۔

عقیدہ: اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی سوچنے سمجھنے سننے اور دیکھنے کی صلاحیت پہلے سے بہت زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔

عقیدہ ۷۔ انہیں ایصال ثواب کرنا نہایت مستحسن اور باعث حسنات وبرکات ہے جسے ادب سے ہم نذر نیاز کہتے ہیں خصوصاً گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم البرکات ہے۔

عقیدہ ۷۔ عرس اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی ونعت خوانی وعظ اور فاتحہ خوانی نہایت عمدہ چیزیں ہیں۔

الحدیث

نماز ہمارے لیے درجے بلندی کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے گھر میں وضو وغسل کرکے فرض ادا کرنے مسجد میں جاتا ہے تو ایک قدم پر ایک گناہ محو ہوتا ہے، دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔

(مسلم شریف)

تذکرہ

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر گیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقادرؒ یکم رمضان المبارک ۴۷۱ھ کی شب بغداد کے قریب جیلان گیلان میں پیدا ہوئے ۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی ابو صالح اور لقب جنگی دوست تھا آپ کے والد کا یہ لقب اس بنا پر مشہور ہوا کہ راہ خدا میں جہاد کے لئے بے پناہ شیدائی تھے آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مبارک فاطمہ اور کنیت ام الخیر تھی ۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ وہ اپنی کنیت کی زندہ اور عظیم مثال تھیں ۔ حضرت غوث الاعظم والدہ کی جانب سے حسنی سید ہیں اور والد کی جانب سے حسینی ہیں ۔

والدہ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ شادی کے وقت ان کے والد نے اپنے داماد سے فرمایا میری یہ لڑکی پاؤں سے لنگڑی ہے ہاتھ سے لنج کانوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے ۔ لنگڑی کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے آج تک گھر سے باہر قدم نہیں رکھے ہاتھوں سے لنج کے معنی یہ ہیں کہ اس نے ان سے آج تک کوئی خلافِ شریعت کام نہیں کیا ۔ کانوں سے بہری ہونے کا منشاء یہ ہے کہ اس نے ان سے کوئی بات خلافِ حق نہیں سنی ۔ اور آنکھوں سے اندھی اس لئے کہا کہ اس نے کبھی کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی ۔

ظاہر ہے کہ ایسی متقی خاتون ہی حضرت غوث الاعظم جیسے جلیل القدر کو جنم دے سکتی تھی ۔

حضرت کے نانا عبداللہ کا شمار نہ صرف جیلان کے رؤسا میں ہوتا تھا

بلکہ ان کے علم وفضل اور زہد وتقویٰ کے تذکرے جیلان کے بچہ بچہ کی زبان پر تھے چنانچہ ایسے متقی اور مایۂ ناز بزرگوار کی صحبت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے آنکھ کھولی اور پرورش وتربیت پائی۔

یکم رمضان المبارک کو ولادت ہوئی تھی۔ لیکن پہلے دن سے روزوں کے اوقات میں کبھی شیر مادر تک نوش نہیں فرمایا۔

کمسنی میں قرآن مجید حفظ کیا اور علم تفسیر حدیث اور فقہ پر عبور حاصل کرلیا۔ علوم ظاہری سے فارغ ہوئے تو علوم باطنی کی معراج عطا ہوئی۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیسے علم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ جواب میں فرمایا میں دس برس کا تھا گھر سے مدرسہ جاتے وقت دیکھا کہ فرشتے میرے ساتھ چل رہے ہیں۔ پھر مدرسہ میں پہنچنے کے بعد وہ فرشتے دوسرے طلبہ سے کہنے لگے کہ ولی اللہ کے لئے جگہ دو۔ ایک دن مجھے ایسا شخص نظر آیا جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے ایک فرشتے سے معلوم کیا کہ یہ کون لڑکا ہے جس کی اتنی عزت کرتے ہو۔

اس نے جواب دیا کہ یہ ایک ولی اللہ ہے جو بہت بڑے مرتبہ کا مالک ہے اور طریقت میں یہ وہ شخصیت ہے جسے بغیر روک ٹوک کے نعمتیں عطا کی جارہی ہیں۔ اور بغیر کسی حجت کے قرب الٰہی عنایت ہو رہا ہے

اٹھارہ برس کی عمر میں جب آپ مزید تعلیم کے حصول کی خاطر بغداد روانہ ہوئے جو اس وقت علم کا مرکز تھا۔

بغداد میں آپ نے جن اساتذہ سے سل ... ہ یکتائے

زمانہ تھے ۔ ان میں حضرت ابوسعید مخزومی اور حضرت ابوالخیر حماد شہرہ آفاق تھے ۔ حضرت ابوسعید مخزومی سے بیعت کی اور خرقہ خلافت بھی پایا ۔

آپ اپنی زندگی کے متعلق خود بیان فرماتے ہیں کہ چالیس برس تک فجر کی نماز میں نے عشاء کے وضو سے ادا کی ہے ۔ اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز کے بعد ایک قرآن شریف ختم کرتا رہا ہوں ۔ اور گیارہ برس تک برج بغداد کے اندر عبادت الٰہی میں مشغول رہا غرض کہ مسلسل ۲۵ برس تک حیرتناک اور مشکل ترین مجاہدات کے بعد آپ کو سعادتِ عظمیٰ عطا ہوئی جس نے آپ کو غوث الاعظم بنا دیا ۔

روایت ہے کہ مطابق ۱۶ ارشوال ۵۶۱ھ کو خواب میں رسالتمآب کی زیارت ہوئی ۔

آنحضرت نے فرمایا

عبدالقادر لوگوں کو اللہ کے راستے کی جانب دعوت دو ۔ حضرت شیخ نے عرض کی یا رسول اللہ میں عجمی ہوں عرب کے علماء کے سامنے کیسے کلام کر سکوں گا ۔ محبوب خدا نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا ۔ عبدالقادر جاؤ اور لوگوں کو اللہ کی راہ کی طرف دعوت دو ۔

حضرت شیخ نے تبلیغ و وعظ کا آغاز اپنے پیرومرشد حضرت ابوسعید مخزومی کے مدرسہ سے کیا ۔ چند ایام ہی کے بعد سامعین میں بے پناہ اضافہ ہوا کہ جگہ ناکافی ہو گئی ۔ قرب وجوار کے مکانات کو مدرسہ

میں شامل کر لیا گیا اور شرکت پر بھی اجتماع کے باوجود ہزاروں افراد کو جگہ حاصل نہ ہوتی تھی۔ بعد ازاں شہر سے باہر عید گاہ میدان میں اجتماع کا اہتمام کیا گیا۔ جہاں سامعین کی تعداد ستر ہزار سے بھی تجاوز کر جاتی ان میں عالم اسلام کے جید علماء و مشائخ بھی حضرت شیخ کے وعظ سے مستفید ہوتے تھے۔ یہ سلسلہ چالیس برس تک جاری رہا۔ اتنے وسیع اجتماع میں جبکہ لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کا کوئی وجود نہ تھا آپ کی بلند اور شیریں آواز سے کوئی شخص بھی محروم نہ رہتا اور نہ وہاں بدنظمی کا کوئی واقعہ رونما ہوا۔ ان مجالس میں یہود اور نصاریٰ کی کثیر تعداد نے آپ کے ایمان افروز اور روح پرور کلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا اور ہزاروں گناہ گاروں اور مجرموں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے صالحین کی زندگی گذاری بلکہ متعدد اولیاء کرام کے عظیم منصب پر فائز ہوئے آپ کی تقاریر نے عالم اسلام میں انقلاب برپا کر دیا۔

کرامت

ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں خوفناک سیلاب آیا بغداد کی آبادی غرق ہونے کے یقینی خطرہ سے دوچار تھی۔ آپ اس وقت ایک جماعت کے ہمراہ دریا کے کنارے تشریف لائے اور وہاں اپنا عصا گاڑ دیا۔ اور فرمایا بس اسی جگہ ٹھہر جا۔ مشیتِ ایزدی سے اسی ساعت سیلاب ختم ہو گیا اور دریا معمول کے مطابق بہنے لگا۔

ایک مرتبہ وعظ کے وقت سیاہ بادل چھا گئے اور طوفانی بارش کسی بھی لمحہ شروع ہونے والی تھی جس کے خوف سے ستر ہزار کے مجمع میں بھگدڑ کے آثار پیدا ہونے لگے تھے۔ آپ نے اسی ساعت رب کریم کے حضور دعا کی۔ میں تیرے بندوں کو تیری جانب جمع کرتا ہوں اور تو ان کو منتشر کرتا ہے اسی وقت آسمان بادلوں سے صاف ہو گیا۔

الحدیث

سب سے افضل عمل اوّل وقت نماز پڑھنا ہے

نماز کا درجہ ایسا ہے جیسے سر کا درجہ بدن میں

نماز دل کا نور اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

نماز پڑھنے سے دل کو قرار آتا ہے

نماز پڑھنے سے رخ پر نکھار آتا ہے ظفر اکبر آبادی

مجاہدات حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ

حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی اپنی مکتوب کرتبہ الوحدت میں فرماتے ہیں کہ حصول شرفِ بیعت توبہ کے میرے والد ماجد سید ابو صالح رحمتہ اللہ علیہ ایک سال عالم حیات میں تشریف فرما رہے۔ بروز پنجشنبہ بتاریخ گیارہ ذلیقعدہ ۴۸۹ھ میں بعد نماز ظہر کے رحلت فرمائی۔ چھ مہینے بعد وفات حضرت والد ماجد کے جیلان میں قیام کیا۔

چالیس دینار لیکر اپنی والدہ ماجدہ معظمہ کی خدمت سے جدا ہو کر روانہ ہوا پہلے کعبہ شریف پہنچا۔ اور وہاں سے عراق کے بیابان میں سیاح رہا۔

دہار، ساتویں تبت پر پہنچا کیونکہ یہی پہاڑ چلہ گاہِ حضرات سے خالی رہ گیا تھا۔

بموجب ارشاد حضرت والد ماجد کے تین چلے سوا سوا کروڑ اسم ذات کے چھ چھ برس کے عرصہ میں ادا کیئے۔

اور اٹھارہ برس روزہ خرمہ سے افطار کیا اس سے فارغ ہونے کے

بعد خدا سے عہد کیا کہ جب تک تو اپنے ہاتھ سے مجھ کو نہیں کھلائے گا میں کوئی چیز نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ ایک سال کا عرصہ گذر گیا مطلق زبان پر کچھ نہیں رکھا۔ ایک روز شیطان نے مثل برف سفید کے

نورتا حدِ نگاہ محیط کر دیا اور آواز آئی کہ عبدالقادر ہم نے تیری عبادت کو قبول کر لیا ہے۔

میں نے متعجب ہو کر خیال کیا کہ میں واسطے خدا کے ہاتھ سے کھانے کا متمنی ہوں قبولیتِ عبادت کا خواستگار نہیں۔ شاید یہ دھوکہ شیطانی ہے۔ بے ساختہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم زبان پر آگیا۔ اور وہ سفیدی یک لخت زائل ہو گئی۔

اس واقعہ کے

چالیس یوم کے بعد قریب نماز فجر کے میں مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ میرے کان میں آواز آئی کہ اے عبدالقادر طعام نوش کر خدا اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہے میں نے شیطانی دھوکہ سمجھ کر مطلق التفات نہیں کیا جب چار مرتبہ یہی آواز سنی اور ہونٹوں کے قریب لقمہ طعام کا محسوس ہوا۔ آنکھ کھول کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی مگر ہونٹوں پر کھیر لگی ہوئی تھی۔ اس کو رومال سے صاف کر کے پھر مراقب ہو گیا اور آنکھیں بند کریں پھر اسی طرح کی آواز آئی آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک تجلی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوتی معلوم ہوئی۔

پھر آنکھیں بند کر کے مراقب ہو گیا۔ پھر اسی طرح کی آواز آئی آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک ہاتھ میں لقمہ کھیر کا نظر آیا اور پھر وہ ہاتھ بھی غائب ہو گیا۔

میں نے شیطانی دھوکہ سمجھ کر لاحول پڑھی اور آنکھیں بند کر کے مراقب ہو گیا۔

آواز

پھر اسی طرح کی آواز سنی ۔ اے عبد القادر یہ دہوکہ شیطان کا نہیں ہے جو لاحول سے دفع ہو جاتے ۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک جسم اور ہاتھ میں لقمہ کھیر دیکھا ایک نظر دیکھنے نہیں پایا تھا کہ وہ بھی غائب ہوگیا ۔

میں نے اسے دہوکہ نفس کا سمجھ کر آنکھیں بند کرلیں اور پھر مراقب ہوگیا پھر اسی طرح کی آواز آئی کہ اے عبد القادر یہ دہوکہ نفس کا بھی نہیں ہے

جب تک

تو اس لقمہ طعام کو نوش نہیں کرے گا تجھ کو کچھ معائنہ نہ ہوگا یہ آواز سنکر میں نے بسم اللہ شریف پڑھی اور لب واسطے لقمہ طعام کے لئے کھول دئے جب لقمہ کھیر کا دہن میں آگیا ۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو

حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخزومی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی صورت تجلی آثاری صفاتی کے عجیب کیفیت سے نظر آئی اور کلمات زبان ملکوت باہمہ گیر ہوئے کہ میرے والد ماجد نے خاص اسی وقت کے واسطے تعلیم فرمائی تھی ۔

نوٹ

کیفیت دہوکہ شیطان اور عہد نہ کھانے کا اور حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخزومی صاحبؒ کے کھانا کھلانے کا سوائے عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم المرتبہ شہنشاہِ ولایت کے کہ جس پر یہ امر گذر نہ گیا ہو انکے سمجھنے کے لائق نہیں ہے ۔

یہ تینوں کیفیت طفیل حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی کے اب بھی ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم و المرتبہ شہنشاہِ ولایت پر گند رجاتا ہے۔

حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخزومی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف بحر النبوت میں تحریر فرماتے ہیں مجھ کو بعد نماز مغرب شب دوشنبہ گیارہ محرم ۵۱۰ھ کو مجھے الہام ہوا۔ کہ ایک ہمارا دوست ہمارے ہاتھ سے کھانا کھانے کا مشتاق ہے اور ایک سال سے اس نے کچھ کھایا پیا نہیں۔

شغلِ نوری ملکوتی

میں مصروف ہے یہ حکم باطن سنکر میں اسی وقت مکان سے روانہ ہوا میری زوجہ نے دیکھ کر دریافت کیا کہ بموجب حکم باطن کے شاید کس طرف جاتے ہو۔ اس دن میرے گھر میں کھیر پکی تھی۔ میری زوجہ نے دستر خوان میں باندھ کر مجھ کو لادی میں دروازے سے قریب ستر قدم کے باہر چلا گیا تھا اور

اسم اعظم جنیدیہ

قلبِ روحی سے تلاوت کرنا شروع کیا۔ قریب نماز فجر کے پہاڑ تبت ساتویں پر قریب غوث پاک قطب عالم عبد القادر جیلانی حسنی حسینی رحمتہ اللہ علیہ پہنچ کر تعمیل حکم الہام کی بجالایا۔

ماخوذ

حقیقتِ گلزار صابری

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

۔ جس وقت بغداد میں قدم رکھے اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۸ سال تھی ۔ بغداد میں آپ نے بڑے بڑے جیّد علماء و مشائخ سے علم حاصل کیا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ اپنے وقت کے تمام علماء و مشائخ پر فوقیت لے گئے۔ تمام خواص و عوام کے دلوں میں آپ کی مقبولیت ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ولایت کے منصبِ جلیلہ پر فائز فرمایا اور تمام اولیاء اللہ کو آپ کا مطیع و فرمانبردار بنایا۔ آپ کو وہ قدرت و قوت عطا فرمائی کہ دور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرّف فرماتے تھے ۔ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیاء کے لئے حصول ولایت اور وصول فیض کا وسیلہ اور واسطہ ثابت ہوئے ۔

آپ کی کرامات کا شمار کرنا راقم کے بس میں نہیں ہے تمام کا اتفاق ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت جس کی بدولت آپ دنیائے ولایت کے شہنشاہ مانے جاتے ہیں ۔ یہ ہے کہ ایک مرتبہ وعظ فرماتے ہوئے آپ پر حالتِ کشف طاری ہوئی اور آپ نے فرمایا۔

میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے

آپ کا یہ ارشاد سنکر قریب و بعید، حاضر و غائب تمام اولیاء نے اپنی گردنیں جھکا دیں کہ کہیں حکم کی تعمیل میں دیر ہو اور ولایت جاتی رہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اخلاق کے انتہائی

بلند مقام پر فائز تھے محبت اور تعلقات کا پاس حد سے زیادہ فرمایا کرتے تھے آپ زندگی بھر کسی وزیر، امیر یا کسی بادشاہ کے دروازے پر نہیں گئے اپنی وسعتِ علم اور روحانی مقام کے باوجود چھوٹوں پر شفقت فرماتے اور بڑوں کی توقیر کرتے۔

پیرانِ پیر دستگیرؒ

محی الدین غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی محبوب اور دلآویز شخصیت اور خداداد روحانی کمالات وصلاحیت اور ملکہ اجتہاد سے زندگی کو نئی روح بخشی آپ کی ذات والا صفات نہ صرف سلسلۂ قادریہ کے بانی کی ہے بلکہ اصلاح وتربیت کا جو طریقہ آپ نے اپنایا اس کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔ آپ کی زندگی میں لاکھوں انسان آپ سے فیضیاب ہوتے اور اسلامی زندگی اور اخلاق سے آراستہ ہوکر اسلام کی خدمت کی۔ مردہ دلوں نے زندگی پائی۔ بے چین لوگوں کو اطمینان قلب نصیب ہوا۔ بے مقصد زندگی گذارنے والے بامقصد زندگی گذارنے لگے۔ اور آپ کا یہ فیض آج بھی جاری وساری ہے اور تاقیامت جاری وساری رہے گا۔

وصال

جب آپ کی عمر ۹۱ برس کی ہوئی تو یہ آفتابِ رشد وہدایت عالم اسلام کو اتحاد واخوت اور شریعت وطریقت سے مزین فرماکے افقِ آخرت میں ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا آپ کے جنازہ میں شریک ہونے والے اتنی کثیر تعداد میں تھے کہ محلہ حلبہ کی تمام سڑکوں پر تل رکھنے کی جگہ نہیں

تھی اس صورت حال میں دن کے وقت تجہیز و تکفین کا عمل محال تھا لہذا رات کے وقت آپ کے مدرسے میں سائبان کے نیچے آپ کے جسدِ اقدس کو سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ کی تاریخ وصال ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہے۔

آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے ہند و پاکستان میں ہر سال گیارھویں شریف نہایت اہتمام سے مناتے ہیں اور یہ سلسلہ کئی ماہ تک جاری رہتا ہے۔

ارشادِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

نماز رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔

نماز ایمان کی علامت ہے۔

نماز اسلام کا سنگِ بنیاد ہے۔

کرامت غوث الاعظم دستگیرؒ

ایک مرتبہ رمضان شریف کے مہینے میں ستر آدمیوں نے ایک ہی دن بغیر ایک دوسرے کے اطلاع کے جناب غوثیت مآب کی دعوت کی کہ آج آپ مجھ خادم کے گھر قدم سعادت سے رشکِ بہشت فرمائیں اور وہیں روزہ افطار کرکے غلام کو فخر و عزت بخشیں۔

اس لئے کہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے ہر ایک کی دعوت آپ نے قبول کرلی۔ اور اپنے تصرف و کرامت سے آنِ واحد میں سب کے گھروں پر جلوہ افروز ہوکر افطاریاں تناول فرمائیں۔

پھر شام کے وقت خانقاہ شریف میں رونق افروز ہوکر موافق معمول کے جماعت طلباء اور فقراء کی امامت کی آپ کے اس خرق عادات کا تمام بغداد میں شہرہ ہوگیا۔ ایک خادم کے دل میں اس خیال نے جنم لیا۔ آپ آن واحد میں جسم واحد سے کیوں کر ستر آدمیوں کے گھر موجود ہوئے ہوں گے۔

قلبِ منزہ حضرت غوثِ پاکؒ کا آئینہ سے زیادہ مجلّٰی اور آفتاب سے زیادہ منور تھا۔ فوراً وہ خیال خادم کے دل کا حضرت کے علم میں آگیا۔ اس وقت حضرت غوث الاعظمؒ تفریحاً ایک درخت کے سایہ میں جوکہ خانقاہ شریف کے صحن میں واقع تھا۔ چہل قدمی فرمارہے

تھے ۔ وہیں اس خادم کو آپ نے بلوایا اور بہ نگاہِ کرم ارشاد کیا کہ جو خیال تیرے دل میں پیدا ہوا ہے بیان کر۔

ہیبت جبروت جلال سے حضرت کے اس نے صاف صاف عرض کیا حکم ہوا کہ آنکھ اٹھا کر اس درخت کو دیکھ۔ اس نے جو درخت پر نگاہ کی تو دیکھا کہ جناب محبوبیت مآب اس درخت کے تمام تر پتوں پر علیحدہ علیحدہ جسموں سے جلوہ فرما ہیں اور نیچے درخت کے جیسے ٹہل رہے تھے ویسے ہی ٹہل رہے ہیں یہ واردات دیکھ کر خطرہ اسکے دل سے دور ہوا قلب کو اطمینان کلی حاصل ہوئی ۔ اور اس وحدت کو کثرت میں اور کثرت کو وحدت میں مشاہدہ کر کے کیف بادہ کیفیت سے جوش اور نشہ شراب معرفت سے مدہوش ہو گیا۔

زایجادش برخود کند ناز ۔ کہ زد پہلو کرامتش با مجاز ۔

حضرت غوث پاک سیّد عبدالقادر جیلانی رح

سے ایک شخص نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کا لقب محی الدین کیوں کر ہوا ۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ سفر سے مراجعت کر کے بروز جمعہ سنہ ۵۰۱ھ قدسی شہر بغداد میں داخل ہوا۔ شہر کے کنارے پر دیکھا کہ ایک آدمی نہایت ضعیف و ناتواں پڑا ہے مگر چہرہ اس کا ماہتاب کی مانند تاباں اور آفتاب کی مانند درخشاں ہے میری طرف متوجہ ہو کر اس نے سلام علیک کی میں نے سلام کا جواب دیا ۔ پھر اس نے مجھ کو اپنے پاس بلا کر کہا مجھ کو اٹھا کر بٹھاؤ میں نے اسے اٹھا کر بٹھایا۔ اور پوچھا کہ تم کون بزرگ ہو وہ کہنے

لگے کہ تم مجھے نہیں پہچانتے ہو کہ میں تمہارے جدِ بزرگوار کا دین ہوں از بسکہ ضعیف اور نقیہ ہو گیا تھا۔ الحمد للّٰہ کہ اب تمہاری مدد اور استعانت سے پھر میں نے زندگی تازہ اور قوتِ بے اندازہ پائی ہے۔ تم محی الدین ہو پھر میں اُسے وہیں چھوڑ کر جامع مسجد میں آیا ایک خلقِ کثیر نے میری طرف ہجوم کیا کوئی میرے ہاتھ چومتا تھا کوئی میرے پاؤں کو آنکھوں سے لگاتا تھا اور سب یہی کہتے تھے۔

یا محیی الدین یا محی الدین۔ اس ماجرے سے پہلے یہ میرا لقب نہ تھا۔ اسی دن سے میرا لقب محی الدین ہوا۔

کرامتِ پیرِ دستگیر

صاحب سفینۃ الاولیا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک بڑھیا اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر حضرت غوث پاک کے حضور آئی اور کہنے لگی کہ یا حضرت یہ میرا فرزند آپ کی طرف بہت مائل ہے۔ دنیا کے کاموں پر دھیان نہیں رکھتا ہے۔ اس واسطے آپ کے سپرد کرتی ہوں کہ آپ ہی کی حضوری میں رہے۔ حضرت نے اس کی التماس قبول فرمائی۔ بڑھیا کا بیٹا آپ کی خانقاہ شریف میں رہنے لگا۔

اس کے واسطے اکتساب واشتغال اور ریاضت ومجاہدات کا حکم ہوا۔ چند روز کے بعد جو بڑھیا اپنے بیٹے کو دیکھنے آئی تو دیکھا کہ جو کی روٹی کھا رہا ہے اور کم خواری کے سبب زرد و دبلا ہو گیا ہے۔ پھر بیٹے کے پاس سے حضرت محبوب سبحانی کے حضور میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ خاصہ نوش فرما کر دستِ مبارک دھو رہے ہیں۔ دسترخوان

بڑھایا جارہا ہے ۔ ایک طباق پر بڑھیا کی نظر پڑی تو اس میں مرغ کی ہڈیاں نظر آئیں پھر تو بے اختیار بول اٹھی کہ یا حضرت پیر دستگیر آپ تو مرغ کا گوشت تناول فرماتے ہیں ۔ میرا بیٹا کیوں روٹی جو کی کھاتا ہے ۔

حضرت غوث الاعظم اس بڑھیا کی بات پر متبسم ہوئے اور اپنا دستِ مبارک ان ہڈیوں پر پھیر کر فرمایا کہ زندہ ہو حکم سے اُس کے جو زندہ کرنے والا ہڈیوں کا ہے فوراً وہ مرغ جی اٹھا اور بانگ دینے لگا ۔

پھر اس بڑھیا سے آپ نے فرمایا کہ جب تیرے بیٹے کو بھی ایسی طاقت عطا ہو جائے پھر جو چاہے سو کھائے ۔

مقامِ غوث الثقلین رضی

کتاب اعجاز غوثیہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت غوث الثقلین سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رح اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف تشریف فرما ہوئے اس وقت کے اولیاؤں میں ایک ولی اللہ صاحب مقامات و درجات نے عالم خواب میں شیخ عبد القادر جیلانی رح کی زیارت کی اور دریافت کیا کہ یا سید عالی نسب اور شیخ والا حسب یہ فرمایئے کہ منکر نکیر کے سوالوں سے آپ نے کیونکر فرصت پائی آپ نے فرمایا کہ یوں پوچھو کہ انہوں نے میرے سوالوں سے کس طرح رہائی پائی ۔

پھر فرمایا کہ سن لے اہل اللہ جس وقت دونوں فرشتے میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا ۔ مَنْ رَّبُّكَ یعنی کون ہے رب تیرا میں نے کہا کہ اسلام کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں

بعد میں اس کے اور کلام و مکالمہ کرتے ہیں۔ بغیر سلام و مصافحہ کے باتیں کرنے کی کہاں رسم ہے۔

پھر تو وہ دونوں فرشتے نادم ہوئے پھر سلام علیک کر کے مصافحہ کو اپنے ہاتھ بڑھائے میں نے دونوں کے ہاتھ مضبوط پکڑ لیئے اور کہا کہ پہلے میرا ایک سوال تم سے ہے جب اس کا جواب دے دوگے تب میں تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔

فرشتوں نے کہا فرمایئے آپ کا کیا سوال ہے۔ میں نے کہا کہ جب خداوند تعالیٰ نے چاہا کہ آدم کو پیدا کر کے زمین پر اس کو اپنا خلیفہ کرے اس وقت فرشتوں سے کہا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ،،

یعنی پیدا کرتا ہوں میں زمین میں ایک خلیفہ اپنا یہ کلام اللہ تعالیٰ کا سن کر تم فرشتے بے تامل بول اٹھے۔ اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ

یعنی پیدا کرتا ہے تو اس شخص کو جو فساد کرے گا زمین پر اور خونریزی کرے گا۔ اور ہم لوگ تیری تسبیح کرتے ہیں ساتھ حمد اور پاکی تیری کے پس تمہارے اس قول پر کئی اعتراض لازم آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم نے خدائے تعالیٰ کو اپنے سے مشورت طلب ٹھہرایا حالانکہ وہ بے نیاز اور منزہ ہے اس سے کہ کسی سے صلاح اور مشورت چاہے دوسرے یہ کہ تمام بنی آدم کی طرف نسبتِ فساد اور خونریزی کی اور یہ نہ جانا کہ اس میں کتنے بندۂ خدا ایسے ہوں گے کہ جو تم فرشتوں سے بھی افضل و اعلیٰ ہوں گے۔ تیسرے تم ایک بڑی گستاخی کر بیٹھے کہ اپنے علم کو اس عالم الغیب کے علم سے زیادہ سمجھے۔ جب حق سبحانہٗ تعالیٰ

نے اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ کا تازیانہ تم کو مارا جب تم ٹھیک ہوئے یعنی اس لئے یہ فرمایا کہ تحقیق کے میں جانتا ہوں وہ باتیں جو تم نہیں جانتے ہو۔

اب میرے اعتراض کا جواب دیدو جب میں تمہارے سوال کا جواب دوں گا جب تک تم میری باتوں کا جواب مکمل نہ دوگے تب تک میں نہیں چھوڑوں گا اب راوی کہتا ہے۔

حضرت غوث الثقلین کے یہ اعتراض سنکر منکر ونکیر کے چھکّے چھوٹ گئے اور ہکّا بکّا سے کھڑے ہوتے آپس میں ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے ہر چند کہ غور دتامل کیا بہت کچھ سمجھا مگر جواب نہ بن پڑا۔ تو چاہا کہ بقوّت وطاقت ملکوتی کے اپنے ہاتھوں کو چھڑا کر غائب ہوجائیں تاکہ حضرت محبوب سبحانی کے اعتراضوں کی جواب دہی سے بچ رہیں۔

مگر اس دلاور یکتائے میدانِ جبروت اور غواثِ بحرِ لاہوت کے سامنے قوت ملکوتی ان کی کیا کام آسکتی تھی۔ بغیر جواب دئے رہائی ممکن نہ تھی۔ آخر مجبور ہو کے یہ کہنے لگے کہ ہم دونوں ہی نے یہ بات نہیں کہی تھی بلکہ کُل فرشتے اس قول کے شرکار تھے۔ اس لئے آپ کے اعتراض کا جواب سب ہی کی طرف سے ہونا چاہیئے۔

آپ ہمیں چھوڑدیں تو ہم جواب آپ کا فرشتوں سے پوچھ کر آئیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم نہ آئے تو میں کیا کروں۔ لہٰذا تم میں سے ایک کو چھوڑ دیتا ہوں کہ وہ جاکر جواب میرے سوال کا اپنے فرشتوں کے گروہ سے پوچھ آئے۔ اور دوسرا یہاں جواب کے آنے تک حاضر رہے۔ چنانچہ ایک کو چھوڑ دیا اس نے جاکر سب فرشتوں سے یہ حال بیان کیا مگر سب فرشتے حضرت غوث پاک رح

ے سوال کے جواب سے عاجز رہ گئے۔

اس وقت باری تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم پہنچا کہ تم نے جو آدم پر اعتراض کیا تھا وہ سب آدم کے فرزندان پر عائد ہوتا ہے۔ پس تم کو چاہئے کہ تم میرے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خطا معاف کراؤ۔ جب تک وہ معاف نہ کر دے گا تم کو رہائی نہ ہوگی۔ الغرض تمام فرشتے حضرت محبوب سبحانیؒ کی جناب میں حاضر ہو کر اپنی تقصیر کے عذرخواہ ہوئے اور حضرت صمدیت سے بھی شفاعت کا اشارہ ہوا۔

اس وقت حضرت غوث الاعظم نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ اے خالق کل اے ربِ اکبر اپنے رحم و کرم سے میرے مُریدین کو بخش دے اور ان کو منکر و نکیر کے سوالوں سے بری فرما دے تو میں ان فرشتوں کا قصور معاف کرتا ہوں۔

فرمانِ الٰہی آ پہنچا کہ اے میرے محبوب میں نے تیری دعا قبول کی تو فرشتوں کو معاف کر تب جناب غوثیت مآب نے فرشتوں کو چھوڑ دیا اور وہ عالمِ ملکوت کو چلے گئے۔

حلیۂ مُبارک

حضرت غوث الثقلین ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانیؒ آپ کا حلیہ مبارک معتبر کتابوں میں اس طرح لکھا ہے۔ حضرت غوث الاعظم فخرِ عالم گوہر شاہوار صدف ولایت مخزنِ کرامت اور آفتاب عالمتاب آسمان معرفت عاشقِ خدا معشوقِ مصطفٰے۔ نحیف البدن، میانہ قد نہ چوڑا، کشادہ پیشانی، گندمی رنگ، پیوستہ ابرو، آواز حضرت کی بلند تھی۔ رُخِ انور پر وہ عالم نور کا تھا کہ جو کوئی اس جمالِ بے مثال کو دیکھتا تھا محو ہو کر رہ جاتا تھا

امام طریقہ خواجۂ خواجگان حضرت سیّد نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف خواجہ بہاؤ الدین ۔ لقب نقشبند اور کنیت مشکل کشا ہے آپ سادات بخارا سے ہیں ۔ آپ مطیع سنّت اور مطیع شریعت بطریق اعلیٰ تھے اور سلوک و تصوّف کو قرآن و حدیث کے ساتھ موافقت کرتے اور کرانے بدعات سیئہ و رسوم قبیحہ سے سخت متنفّر رہے ۔ یادِ خدا فکر حق میں ہر وقت مشغول رہتے ۔ ایام سرما میں مسجد کے اندر گھاس اور گرمیوں میں بوریا بچھاتے کھانے پینے کے وقت حلال طیب کے لئے مبالغہ فرماتے

آپ پہلے تو کمخواب باف تھے پھر زراعت بھی کیا کرتے تھے اپنا خاص مکان نہ رکھتے اور نوکر چاکر بھی نہیں رکھتے بلکہ فرماتے ۔ بندگی یا خواجگی راست نمی آید ۔

آپ کا جامہ روئی ۔ عمامہ سفید ، پاپوش پُرانا اور کبھی کلاہ بھی پہنا کرتے درویشوں کی بہت تعظیم کرتے ہر ایک دوست کے ساتھ تواضع سے پیش آتے ۔ آپ قطب عالم تھے ۔ کسی نے آپ سے عرض کی کہ آپ کو کہاں اور کس طرح حاصل کروں ۔ آپ نے فرمایا اتباعِ سنّت سے اور فرمایا جو شخص میرے طریقہ سے منہ پھیرے اس کو دینی خطرہ ہے

اور فرمایا کہ میرا مرید خواہ دور ہو یا نزدیک ہر روز اس پر مجھے اطلاع ہے۔

طریقہ نقشبندیہ کا نام طریقۂ رسولیہ صدیقیہ مشہور ہے۔ کل ترکستان بجمہ ملوک و رعایا کا اکثر طریقہ نقشبندیہ ہے۔ افغانستان میں بھی ۹۰ فیصدی نقشبندی اور ہندو پاکستان میں بھی اکثر مشاہیر علماء و فضلاء کا مشرب نقشبندی ہے۔

اور حضرت شہنشاہ مشکل کشا نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مشائخ ترک مثل حضرت حکیم خلیل عطا وغیرہ سے بھی فیض پایا ہے یہی وجہ ہے کہ طریقۂ نقشبندیہ میں غیرت اور جوش اور شجاعت اور تصرف زیادہ تر ہے۔ آپ امام وقت ہیں۔

حضرت خواجہ عطار علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ جس قدر حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمتہ عالم پیری میں مجاہدہ ریاضت ذکر و مراقبہ کیا کرتے تھے ہم سے جوانی میں اس قدر نہ ہو سکا۔

سیرِ عالم

نقل ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ایک دن میں بمقام مزار مزداخن تھا اور وہیں تکیہ کر کے بیٹھا تھا۔ یکایک میری روح اپنے قالب سے نکلنی شروع ہوئی۔

اور سیر عالم کرتے کرتے اوّل آسمان و دوئم آسمان و سویم آسمان و چہارم آسمان کی سیر کی۔ اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ دوبارہ زمین پر آیا۔ پھر مسجد زیوتون میں ایک ستون کے پیچھے متوجہ بقبلہ بیٹھا تھا کہ مجھ پر حالتِ فنا ظاہر ہوئی۔ یہاں تک کہ میں

گم ہوگیا اور فناء کلی پر پہنچا وہاں سے آواز آئی کہ خبردار، ہوشیار، ہو کہ تیرا جو مقصود تھا وہ تم کو حاصل ہوگیا ہے

تو در گم شو وصال این است و بس۔
تو مباش اصلا کمال این است و بس

سیر مقامات مقدسہ

نقل ہے کہ فرمایا حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے جب مجھے سیر کا حکم ہوا تو مقامات سلطان العارفین بایزید بسطامی و شیخ جنید سید الطائفہ اور شیخ شبلی اور حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہم سے گذر کر مقامات انبیاء علیہم السلام کی سیر کی یہاں تک کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جس سے بالاتر اور کوئی مقام نہ تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ مقام محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ خدا کا شکر بجالایا۔

جن دنوں حسین بن منصور کے مقام پر پہنچا تو بارہا میری طبیعت نے وہی قول اختیار کرنا چاہا جو حسین بن منصور نے کہا تھا۔ مگر بخارا شریف میں ایک دار شاہی کھڑی تھی اس کے نیچے کھڑا ہوتا۔ اور اپنے نفس اور دل سے کہتا کہ دیکھو اگر تو نے وہ قول اختیار کیا تو یہی دار تیرے واسطے ہے۔ یہاں تک کے خدا نے میرے مقامات طے کر دئے۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے اکثر اولیاء اللہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب بخارا میں ایک ایسا بزرگ پیدا ہونے والا ہے کہ اس کے نور سے جہاں روشن اور منور ہوگا۔

ولادت باسعادت

جس روز آپ پیدا ہوئے اس روز ایک بزرگ اس محلہ سے گذرے اور فرمانے لگے جس کے پیدا ہونے کی خبر بزرگ دیتے آئے ہیں۔ اس کی بو آ رہی ہے۔

کسی نے عرض کیا کہ ایک سید کے یہاں فرزند تولد ہوا ہے۔ بزرگ نے فرمایا کہ اس فرزند کو لاؤ۔ آپ کو ان کے روبرو پیش کیا گیا۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ جس کی اولیاء اللہ خبر دیتے آئے ہیں یہ وہ ہی بزرگ ہے اس کے نور سے ایک عالم فیض یاب ہوگا

آپ کا نامِ گرامی خواجہ سید بہاؤالدینؒ ہے

آپ محرم ۷۱۸ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے آپ پیدائشی ولی تھے بچپن ہی سے آپ پر کشف وکرامت کا اظہار شروع ہوگیا تھا۔ جب آپ بات کرنے لگے۔ تو آپ نے ایک روز اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اس گائے کے پیٹ میں بچہ ہے اور جسم پر فلاں فلاں جگہ ایسے ایسے داغ ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ یہ سُن کر متحیر ہوئیں۔ جب اس گائے کے بچہ پیدا ہوا تو بموجب بشارت کے ان ہی مقامات پر ویسے ہی نشانات تھے جیسے آپ ارشاد فرما چکے تھے۔ آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں۔

جب کسی ولی سے کوئی کرامت ظاہر ہوتی ہے تو وہ اس کے نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے اولیاء کی کرامتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں۔

جو لوگ ایمان سے خالی ہیں ان کرامات کو پڑھ کر ان کے دل میں ایمان پیدا ہو سکتا ہے کہ جب اولیاء اللہ جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی ہیں ان کی یہ شان ہے تو اس اُمّت کے سردار فخر دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا کتنا بلند مقام ہوگا

کرامت

شیخ عبداللہ خجندی کا بیان ہے کہ میرے دل میں بیعت ہونے کا بہت شوق تھا۔ میرے دل میں عشق کی آگ لگی تھی۔ میں حیران و پریشان حضرت حکیم ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ پھر ایک مسجد میں جا کر سو گیا تو خواب میں دو بزرگوں کی زیارت ہوئی۔ ایک حضرت حکیم ترمذی تھے دوسرے خضر علیہ السلام مجھے فرمایا تم اپنے آپ کو مشقّت میں نہ ڈالو۔ کیونکہ جس کام کا تم ارادہ کر رہے ہو ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ تم آج سے بارہ سال کے بعد بخارا میں حضرت شیخ بہاؤ الدین شاہ نقشبند کے ہاتھ پر جو اس وقت کے قطب ہوں گے بیعت کرو گے پھر میں اپنے شہر واپس آگیا۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک دن میں بازار سے گذر رہا تھا دو ترکی شخص

مسجد میں داخل ہوئے وہ تصوّف کی باتیں کر رہے تھے ۔ میرے دل میں ان کی محبت پیدا ہوئی اور میں ان کے لئے کھانا لیکر آیا وہ میرے متعلق آپس میں کہنے لگے کہ یہ ہمارے پیرومرشد سے بیعت ہو جائے تو اچھا ہے میں اُسی وقت ان کے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ انہوں نے میرے حال پر بہت مہربانی فرمائی ۔ اور جب ان کے ایک صاحبزادے نے کہا کہ جناب اس کو داخل سلسلہ کریں ۔ تو شیخ رو پڑے اور فرمایا کہ بیٹے یہ تو شیخ بہاؤ الدین کی اولاد میں سے ہے میرا اس پر حکم نہیں چلے گا ۔

میں وہاں سے بھی آگیا ۔ ایک مدت گذر جانے کے بعد پھر ایک دفعہ میرا دل بالکل بے قابو ہو گیا جی چاہتا تھا کہ اڑ کر بخارا پہنچ جاؤں بخارا شریف حاضر ہوا ۔

حضرت خواجہ مشکل کشا نقشبند رحمتہ اللہ علیہ

کی نظر مبارک مجھ پر پڑی آپ نے فرمایا عبداللہ خجندی تو آگیا ابھی بارہ سال پورے ہونے میں تین دن باقی ہیں ۔ یہ ارشاد سُن کر مجھ پر عجیب حالت طاری ہو گئی ۔ حاضرین کچھ نہ سمجھے لیکن جب میں نے اپنا سارا قصہ سنایا تو وہ بے حد لطف اندوز ہوئے آخر تین دن کے بعد جب بالکل بارہ سال ہو گئے تو حضرت نے مجھے بیعت فرما کر اپنے غلاموں میں شامل کر لیا ۔

کرامت

حضرت شہنشاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خاص مرید کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے ساتھ ایک اور بزرگ بیٹھے ہوئے تھے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کے زمانہ میں نہ تھا۔ اس لیے فیض حاصل نہ کر سکا۔ اب ارشاد فرمایئے میں کیا کروں؟

آپ نے فرمایا تم ہماری برکت اور فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہو تو حضرت شیخ بہاء الدین کی پیروی کرو۔

چنانچہ جب ہوش آیا تو ان کا حلیہ اپنی کتاب کی پشت پر لکھ لیا ایک دفعہ میں ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بارعب اور نورانی چہرے والے بزرگ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ میں نے ان کو بغور دیکھا تو مجھ پہ ایک عجیب حالت طاری ہو گی۔ اس لئے کہ یہ وہی بزرگ تھے جن کا میں طالب تھا یعنی حضرت بہاؤ الدین تھے۔

جب مجھے افاقہ ہوا میں نے آپ سے عرض کی کہ آپ میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیں آپ نے قبول فرمایا اور میرے آگے آگے چلنے لگے اور میں ان کے پیچھے پیچھے تھا آپ سیدھے میرے مکان پر پہنچے۔

میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ اس سے قبل آپ نے میرا مکان نہیں دیکھا تھا۔ آپ سیدھے میرے حجرے میں تشریف لے گئے جہاں میرا کتب خانہ تھا اور اپنے دستِ مبارک سے ایک کتاب نکالی

اور مجھ سے فرمایا اس پر کیا لکھا ہے۔ یہ وہی کتاب تھی جس پر میں نے آپ کا حلیہ اور خواب کی تاریخ لکھی تھی اس خواب کو سات سال ہو گئے تھے اس سے میری حیرت میں اور اضافہ ہوا بعد ازاں میری درخواست پر آپنے مجھے داخل سلسلہ نقشبندیہ کیا

کرامت

ایک دن چند شخص یہ باتیں کر رہے تھے کہ بعض اولیاء جسم سے ہوا میں اڑتے ہیں۔ آپ نے زنبیل میں مٹی بھر کے زنبیل سے فرمایا،، بپرواز،، یعنی اڑ جا۔ وہ زنبیل ہوا پر اڑ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا،، بیا،، (یعنی آجا) وہ زنبیل آگیا۔

اسی طرح چند مرتبہ آپ نے کہا۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا،، ،ہیچ کمال نیست،، یعنی یہ کچھ کمال کی بات نہیں۔

کرامت

ایک روز جنگل میں چند ہرن جا رہے تھے آپ نے آواز دی،، بیاید،، (یعنی ادھر آجاؤ) وہ سب ہرن آپ کی آواز سنکر فوراً حاضر ہو گئے پھر آپ نے فرمایا،، بردید،، (یعنی جاؤ) یہ سنکر سب چلے گئے۔

کرامت

ایک روز آپ جنگل میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ ایک شخص تھا۔ یکایک آپ میں جذب ربانی پیدا ہوا۔ اور آپ کی زبان مبارک سے اس حالت جذب میں یہ نکلا،، مردہ شد،، (یعنی مرجا) وہ شخص مر گیا۔

آپ کو جب جذب سے افاقہ ہوا تو آپ نے اس کو مردہ دیکھ کر نہایت افسوس کیا اور متحیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور اس کی طرف

بہ نگاہِ حیرت دیکھتے رہے ۔ قدرت حق پھر جذب پیدا ہوا اور آپ نے اثنائے جذب میں فرمایا" زندہ شد" (یعنی زندہ ہو جا) وہ مردہ شخص فوراً زندہ ہو گیا۔ سبحان اللہ ایسی شان والوں کی شان میں مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ۔

آں دعا شیخ کہ نے چوں بردعاست ۔ فانی است وگفتہ گفتِ خداست

یعنی اس شخص کی دعا عام دعاؤں کی طرح نہیں ہے ۔ وہ فانی ہے اور اس کا کہنا خدا کا کہنا ہے ۔

اکمہ دابرص چہ باشد مردہ ہم ۔ زندہ گردد از فسون آں عزیز

یعنی مادر زاد اندھا اور کوڑی تو کیا مرد بھی ۔ اس بندہ خاص کے زدم عمل سے زندہ ہو جاتا ہے ۔

آپ کی ذاتِ بابرکات سے ہزاروں کرامات ظاہر ہوئیں ۔ سب سے زیادہ کرامت حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ لاکھوں قلوب مردہ کو ذکرِ حق سے زندہ کر دیا ۔ اور ایسا نقش قلوب مومنین پر حضرت خواجہ نقشبند نے باندھا کہ وہ نقش پھر نہ مٹا ۔ اور نقش قبر میں ساتھ گیا ۔

جملہ اولیا اللہ

کے نزدیک یہ بات متفقہ طور پر مانی گئی ہے کہ کرامت مُردہ کو زندہ کرنے سے مُردہ دل کو زندہ کرنے کی بہتر ہے ۔ کیونکہ اگر مُردہ زندہ ہو گیا تو وہ دنیا سے قریب ہوا اور پھر اس کو موت ہے ۔ اور جس کا دل زندہ ہوا وہ خدا سے قریب ہوا اور اس کو موت نہیں ۔

آپ کی ولادت ۷۲۸ھ ہے جیسا کہ خزینۃ الاصفیا میں مندرج

ہے اور بقول سفینۃ الاولیا ۲۸ محرم الحرام ۷۸۱ھ ہے۔

وفات شریف آپ کی

شب سہ شنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی ہے مرقد پر انوار آپ کا موضع قصر عرفان میں بخارا شریف سے ایک فرسنگ کی مسافت پر ہے۔

اس طریقہ نقشبندیہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قدر مناسبت تامہ ہے۔

حضرت امام العارفین عاشق حقانی واقفِ اسرارِ نہانی حضرت مولانا جامی علیہ الرحمتہ سلسلۃ الذہب میں لکھتے ہیں ؎

مکہ کہ در یثرب و بطحا زدند | نوبت آخر بہ بخارا زدند

یعنی انوار و فیوض جو مدینہ طیبہ میں ملتے ہیں اس کے بعد ہی انوار و برکات بخارا شریف سے ملا کرتے ہیں۔

الحدیث

فرشتے نمازی مسلمانوں کی زیارت کرتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں ہر صبح و شام ان کا ذکر ہوتا ہے۔

نماز حاصل صد جان ہے مسلمان کی
نماز واقعی پہچان ہے مسلمان کی

نظر اکبر آبادی

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا مختصر اور دلکش تعارف

حضرت داتا گنج بخشؒ کا اسم مبارک سید علی ہجویریؒ اور والد بزرگوار کا اسم گرامی حضرت عثمان جلابی رحمتہ اللہ علیہ اپنے دور کے بہت بڑے صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔

آپ حسنی سید ہیں۔ نسب نامہ نو واسطوں سے حضرت علیؓ سے جا ملتا ہے۔ مسلک کے لحاظ سے آپ امام اعظم امام ابو حنیفہ کے طریقہ پر تھے۔ روحانی فیوض حضرت ابو الفضل ختلی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کئے یہ بزرگ سلسلہ جنیدیہ سے متعلق تھے اس طرح داتا گنج بخش کا سلسلہ بیعت تین سلسلوں کے بعد حضرت جنید بغدادیؒ سے ملتا ہے ۴۰۰ھ میں غزنی کے علاقہ ہجویر میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی بعد میں ترکِ وطن کر کے جلاب کے قصبہ میں چلے آئے اس لئے حضرت داتا گنج بخشؒ کو ہجویری اور جلابی کہا جاتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کے فضل و کمال کو احاطہ تحریر میں لانا بہت مشکل ہے ہم کیا اور ہمارا ہدیہ عقیدت کیا۔

داتا کی نگری لاہور میں سید علی ہجویریؒ کے مزار اقدس سے آج بھی لوگوں کے ذہن اور قلوب کو منور کرنے کے لئے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ تبلیغ الاسلام کی جو اندیشہ اور خوف تعزیر

سے بھی ممکن نہ تھی وہ نگاہِ مردِ مومن سے ایسی کامیاب ہوئی کہ ہزاروں بُت پرستوں نے خدا پرستی کا راستہ اختیار کیا اور مسلمان ہو گئے ۔ یہ روایت مشہور ہے کہ آپ کے پیرِ مرشد حضرت ابوالفضل جنیدیؒ نے آپ کو حکم دیا کہ اے علی لاہور جاؤ ۔ اور تبلیغ و ھدایت کا فرض انجام دو ۔ آپ فوراً لاہور روانہ ہوئے جیسے ہی لاہور شہر میں داخل ہوئے تو ایک جنازہ آتے دکھائی دیا ۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ حضرت حسن زنجانیؒ کا سفرِ آخرت ہے ۔ حضرت علی ہجویریؒ کے لئے شیخ طریقت کا یہ حکم کہ لاہور جاؤ مصلحت سے خالی نہ تھا ۔ قطب لاہور کی خالی نشست کو پُر کرنا مقصود تھا ۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری کو جب دربارِ رسالت سے ہندوستان کی ولایت عطا ہوئی تو حکم ہوا پہلے علی ہجویری کے مزار پر جا کر اعتکاف کرو اور فیض روحانی حاصل کرو ۔ اس کے بعد راجستھان اور راجپوتانہ میں دینِ مبیں کی تبلیغ و اشاعت کرو ۔ چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ نے لاہور تشریف لا کر مزار مقدس حضرت علی ہجویری پر چالیس روز کا اعتکاف کیا اور چلّہ کشی سے فراغت کے بعد آپ کی زبان سے بے ساختہ یہی نکلا ۔

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

حضرت داتا گنج بخشؒ ایک صوفی باعمل تھے آپ کو تصوف پر مکمل عبور تھا ۔ غیر ملکی ادیبوں نے خوب خوب سید مخدوم علی ہجویری کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کیا ہے ۔ آر ۔ اے نکلسن نے آپ کی تصنیف

لفظ چشتی کی وجہ تسمیہ

یہ ہے کہ حضرت ابو اسحاق شامی قدس سرہ کے وجود مسعود کے ساتھ اس سلسلہ عالیہ کا مرکز قصبۂ چشت بن گیا جو افغانستان کے شہر ہرات سے چند کوس کے فاصلے پر ہے حضرت ابو اسحاق شامی پہلے بزرگ ہیں جن کو چشتی کا لقب ملا اور آپ کے بعد اس سلسلۂ عالیہ کے پانچ جلیل القدر مشائخ چشت میں رہ کر ہدایت خلق کے منصب انجام دیتے رہے ان حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتیؒ۔ حضرت خواجہ ابو محمد محترم چشتیؒ حضرت خواجہ ناصر الدین، ابو یوسف چشتیؒ۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ۔ اور حضرت خواجہ شریف زندنیؒ

حی علی الصلوٰۃ — حی علی الفلاح

الحدیث

نماز:- ایمان کی کسوٹی ہے اور ہماری دینداری کی گواہ ہے۔

جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔

ظاہر ہوتی ہے تو دوسری طرف یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے عوام بھی آپ کو گنج بخش کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

تاریخ وفات

۴۶۵ھ ماہ صفر کی ۱۹ تاریخ کو آپ کا وصال ہوا اور لاہور میں بھاٹی گیٹ کے قریب آپ کے جسدِ مبارک کو سپرد خاک کیا گیا۔

۱۹ صفر کو ہر سال انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ آپ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو آپ کی ذات بابرکات سے والہانہ عقیدت ہے۔ حضرت سید مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کی بارگاہ میں پیش ہونے والے نذرانوں میں دودھ کا نذرانہ بھی شامل ہے جو عرس کے دنوں میں لاکھوں من مقدار میں حضور داتا گنج بخشؒ کے ایصال ثواب کے لیۓ زائرین کی تواضع کے لئے پیش کیا جاتا ہے سوانح عمری لکھنے والوں کے مطابق حضرت کی خدمت میں دودھ کے نذرانے کا سلسلہ دراصل اس وقت شروع ہوا جب آپ غزنی شریف سے بحکم شیخ تبلیغ اسلام کے لئے لاہور تشریف لائے اس مقام پر فروکش ہوئے جہاں اس وقت آپ کا مزار مبارک ہے۔

آپ کے مسکن کے قریب ہی ایک جوگی جسے عرفِ عام میں رائے راجو کہا جاتا تھا اس کا بڑا شہرہ تھا مخلوق خدا دُور اور نزدیک سے آکر اُسے دودھ کا نذرانہ پیش کرتی تھی ایک مرتبہ ایک بڑھیا دودھ کی مٹکی اٹھائے حضور کے قریب سے گذری حضرت علی ہجویریؒ نے بڑھیا سے قیمتاً دودھ لینے کی خواہش ظاہر کی بڑھیا نے یہ کہکر دودھ دینے سے انکار کر دیا کہ اسے جوگی رائے راجو کے

ڈیرے پر پہنچانا ہے اور اگر نہ پہنچایا گیا تو ہمارے جانوروں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنا شروع ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا دودھ ہمیں دے جاؤ خداوند عالم تمہارے جانوروں کے دودھ میں اضافہ فرمائے گا۔

چنانچہ بڑھیا نے دودھ آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ بڑھیا نے جب اگلے روز اپنے جانوروں کا دودھ دوہنا شروع کیا تو دودھ سے گھر کے تمام برتن بھر گئے اور دودھ کی روانی جاری رہی۔ اس کرامت کی خبر دور دور تک پھیل گئی اور گوالے دودھ لیکر بجائے جوگی رائے راجو کے پاس جانے کے حضرت داتا صاحب کی خدمت میں پیش ہونے لگے جس سے ان کے جانوروں کے دودھ میں افزائش ہوتی چلی گئی۔ جوگی رائے راجو نے جب یہ صورت حال دیکھی تو آپ کے مقابل آ کر کھڑا ہو گیا اور سحریہ کمالات دکھانے پر اصرار کرنے لگا۔

حضرت مخدوم سید علی ہجویریؒ نے کمال مروت سے اسے سمجھایا کہ میں شعبدہ باز نہیں ہوں اللہ کا ایک بندہ ہوں جوگی باز نہ آیا تو آپ نے پہلے جوگی سے کمالات دکھانے کو کہا۔ چنانچہ جوگی نے اپنے استدراج کے کئی نمونے دکھائے آخر میں وہ ہوا میں معلق رہ کر اڑنے لگا۔ حضرت سید علی ہجویریؒ نے اپنے جوتے اس کی طرف پھینکے جو اس کی مرمت کرتے ہوئے جوگی کو نیچے لے آئے۔

جوگی راجو آپ کی کرامت سے بے حد متاثر ہوا اور آپ کے دست حق پرست پر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ حضرت داتا صاحب نے اس کا نام شیخ ہندی رکھا اور اس کی ظاہری اور باطنی تربیت فرمائی۔

لفظ چشتی کی وجہ تسمیہ

یہ ہے کہ حضرت ابو اسحاق شامی قدس سرہ کے وجود مسعود کے ساتھ اس سلسلہ عالیہ کا مرکز قصبہ چشت بن گیا جو افغانستان کے شہر ہرات سے چند کوس کے فاصلے پر ہے حضرت ابو اسحاق شامی پہلے بزرگ ہیں جن کو چشتی کا لقب ملا اور آپ کے بعد اس سلسلۂ عالیہ کے پانچ جلیل القدر مشائخ چشت میں رہ کر ہدایت خلق کے منصب انجام دیتے رہے ان حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتیؒ۔ حضرت خواجہ ابو محمد محترم چشتیؒ حضرت خواجہ ناصر الدین، ابو یوسف چشتیؒ۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ۔ اور حضرت خواجہ شریف زندنیؒ

حی علی الصلوٰۃ — حی علی الفلاح

الحدیث

نماز:- ایمان کی کسوٹی ہے اور ہماری دینداری کی گواہ ہے۔

جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔

نسبت چشتیہ کی خصوصیت

نسبت چشتیہ کیا ہے۔ شدید نسبت عشقیہ ہے جو فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے۔ اور اسی وجہ سے بجید کامیاب ہے کیونکہ حضرتِ انسان کے قلب میں حدیث، کنت کنزاً مخفیاً اور آیتہ کریمہ ونفخت فیہ من الروحی (میں نے انسان میں اپنی روح پھونکی) کے مطابق عشقِ الٰہی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اسی مناسبت سے چشتی حضرات اکثر زرد رنگ کے کپڑے زیب تن کرتے ہیں جو آگ کا رنگ ہے ایک دفعہ حضرت مظہر جانجاناں رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ نسبتِ نقشبندیہ اور نسبت چشتیہ میں کیا فرق ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہماری نسبت یعنی نقشبندی نسبت میں سکوت ٹھہراؤ ہے۔ اور چشتیوں میں جوش و خروش اور ولولہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی بھی شدید عشقیہ نسبت تھی اور قرآن اس پر شاہد ہے۔ ساتویں پارہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول۔ یعنی جب صحابہ کرام آیاتِ قرآنی سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کا طوفان امنڈ آتا ہے اس وجہ سے کہ ان کو اپنے رب کی معرفت اور مشاہدہ حاصل ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ (مومن وہ لوگ ہیں جو شدت سے اللہ کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

مشائخ چشتیہ کی بھی شدید عشقیہ نسبت ہے کہ جس کی بدولت

ان میں سے اکثر مقامِ محبوبیت پر فائز ہوگئے ہیں۔

سوانح عمری

حضرت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

نسب نامہ پدری

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ۔ بن حضرت خواجہ غیاث الدینؒ بن حضرت خواجہ نجم الدین طاہرؒ بن حضرت خواجہ سید ابراہیمؒ۔ بن حضرت سید ادریسؒ۔ بن حضرت امام کاظمؒ بن حضرت امام جعفر صادقؒ۔ بن حضرت امام محمد باقرؒ۔ بن حضرت امام زین العابدینؓ بن حضرت سیدنا امام حسینؓ۔ بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

نسب نامہ مادری

خواجہ صاحب کی والدہ ماجدہ۔ بی بی ام الوداع بنت حضرت سید داؤدؒ۔ بن حضرت سید عبد اللہؒ۔ بن حضرت سید زاہدؒ۔ بن حضرت محمد مورثؒ۔ بن سید داؤدؒ۔ بن حضرت سید موسیٰ۔ بن حضرت سید عبد اللہ محضؒ۔ بن حضرت سید حسن مثنیٰؒ۔ بن حضرت سیدنا امام حسنؓ۔ بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

ولادت باسعادت

۱۴ رجب المرجب بروز دوشنبہ ۵۲۷ھ بمقام سنجر صوبہ خراسان

حضرت خواجہ معین الدین پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی ام الودع سے روایت ہے کہ جس وقت سے میرا نورِ نظر معین الدین میرے شکم میں آیا میرا گھر خیر و برکت سے معمور نظر آنے لگا۔ جو لوگ ہمارے دشمن تھے محبت سے پیش آنے لگے۔ بعض اوقات مجھے بہترین خواب نظر آتے تھے جب آپ پیدا ہوئے تو میرا سارا گھر نور سے معمور ہو گیا۔

بچپن کی ابتدائی منزلیں باپ کے سایہ میں طے کیں۔ آپ کے والد بزرگوار بڑے عالم و فاضل تھے۔ خواجہ صاحبؒ نے نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور اس کے بعد مسجد کے ایک مکتب میں داخل ہوئے آپ نے یہاں ابتدائی طور سے تفسیر، فقہ اور حدیث کی تعلیم پائی اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے کافی علم حاصل کر لیا۔

یہاں کا حاکم تاتاریوں کے ہاتھ سے مارا گیا شہر ویران ہو گیا۔ خواجہ غیاث الدین حسن نے دل برداشتہ ہو کر ترکِ وطن کیا۔ اور خراسان جا بسایا۔ حضرت خواجہ صاحب کی نشوونما تعلیم و تربیت خراسان ہی میں ہوئی۔

والد بزرگوار کا وصال

حضرت خواجہ معین الدین حسنؒ کی عمر پندرہ برس ہونے پائی تھی کہ آپ کے والد ماجد خواجہ غیاث الدینؒ نے سفر آخرت اختیار کیا اور آپ یتیم ہو گئے۔ والد نے ترکہ میں ایک باغ اور ایک پن چکی چھوڑی تھی جو آپ کے حصہ میں آئی۔ آپ نے اسی مختصر ترکہ پدری کو اپنے لئے ذریعہ معیشت قرار دیا خود ہی باغ کی باغبانی کرتے اور خود ہی درختوں میں پانی دیتے۔

والد ماجد کے انتقال کے چند ہی مہینے بعد آپ کی والدہ ماجدہ بھی اس جہان فانی سے رخصت فرما گئیں۔ اور ہمارے خواجہ بے یار و مددگار رہ گئے اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ یا سولہ سال تھی۔

اس کمسنی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھنا کوئی معمولی بات نہیں لیکن آپ نے صبر کیا مگر دنیا سے دل اچاٹ ہو گیا آپ نے فیصلہ کیا یہ دنیا کچھ بھی نہیں حقیقی اور اصل راحت انسان کو اس وقت مل سکتی ہے جب کہ وہ خدا کو پہچان لے۔

بزرگ کی نظر

ایک روز اپنے باغ میں فصل کی نگہبانی کر رہے تھے۔ حضرت ابراہیم قندوزی جو اس قصبہ کے شیخ وقت تھے۔ جذب و خود فراموشی کا عالم طاری تھا۔ اس باغ کی طرف سے گذرے۔ حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی تعظیم و تکریم سے بٹھایا۔ اور کچھ خوشۂ انگور نذر کیے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابراہیم قندوزی نے جیب سے ایک ٹکڑا کھل کا نکالا اور دانت سے کتر کر خواجہ غریب نواز کو دیا۔ اس ٹکڑے کے کھانے کے بعد سے خاص کیف طاری ہو گیا۔ آپ نے تمام باغ کے لوازمات فروخت کر کے راہِ خدا میں خرچ کر دیے۔ سمرقند و بخارا کا سفر اختیار کیا۔

سیاحت و تحصیل علم

بخارا میں حضرت مولانا حسام الدین کا درس طالبان علم کے لئے پشت پناہ تھا۔ آپ بھی درس میں شریک ہو گئے۔ چوبیسویں سال میں فراغت علمی کی کل علوم ظاہری تحصیل کئے۔ یہاں سے بغداد پہنچے اس زمانے میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ قطب وقت تھے۔

بیعت

خواجہ غریب نواز کتاب انیس الارواح میں خود اپنا حال یہ لکھتے ہیں جب میں بغداد پہنچا تو حضرت عثمان ہارونی سے ملنے کی تمنا پیدا ہوئی معلوم ہوا کہ حضرت جنید کی مسجد میں نماز ادا کرنے کو گئے ہیں۔ میں بھی جا پہنچا وہاں مشائخیں وقت جمگھٹا کئے ہوئے بیٹھے تھے۔

شیخ کی قدم بوسی حاصل کر کے کھڑا ہوا۔ فرمایا دوگانہ نماز پڑھ۔ میں نے تعمیل حکم کی پھر اشارہ ہوا کہ قبلہ رُو بیٹھ کر سورہ بقر اس کے بعد بیس بار کلمہ سبحان اللہ پڑھو میں نے پڑھا۔ اس وقت حضرت شیخ کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ آج تجھے میں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ دست مبارک میں مقراض تھی اس سے میرے سر کے بال تراشے۔ سر پر کلاہ رکھی اور گلیم خاص عطا کیا۔

پھر ارشاد ہوا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ حکم ہوا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ

میں نے پڑھی ۔ ایک شبانہ روز مجاہدہ کا حکم دیا میں
نے موافق ارشاد ایک شبانہ روز عبادت میں گذاری ۔ دوسرے دن حضرت
شیخ کے پاس گیا آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ میں بیٹھا ہی تھا کہ کہا کہ آسمان
کی طرف دیکھو میں نے کہا کہ ہر دو ہزار عالم عرش اعظم تک نظر آتے ہیں ۔
پھر فرمایا کہ نیچی نظر کرو میں نے دیکھا تحت الثریٰ تک دکھائی دینے
لگا ۔ پھر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ ۔ اور سورۂ اخلاص ہزار مرتبہ پڑھو میں نے پڑھی پھر
آپ نے فرمایا اوپر نظر کرو ۔ میں نے اوپر نظر کی آپ نے کہا اس وقت
کیا دیکھتا ہے میں نے کہا حجاب عظیم ۔ آپ نے انگلیاں اپنی مجھے دکھائیں
اور کہا کہ کیا نظر آیا میں نے کہا سب کچھ آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنا کام
سرانجام کو پہنچاؤ ۔

سفر خانہ کعبہ

اس کے تھوڑے عرصہ بعد حضرت عثمان ہارونی خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے
حضرت خواجہ ہمراہ تھے ۔ اثنائے راہ ایک جماعت ملی جو حیرت
زدہ تھی جن کو اپنے تن من کی خبر ہی نہ تھی چند روز ان کی صحبت میں گذارے
جب اس جماعت نے ہوش سنبھالا ہے عالم تحیر سے عالم محو میں نہیں آئے
اس کے بعد زیارت خانہ کعبہ کی حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے خانہ کعبہ کے پاس

کھڑے ہو کر جناب باری تعالیٰ میں التجا کی ۔

پروردگار میرے معین الدین کو تو نے میرے حوالے کیا تو تو اس درویش کو قبول کر غیب سے آواز آئی کہ ہم نے معین الدین کو قبول کیا ۔

وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے جب روضۂ اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچے حضرت خواجہ سے ارشاد فرمایا کہ سلام کرو ۔ آپ نے روضہ کی طرف رخ کر کے سلام کیا ۔ آواز آئی وعلیکم السلام ۔ یا قطب المشائخ اور حکم ہوا کہ ہندوستان جا کر اشاعت اسلام کرو ۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ اے معین الدین اب تم درجۂ کمال کو پہنچ گئے ۔ اور حضور کا حکم بجالاؤ ۔ آپ نے پیر کی خدمت میں عرض نیازمندانہ کی اور رکعت نماز شکرانہ ادا فرمائی ۔

عرصہ تک آپ پیر کے ہمراہ سیاحت میں رہے ۔

خدمت پیر

حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنی کتاب انیس الارواح میں تحریر فرمایا ہے کہ مسافرت طے کرتا ہوا خانہ کعبہ سے واپسی پر بغداد آیا حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ معتکف ہوئے پھر مسافرت اختیار کی گیارہ برس تک ابریق وجامۂ خواب حضرت کا اپنے سر پر رکھ کر چلتا تھا بیس برس تک مسافرت کی اس وقت پھر پیر دستگیر بغداد تشریف تشریف لائے اور حجرے کے اندر بیٹھ گئے اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ آج سے ہم باہر نہ آئیں گے مگر تم کو چاہیئے کہ ہر روز بوقت چاشت میرے پاس آیا کرو چنانچہ میں حاضر ہوا کرتا آپ نے تعلیم فقر دی جس کو میں لکھ لیا

کرتا تھا ۔ یہ احکام اٹھائیس تھے ۔

خرقہ خلافت

حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے بعد تعلیم طریقت ۔ ۱۰ر تاریخ ماہ شوال ۵۶۰ھ عصا ۔ مصلّٰی ۔ خرقہ مبارک عطا فرمایا ۔ اور اسمِ اعظم جو سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا اس کی تعلیم فرمائی ۔ خرقہ خلافت پانے کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے سجدۂ شکر خداوند کریم کا ادا کیا اور وہاں سے رخصت ہوئے ۔

سیاحت

بغداد سے روانہ ہوئے قصبہ سنجان میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے فیض حاصل کیا وہاں سے حضرت غوث الاعظم قطب ربانی محبوبِ سبحانی پیرانِ پیر دستگیر سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز جو حضرت خواجہ کی والدہ ماجدہ کے ہمشیر زادہ تھے ۔ ان کی خدمت میں حاضرہ کر چلّہ گزینی کی اور فیض باطنی حاصل کیا ۔ جیلان میں ایک عرصہ تک مقیم رہے ۔ آپ سے رخصت ہو کر حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن البکری السہروردی کی صحبت میں رہے بہت کچھ نعمتیں حاصل کیں ۔ شیخ احد الدین کرمانی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اس کے بعد ہمدان میں حضرت خواجہ یوسف سے اور تبریز میں شیخ ابو سعید سے اصفہان میں شیخ محمد اور شیخ ابو سعید ابوالخیر اور حضرت شیخ ناصر الدین اور شیخ ابوالحسن خرقانی اور شیخ عبد الواحد قدس سرہ العزیز کی خدمتوں میں چند

یوم رہ کر معرفت الٰہی کا سرمایہ بہم پہنچایا ۔ ان سب مقبولان بارگاہ سے فیوضات باطنی حاصل کرتے ہوئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے ۔

حضرت خواجہ کا دورۂ اجمیر

۵۸۹ھ میں اپنا قائم مقام اپنے خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو کر کے کفرستان اجمیر کا رخ کیا ۔ دہلی سے اجمیر تک سفر میں اپنے خلفاء کو قصبات و شہروں میں تبلیغ اسلام کے لئے چھوڑتے ہوئے اور سیکڑوں کفار مشرکین کو مشرف بہ اسلام فرماتے ہوئے اجمیر پہنچے انا ساگر کے کنارے کو اپنا مستقر قرار دیا تو کفار اجمیر ہی نہیں بلکہ تمام راجپوتانہ میں شور برپا ہوگیا ۔ تمام کفار نے راجہ لکھپت راؤ کو مجبور کیا کہ آپ کو اجمیر سے نکال دے تاکہ برہماجی کا پوتر استھان مسلمانوں سے بچا رہے ۔ آخر راجپوتانہ کے تمام راجاؤں نے آپ کی اشاعت اسلام سے خوفزدہ ہوکر راجہ اجمیر پر بہت زور ڈالا کہ وہ اجمیر کو آپ سے خالی کرائے تو لکھپت راؤ نے آپ کو اجمیر سے نکل جانے کا حکم دیا مگر کس کی مجال کہ یہ حکم حضرت تک پہنچائے ۔ آخر اجمیر کا بڑا مہنت رام دیو ہندوؤں کی کثیر التعداد فوج لیکر آپ کو زبردستی نکالنے کے لئے گیا مگر جب رام دیو حضوری میں حاضر ہوا تو نظر پڑتے ہی قدموں پر گر پڑا ۔ اور مشرف بہ اسلام ہوا ۔

رام دیو کے داخل اسلام ہوتے ہی صدہا ہندو کفر سے تائب ہوگئے اس واقعہ سے تمام راجپوتانہ میں شور مچ گیا کہ یہ معمولی آدمی نہیں ہے کوئی جادوگر ہے جو نگاہ ڈالتے ہی صدہا لوگوں کو مسخر کرلیتا ہے اور اپنے مذہب میں لے آتا ہے چنانچہ ہندوستان کے سب سے بڑے جادوگر جے پال کو آپ کے مقابلہ کیلئے بھیجا گیا ۔

جب جے پال اپنی شگونہ سازی اور ڈھٹ بندی اور شعبدہ گری کے نازپر آپ کے حضور میں آیا سب ترکیبیں فراموش ہوئیں اور رام دیو کی طرح اسلام کا خادم اور سچا فدائی بن گیا۔

اس کے بعد آپ کی روحانیت نے مشرکین کے قلوب پر وہ ہیبت طاری کر دی کہ راجہ اور ہندوؤں کو حضور کے خلاف لب کشائی کرنے کی بھی جرأت نہ ہوتی تھی۔ چند روز میں کفرستان اجمیر میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد ہو گئی۔ ہزارہا مشرکین دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے اور کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا کہ ہندوؤں کی کوئی جماعت قرب و جوار سے آکر مشرف بہ اسلام نہ ہوتی ہو۔

اس ملک کے بہت سے مشہور نامی کفار اس زبدۃ الاسرار کے فیض سے مسلمان ہوئے اور وہ بہت سے جو ایمان نہ لائے ان کی جناب میں نذر گذارتے تھے۔

شادی دیو کا ایمان لانا

اجمیر کے تمام بت خانوں کا پیشوا شادی دیو تھا جو بہت بڑا جادوگر تھا اور شادی مندر میں رہتا تھا۔ مذہب ہنود کا بڑا عالم فاضل شخص تھا اور کل پجاریوں کا سردار تھا۔ تمام رعایا پر اس کا اثر و رسوخ تھا۔ جب اس نے بت خانوں کی ویرانی کے آثار دیکھے تو بہت متفکر ہوا۔ تمام مندروں کے پجاریوں نے بھی اس کو خواجہ صاحبؒ کی مخالفت میں ابھارا چنانچہ مندروں کے سب رہنے والوں نے مل کر شادی دیو کو خواجہ

صاحبؒ کے مقابلے کے لئے لا کھڑا کیا ان کی نیت درست نہیں تھی۔ حضرت خواجہ بزرگؒ کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔

مگر خواجہ غریب نوازؒ نے ان پر ایسی نظر ڈالی کہ سب کے سب تھر تھر کانپنے لگے اور سب کے اوسان خطا ہو گئے۔ شادی دیو فوراً حضور غریب نواز کے قدموں میں گر پڑا اور نہایت عاجزی سے معافی کا خواستگار ہوا خواجہ بزرگؒ نے اسے کلمہ حق کی تلقین فرمائی۔ شادی دیو نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور اس کا اسلامی نام سعد رکھا گیا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے بھی اکثر توبہ کر کے ایمان لے آئے۔ اس واقعہ سے تمام اجمیر میں ہل چل مچ گئی اور پرتھوی راج بہت پریشان و فکر مند ہو گیا۔

اجے پال جوگی کا ایمان لانا

اجمیر میں اسلام کے فروغ سے رائے پتھورا کو بڑی تشویش ہو گئی۔ چنانچہ اس نے خواجہ غریب نوازؒ کے مقابلے کے لئے اپنے خاندانی گرو کی طرف رجوع کیا جس کا نام اجے پال جوگی تھا۔ اجے پال ہندوستان کا سب سے بڑا اور صاحب کمال جادوگر تھا۔ جو اجمیر کے قریب ہی جنگل میں رہتا تھا راجہ نے اسے بلا کر تمام احوال خواجہ بزرگ کا اسے سنایا جوگی نے حضور کی ان معمولی کرامات کو شعبدہ بازی اور ساحرانہ کیفیت سمجھا اس نے راجہ کو یقین دلایا کہ اس فقیر کو یہاں سے نکال دے گا۔ چنانچہ مرگ چھالہ پر بیٹھا اور اپنے تمام چیلوں کو ساتھ لیکر آنا ساگر کی طرف روانہ ہوا جہاں سرکار غریب نوازؒ قیام پذیر تھے۔ شیاطین کا یہ لشکر اڑن شیروں پر

سوار ہاتھوں میں اژدہوں کے کوڑے لئے ہوئے وحشیانہ طور پر چیختے چلاتے آناساگر کے کنارے آیا - غریب نوازؒ کے نومسلم ساتھی اس شیطانی لشکر کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے -

اس وقت حضور غریب نوازؒ نے اپنی انگلی سے حصار کھینچ دیا ـ اور فرمایا اس کے باہر نہ جانا محفوظ رہو گے - اجے پال اور اس کے چیلوں نے اپنے ہاتھوں سے جادو کے اژدھے چھوڑ دئے جو حضرت کی طرف تیزی سے لپکے مگر خطِ حصار تک آ کر سب کے سب جل گئے - اس ترکیب کے ناکام ہونے سے جادوگروں نے آگ برسانا شروع کی مگر اس آگ نے بھی سرکار اور آپ کے ساتھیوں پر کوئی اثر نہیں کیا بلکہ وہ آگ پلٹ گئی اور اس سے جادوگر ہی جل کر خاک ہونے لگے - جب ان کا کوئی کرتب کارگر نہ ہوا تو اجے پال نے یہ طے کیا کہ آسمان پر پہنچ کر وار کیا جائے - چنانچہ وہ آسمان کی طرف اڑنے لگا تاکہ فضا سے حملہ آور ہو - جب سرکار غریب نوازؒ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے اپنی جوتیوں کو اشارہ کیا کہ اس بے دین کو نیچے اتار لائیں -

جوتیاں اڑیں اور آن کی آن میں اجے پال کے سر پر پہنچ کر تڑا تڑ پڑنے لگیں تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوتیاں اجے پال کے سر پر مسلط ہیں اور وہ چار و ناچار نیچے اترتا چلا آرہا ہے آخر غرور کا سر نیچا ہوا - اجے پال کی آنکھوں سے اب پردے اٹھ چکے تھے اور اس نے سمجھ لیا تھا کہ سحر بیکار ہے آج تک سحر کے حصول میں زندگی برباد کی - لہٰذا آنکھوں میں اشک ندامت بھر لایا - اور معافی کا خواستگار ہوا -

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے کمالِ مہربانی سے معاف کر دیا - اور وہ

صدق دل سے مسلمان ہو کر آپؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا حضور نے عبداللہ نام تجویز فرمایا اس کے باقی ماندہ چیلے بھی ایمان لے آئے اور جتنے افراد نے کنارے پر یہ واقعہ دیکھا تھا وہ سب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

اجے پال نے ایمان لانے کے بعد حضور غریب نوازؒ کی خدمت میں التجا کی کہ حضور اپنے مدارج اعلیٰ سے آگاہ فرمائیں۔ آپ نے سنکر فرمایا آنکھیں بند کرو آنکھیں بند کرتے ہی اس نے دیکھا کہ تمام حجابات اٹھنے شروع ہو گئے عالم برزخ بام ہائے افلاک حتیٰ کہ عرش اعظم تک کی سیر کرا دی جب اس کی طبیعت سیر ہو گئی تو حکم دیا کہ آنکھیں کھولو آنکھیں کھول کر حضور کے قدموں میں گر گیا۔ حضور نہایت شفقت سے اسے اٹھایا۔ اور اس قدر کرم فرمایا کہ اس کو اولیائے کاملین کے درجہ تک پہنچا دیا اب اس نے ایک اور التجا پیش کی کہ میں حیاتِ ابدی کا طالب ہوں چنانچہ حضور نے تبسم فرما کر بارگاہِ ایزدی میں عرض گذاری جس پر شرفِ قبولیت اس کو مل گیا۔ کہا جاتا ہے کہ عبداللہ زندہ ہیں اور بھولے بھٹکے مسافروں کو راستہ بتاتے ہیں اجمیر اور گرد و نواح کے لوگ انھیں عبداللہ بیابانی کے نام سے پکارتے ہیں۔

رفتارِ تبلیغ

جوگی اجے پال کے مسلمان ہوتے ہی ایک تہلکہ پورے اجمیر شریف میں پڑ گیا اور لوگ خواجہ غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر آبادی میں قیام فرمانے کی درخواست کی چنانچہ آپ نے آنا ساگر سے اٹھ کر اس جگہ آکر قیام فرمایا جہاں آج کل درگاہ شریف ہے۔ یہ جگہ شادی دیو کی ملکیت میں تھی۔

اس واقعہ سے راجہ بہت متاثر ہوا۔ اور آتشِ غیظ و غضب اس کے سینے میں بھڑکنے لگی۔

ادھر خواجہ غریب نوازؒ نے تبلیغ و ہدایت کا کام اور تیز کر دیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ان کو ایسی کیمیا اثر اندازِ نظر عطا فرمائی تھی کہ جس پر ایک بار نظر ڈالتے آپ کی محبت کا اسیر ہو جاتا تھا۔

کا اخلاق اتنا وسیع تھا کہ ہر آنے والا آپ کی تواضع مہمان نوازی اور پُر خلوص ہمدردی و خیر خواہی سے متاثر ہو کر آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ لوگ جوق در جوق حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہونے لگے اور اس طرح ہزاروں آدمی کفر کی تاریکی سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گئے۔

سماع اور استغراق

حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کو سماع کے وقت بخودی بے خبری محویت اور استغراق کا غلبہ زیادہ رہتا تھا کئی کئی دن سماع کا کیف رہا کرتا تھا۔ راگ سے کمال ذوق و شوق تھا آپ کی محفل سماع میں علماء و مشائخ کثرت سے ہوا کرتے تھے۔ کفار تماشہ سمجھ کر بزم سماع میں حاضر ہوتے گھر جاتے آئینہ دل صاف ہوتا۔ مع گھر بار کے قدموں میں حضور کے آ گرتے جو شخص آپ کی مجلس میں ایک مرتبہ آ جاتا صاحبِ ذوق و شوق ہو جاتا۔

مناہل زندگی

دہلی سے حضرت اجمیر تشریف لائے تو سید السادات سید حسین مشہدی

المشہد خالی نہ تھے۔ محبت صحابہ رکھتے تھے صلاح و تقویٰ سے آراستہ اور سلطان قطب الدین بیگ کے داروغہ تھے۔ آپ ان کے یہاں مقیم تھے انہوں نے اپنی چچا زاد بہن بی بی عصمت بنت سید وجیہہ الدین مشہدی کا عقد آپ کے ساتھ کرا دیا۔ جن سے (۱) خواجہ محی الدین محمد متوفی۔ ۲۔ خواجہ ضیاء الدین ابوالخیر متوفی (۳) خواجہ حسام الدین جو رجال الغیب کے گروہ میں جا ملے تھے۔

دوسری اہلیہ

ایک راجہ کی دختر تھی جو امتہ اللہ کے نام سے مشہور تھیں ان کے بطن سے دختر بی بی حافظ جمال پیدا ہوئیں یہ بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔

وصال خواجہ

سنہ ۶۳۳ھ شروع ہوتے ہی خواجہ غریب نواز کو علم ہو گیا کہ یہ آخری سال ہے چنانچہ آپ نے اپنے مریدوں کو ضروری ہدایتیں فرمائیں جن لوگوں کو خلافت دینی تھی ان کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور ساتھ ہی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو اجمیر بلا بھیجا۔

حضور خواجہ غریب نواز ایک روز اجمیر کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے اور احباب خاص حاضرِ خدمت تھے۔ آپ ملک الموت پر باتیں کر رہے تھے کہ معاً شیخ علی سنجری سے مخاطب ہوئے اور ان سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خلافت کا فرمان لکھوایا۔ قطب حاضر خدمت تھے۔

حضور غریب نوازؒ نے اپنا کلاہِ مبارک قطب صاحب کے سر پر رکھا اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا خرقۂ اقدس پہنایا۔ کلام پاک اور عصاء مبارک ہاتھ میں دیا اور نعلین مبارک مرحمت فرمائیں۔ اور ارشاد فرمایا۔ یہ نعمتیں میرے بزرگوں سے سلسلہ بہ سلسلہ فقیر تک پہنچی ہیں اب میرا آخری وقت آپہنچا ہے یہ امانتیں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ حق امانت حتی الامکان ادا کرنا تاکہ قیامت کے دن مجھے اپنے بزرگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے پھر اور کئی نصیحتیں فرمائیں اور آپ کو رخصت کیا۔ وصال سے چند دن قبل آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ سید فخر الدینؒ کو نصیحت فرمائی دنیا کی تمام چیزیں مٹنے اور فنا ہونے والی ہیں ہر دم خدا کی خوشنودی طلب کرتے رہنا۔ تکلیف اور مصیبت میں صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

سنہ ۶۳۳ھ میں ۵ اور ۶ رجب کی درمیانی شب کو حسب معمول بعد نماز عشاء آپ اپنے حجرہ میں داخل ہوئے اور اندر سے دروازہ بند کر کے یادِ خدا میں مشغول ہو گئے۔

رات بھر درود اور ذکر کی آوازیں آتی رہیں صبح ہونے سے پہلے یہ آواز بند ہو گئی۔ سورج نکلنے کے بعد جب دروازہ نہیں کھلا تو خدام نے دستک دی اس پر بھی کوئی جواب نہیں ملا تو پریشانی بڑھ گئی آخر مجبوراً دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوتے تو دیکھا کہ آپ واصلِ بحق ہو چکے تھے۔ آوازیں بلند ہوئیں کہ اللہ کے حبیب تھے۔ اللہ کی محبت میں وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

خواجہ غریب نوازؒ کے انتقال پرملال کی خبر فوراً شہر کی گلی کوچوں اور مضافات میں پھیل گئی لوگ محبت کے آنسو بہاتے ہوئے اپنے محبوب کے جنازے پر ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے آپ کے بڑے صاحبزادہ سید فخرالدینؒ نے نماز جنازہ پڑھائی جس حجرہ میں آپ نے انتقال فرمایا تھا۔ اسی حجرہ میں آپ کو دفن کیا گیا ۔ تب ہی سے آپ کا آستانہ مبارک تمام ہندوستان کا روحانی مرکز بنا ہوا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک بنا رہے گا۔

حضور خواجہ غریب نواز نے ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی بتاریخ ۶ رجب ۶۳۳ھ بروز جمعہ آپ کا عرس مبارک ہر سال یکم رجب سے ۶ رجب تک بڑے اہتمام سے ہوتا ہے ۔ غیر ممالک اور پورے ہندو پاکستان سے لوگ عرس مبارک میں شرکت کے لئے آتے ہیں اور آپ کا آستانہ عالیہ اجمیر شریف میں مرجع خلائق ہے اور لوگ بلا لحاظ مذہب وملت آستانہ پر حاضر ہوتے ہیں ۔

عمارات درگاہ شریف

شہر اجمیر بلند پہاڑیوں کے درمیان آباد ہے جیسے چہار دیواری کے اندر ایک قلعہ ہو اس کے مغرب اور جنوبی پہلو سے ملا ہوا تاراگڈھ نامی پہاڑ کا سلسلہ ہے اس پہاڑی کے دامن میں حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی درگاہ معلّٰی ہے جو ایک وسیع رقبہ گھیرے ہوئے ہے ۔ درگاہ شریف ایک وسیع چہار دیواری کے اندر واقع ہے ۔ احاطہ درگاہ شریف کے جنوب

میں چھالرہ مشرق میں گلی لنگر خانہ اور محلہ خادمان شمال میں درگاہ بازار اور مغرب میں وہ راستہ ہے جو ترپولیہ دروازہ سے ہوکر اندر کوٹ اور تاراگڈھ کو جاتا ہے۔

نظام گیٹ

احاطہ درگاہ شریف میں داخل ہونے کے لئے ہر چہار جانب دروازے ہیں جن میں سب سے زیادہ ممتاز اور عالیشان دروازہ درگاہ بازار کی جانب ہے اس کو نظام گیٹ کہتے ہیں۔ یہ دروازہ سنہ ۱۹۱۲ء میں بننا شروع ہوا اور تعمیری کام تین سال تک جاری رہا۔ یہ دروازہ جناب میر عثمان علی خان سابق نواب حیدر آباد دکن کا بنوایا ہوا ہے۔ اس لئے اس کو عثمانی دروازہ بھی کہتے ہیں۔

اس کی بلندی ستر فٹ اور چوڑائی مع ددر دیہ دالانوں کے ۲۴ فٹ ہے محراب کی چوڑائی سولہ فٹ ہے اور دروازہ کے اوپر نقار خانہ رکھا ہے۔

کلمہ دروازہ

عثمانی دروازہ سے درگاہ شریف میں داخل ہوں تو کچھ فاصلہ پر ایک پرانی قسم کا دروازہ آتا ہے اس کے اوپر شاہی وقتوں کا نقار خانہ ہے۔ اس دروازہ کو شاہجہاں نے سنہ ۱۰۴۷ھ میں تعمیر کرایا۔ اس وجہ سے یہ دروازہ نقار خانہ شاہجہانی کے نام سے مشہور ہے۔ دروازہ کے اندر باہر سنگ مرمر کا فرش ہے کلمہ دروازہ سے آگے بڑھیں تو ایک صحن میں داخل ہوتے ہیں جس

کے دائیں شفاخانہ اور اکبری مسجد کی سیڑھیاں ہیں اور سامنے بلند دروازہ ہے

اکبری مسجد

یہ مسجد عہد اکبری کی یادگار ہے۔ شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کی پیدائش کے چھ مہینے بعد اکبر بادشاہ بہ غرض زیارت آستانہ عالیہ اجمیر شریف آیا۔ اور اس نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ یہ مسجد سرخ پتھروں کی تعمیر ہوئی ہے۔ مسجد مع متعلقہ عمارات ۱۴۰ فٹ لمبی اور ۱۴۰ فٹ چوڑی ہے۔ محراب ۵۶ فٹ بلند ہے۔

بلند دروازہ

یہ دروازہ سلطان محمود خلجی کی یادگار ہے اس کی بلندی ۸۵ فٹ ہے اندر کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ چونکہ درگاہ شریف کی کل عمارتوں سے یہ دروازہ اونچا ہے اس لئے اس کو بلند دروازہ کہتے ہیں۔ جمادی الآخر کو اسی دروازہ کے اوپر عرس شریف کا جھنڈہ نصب کیا جاتا ہے۔

صحن چراغ

بلند دروازہ سے آگے بڑھتے ہی سامنے صحن میں ایک ہشت پہلو خوبصورت چھتری ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا پرانے وضع کا پیتل کا چراغ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے اس پورے صحن کو صحن چراغ کہتے ہیں۔

بڑی دیگ

صحن چراغ میں بلند دروازہ کے دائیں جانب بڑی دیگ ہے۔ اکبر بادشاہ نے یہ عہد کیا تھا کہ چتوڑ گڑھ مہم سر کرنے کے بعد وہ پا پیادہ اجمیر شریف حاضر ہو کر ایک بڑی دیگ پیش کرے گا۔ چنانچہ اس کو فتح حاصل ہوئی۔ پا پیادہ سفر کر کے اجمیر شریف پہنچا اور یہ دیگ چڑھائی۔ اس دیگ کا محیط ۱۲½ گز ہے اور اس میں سوا سو من چاول پک سکتا ہے۔ یہ دیگ سنہ ۹۷۶ھ میں پیش کی گئی تھی۔

چھوٹی دیگ

یہ دیگ صحن چراغ میں بلند دروازہ کے بائیں جانب ہے۔ اس دیگ کو سلطان نور الدین جہانگیر نے سنہ ۱۰۱۳ھ میں نوا کر پیش کیا اس میں اسی من چاول پک سکتا ہے۔

محفل خانہ

یہ عمارت صحن چراغ سے جانب مغرب میں ہے۔ نواب بشیر الدولہ نے اپنے فرزند رشید نواب معین الدولہ کی تقریب ولادت کی خوشی میں تعمیر کرایا۔ نواب موصوف نے دربار خواجہ میں بیٹے کے لئے دعا مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اسی برس کی عمر میں بیٹا عطا فرمایا اس خوشی اور منت کی ادائیگی میں انہوں نے یہ عمارت تعمیر کرائی۔ اس کی تعمیر کا کام سنہ ۱۲۰۶ھ میں

شروع ہوا اور ۱۲۰۹ھ میں یہ عمارت بن کر تیار ہوئی اس کا طول ۴۶ فٹ اور عرض بھی ۴۶ فٹ ہے گویا یہ عمارت مربع نما ہے۔ عرس شریف کے ایام میں مجالسِ سماع کا اہتمام اسی عمارت میں رہتا ہے اس لئے اس کو محفل خانہ کہتے ہیں۔

خانقاہ

یہ عمارت محفل خانہ سے متصل مغرب میں واقع ہے اور اس میں داخل ہونے کے لئے محفل خانہ کے شمالی گوشہ میں ایک دروازہ ہے آج کل اس عمارت میں یتیم خانہ ہے۔

لنگر خانہ

صحن چراغ کے مشرق میں حجروں کی قطاروں کے درمیان ایک پھاٹک ہے اس پھاٹک کے اندر داخل ہونے پر ایک وسیع صحن اور دالان ہے جس کا ایک پھاٹک گلی لنگر خانہ میں کھلتا ہے۔ دالان کے اندر لوہے کے دو بڑے بڑے کڑھاؤ ہیں۔ صبح و شام نمکین دلیا پکا کر غریبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ لنگر خانہ اکبر بادشاہ نے غریبوں کے لئے بنوایا تھا۔

احاطہ جنبلی

صحن چراغ سے آگے بڑھنے پر حجروں کی قطاروں کے درمیان دو بڑے بڑے دروازے ہیں جو دروازے جانب مشرق ہے اس سے آگے بڑھنے پر احاطہ آستانہ عالیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور گنبد شریف بالکل سامنے

سامنے نظر آتا ہے بائیں ہاتھ پر سنگِ مرمر کی بنی ہوئی ایک خوبصورت مگر چھوٹی سی مسجد ہے جسے اولیاء مسجد کہتے ہیں۔ دائیں ہاتھ پر مسجد صندل خانہ ہے جس کے شمالی سر سے ملحق احاطہ چنبیلی ہے جس میں متبرک مزارات ہیں ان مزارات اور ان کی دیواروں پر چنبیلی کے پودے چھائے ہوئے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ مزارات خواجہ غریب نواز کی ازدواج مطہرات کے ہیں۔

مسجد صندل خانہ

اس مسجد کا جائے وقوع احاطہ چنبیلی کے ساتھ بیان ہو چکا ہے یہ مسجد سلطان محمود غزنوی کی بنوائی ہوئی ہے عہد جہانگیر میں مسجد خستہ شکستہ ہو چکی تھی جہانگیر بادشاہ نے چار در بڑھا کر تعمیر نو کرائی۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے اس کی مرمت کرائی اس وجہ سے یہ مسجد تین بادشاہوں کے نام سے منسوب ہے۔

ایام عرس شریف میں یکم رجب سے ۹ رجب تک مزار اقدس پر پیش کرنے کے لئے صندل کی گھسائی اسی مسجد میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ مسجد صندلی مسجد کے نام سے مشہور ہو گئی۔

حضور غریب نواز کے مزار اقدس سے صبح شام جو پھول اترتے ہیں وہ اسی مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ دیر کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے اس مسجد کو مسجد پھول خانہ بھی کہتے ہیں۔

اولیا مسجد

یہ مسجد احاطہ چنبیلی اور مسجد صندل خانہ سے چند قدم کے فاصلے پر

جانب مشرق واقع ہے یہ مسجد اس مقام پر بنائی گئی ہے جہاں حضور خواجہ غریب نوازؒ نماز پڑھا کرتے تھے۔

شاہجہانی مسجد

یہ مسجد مزارِ اقدس کے مغرب بنی ہوئی ہے نہایت نفیس سنگ مرمر کی بنائی گئی ہے یہ عالیشان مسجد شاہجہاں بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئی۔ جمعہ کی نماز اس مسجد میں بڑی شان سے ہوتی ہے اس کو جامع شاہجہانی بھی کہتے ہیں۔ اس کا طول شرقی ۹۰ گز اور عرض ۲۷ گز ہے مسجد کا صحن بہت کشادہ ہے مزار اقدس کا جنتی دروازہ مسجد کی محراب سے بالکل سامنے نظر آتا ہے جمعہ کی نماز اس مسجد میں بڑے اہتمام سے ہوتی ہے۔ شاہی وقتوں سے ہی یہ قاعدہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے لئے چار مرتبہ توپیں داغی جاتی ہیں۔ اوّل خطبہ شروع ہونے سے پانچ منٹ قبل دوئم خطبہ کے وقت سوئم اقامت کے وقت اور چہارم سلام کے وقت۔

بیگمی دالان

گنبد شریف کا صدر دروازہ مشرق رویہ ہے اس دروازہ کے آگے ایک نہایت خوبصورت اور عالیشان دالان ہے جو تین جانب سے کھلا ہوا ہے یہ دالان ۱۰۵۲ھ میں شہزادی جہاں آرا نے تعمیر کرایا تھا اس لئے اس کو بیگمی دالان کہتے ہیں۔

تعارف

روضۂ مبارک حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ایک عرصہ تک خام رہا۔ خواجہ حسن نبیرۂ شیخ حمید الدین صوفی ناگوری مزار پر حاضر باش رہا کرتے تھے ان کی خدمت میں سلطان غیاث الدین نے تحفہ تحائف پیش کیے، اسی سے گنبد وغیرہ تعمیر ہوا۔ نقاشی گنبد کی سلطان محمود بن ناصر الدین کے زمانے میں ہوئی گنبد کی دیوار کی جالی پر یہ تاریخ کندہ ہے۔

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین

گفت ہاتف گو معظم قبہ عرش بریں

روضہ کا دروازہ بادشاہ مانڈو نے بنوایا۔ یہ گنبد قبر خام پر بنا ہوا ہے۔ سفید گنبد پر سونے کا بہت بڑا کلس اور کونوں پر سنہری کلسیاں نہایت شاندار ہیں۔ روضہ کے اندرونی حصہ میں سنہری اور لاجوردی کام کیا ہوا ہے اور چھت میں کاشانی مخمل کی زرین چھت گیری لگی ہوئی ہے چھت گیری کے نیچے ستون کے قمقمے طلاق زنجیروں میں آویزاں ہیں ایسے ہی چاروں گوشوں میں قمقمے لٹکے ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ نقرئی قمقمے چاروں طرف کثرت سے آویزاں ہیں اور دیوار کے اندر سنہری چوکھٹوں میں آئینے نصب ہیں اور اندرون روضہ۔ یہ اشعار آب زر سے لکھے ہوئے ہیں۔

خواجہ خواجگاں معین الدین
اشرف اولیائے روئے زمین
در جمال و کمال آں چہ سخن
ابن مبین بود بحصین و حصین
مطلع در صفات او گفتم
در عبادت بود چو در ثمین

مزار پر سیپ کے کام کا چھپر کھٹ صندلی بنا ہوا ہے چھپر کھٹ کی چھت میں کبھی سبز رنگ مخمل رومی کی چھت گیری کبھی زردی جس پر زریں کام کیا ہوا ہے۔ لگی رہتی ہے اسکے کناروں پر چاروں طرف سونے کے قمقمے جگمگاتے ہیں۔ چھپر کھٹ کے اندر سنگ مرمر کا مزار ہے اس پر سنگ طلائی و ابری و عجوبہ وغیرہ کی پچکاری ہے جس میں بیل بوٹے پھول پتے بنے ہوتے ہیں مزار کا تعویز جو سنگ مرمر کا ہے اس میں یاقوت رمانی جڑا ہوا ہے مزار ہمیشہ زربفت کمخواب پرزر تمامی اور شجر کے قبر پوشوں سے ڈھکا رہتا ہے۔

کٹہرہ جہانگیری سنہرہ تھا۔ اس کے بعد نقری۔ دوسرا کٹہرہ جہاں آرا بیگم کا چڑھایا ہوا ہے گنبد کے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے مربع پتھروں میں سنگ موسٹی کی پٹریاں جڑی ہوئی ہیں۔ اس کے شرقی دروازہ سے ملحق حجرے بنے ہوتے ہیں۔ جانب جنوب کے دروازہ کو تیغہ کیا ہوا ہے۔ دوسرا دروازہ کشادہ ہے جس میں اکبر بادشاہ کی لائی ہوئی چتوڑ گڈھ کے قلعہ کی جوڑی چڑھی ہوئی ہے۔ اس دروازہ کے آگے جو دوسرا دروازہ ہے اس کی دیوار پر ذیل کی نظم تحریر ہے۔

بیا کہ کعبہ اہل دل ست خواجہ معین
طواف مرقد آدمی کنند شاہ و گدا

داد صدق در آدر مقام خواجہ معین
کہ ہست روضہ پاکش چو جنت الماوا

۱۲۴۵ھ میں نواب فیض اللہ خان بنگش رئیس فرخ آباد نے باہر والے دروازہ میں جوڑی چڑھائی۔
ایک عقیق یمنی زرد رنگ کا دروازے کے شمال رخ پر جڑا ہوا ہے روضہ کے سنگ مرمر کی جالیوں پر زرین پردے پڑے رہتے ہیں۔ مگر موسم گرما میں خس کے پردے ڈالے جاتے ہیں۔

شادیاں اور اولاد

حضرت خواجہ غریب نواز کا بچپن مصیبتوں اور تکلیفوں میں گذرا اور جوانی طلب علم اور تلاش حق اور فقیری کی نذر ہو گئی۔ اب جب آپ کی عمر شریف تقریباً انسٹھ سال کی ہو گی اور اجمیر شریف آپ کا مستقل قیام گاہ بن گیا۔ اور تبلیغ کا کام کمال عروج کو پہنچ گیا تو ایک روز خواب میں آپ کو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
اے معین الدین تم نے احکام خداوندی کی بجا آوری میں سرگرم کوشش کی۔ کیا وجہ ہے کہ میری سنت پر عمل نہیں کیا۔ چنانچہ اس خواب کے بعد حضور غریب نواز نے یکے بعد دیگرے دو نکاح کئے۔

ان دنوں اجمیر شریف میں ایک باخدا بزرگ حضرت سید وجیہہ الدین مشہدیؒ مقیم تھے ایک روز حضرت خواجہ وجیہہ الدین نے امام جعفر صادق کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں اے فرزند وجیہہ الدین ارشاد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اپنی بیٹی خواجہ معین الدین چشتی کے نکاح میں دے دو۔ کیونکہ وہ واصلانِ درگاہِ الٰہی و محبانِ رسالت پناہی میں سے ہے۔ جب سید صاحب خواب سے بیدار ہوئے تو اُن کی مسرت کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ حضور غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا۔ خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ اگرچہ میری عمر آخر ہو چکی ہے تاہم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل اور فرمان امام اعلیٰ مقام کا بجالانا ضروری ہے اس لئے یہ تقریب مجھے منظور ہے یہ سنکر سید صاحب بہت خوش ہوئے اور حضور غریب نوازؒ کے ساتھ اپنی دختر نیک اختر کا عقد کر دیا۔ ان بی بی صاحبہ کا نام بی بی عظمت تھا۔ غریب نواز نے عقد ثانی بھی کیا اہل سیر لکھتے ہیں کہ دوسرا عقد ایک راجہ کی لڑکی سے ہوا تھا جنھوں نے خلوص دل سے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان بی بی صاحبہ کا اسلامی نام امت اللہ تھا۔ دونوں بیویوں سے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی جملہ چار اولادیں ہوئیں جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

حضرت خواجہ فخر الدینؒ، حضرت خواجہ ضیاء الدینؒ ابو سعید۔ حضرت خواجہ حسام الدین۔ اور بی بی حافظ جمال رحمتہ اللہ علیہا۔

حضرت خواجہ فخر الدینؒ

آپ حضور غریب نواز کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں قصبہ مانڈل میں کاشت کاری کر کے بسر اوقات کرتے تھے آپ بہت بڑے باکمال بزرگ تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی کے زبردست عالم تھے حضور غریب نوازؒ کے وصال کے بیس سال بعد آپ قصبہ سرواڑ میں جو اجمیر شریف سے چالیس میل دور ہے۔ واصل باحق ہوئے۔ مزار پاک وہیں ہے جو ایک تالاب کے کنارے پر فضا مقام پر واقع ہے ہر سال ماہ شعبان کی ۳ سے ۶ تک آپ کا عرس بڑے اہتمام سے سرواڑ شریف میں ہوتا ہے آپ کے پانچ صاحبزادے تھے جن میں حضرت خواجہ حسام الدینؒ جگر سوختہؒ بڑے باکمال بزرگ اور عارف باللہ تھے۔ آپ کا مزار مبارک سانبھر شریف میں ہے ہر سال رجب کی ۱۳۔ اور ۱۴ کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ سرکار غریب نواز کو حضرت خواجہ فخر الدین سے بے حد محبت تھی۔

حضرت خواجہ حسام الدین

آپ حضور غریب نواز کے منجھلے صاحبزادے ہیں وہ صاحب کشف و کرامت اور باکمال بزرگ تھے آپ کو حضور غریب نواز کی روح مبارک سے نسبت کامل حاصل تھی آپ نے بڑے بڑے مجاہدات اور سخت ریاضتیں کی ہیں۔ پینتالیس سال کی عمر میں آپ عوام کی نظروں سے غائب ہو کر ابدالوں میں شامل ہو گئے۔

حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو سعیدؒ

آپ خواجہ غریب نوازؒ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے آپ نے پچاس سال کی عمر میں وفات پائی ۔ مزار مبارک آستانہ مبارک اجمیر شریف میں لب جھالرہ گھاٹ کے چبوترے پر ہے آپ کا عرس مبارک ہر سال ۲ ذی الحجہ کو ہوتا ہے ۔

حضرت بی بی حافظ جمال رحمتہ اللہ علیہ

آپ سرکار غریب نواز کی اکلوتی صاحبزادی ہیں بہت بڑی عابدہ زاہدہ اور پارسا خاتون تھیں غریب نوازؒ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ صدہا عورتوں نے آپ کے وسیلہ سے تقرب الٰہی کا درجہ حاصل کیا ۔ حضرت شیخ رضی الدینؒ سے آپ کا عقد ہوا جو قاضی حمید الدین ناگوری کے بڑے صاحبزادے تھے ۔ صاحبزادی صاحبہ نے نہایت دشوار ریاضتیں کی ہیں۔ آپ کا مزار مبارک حضور غریب نواز کے پائینتی میں ہے

خواجہ غریب نوازؒ کے عزائم

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے ہندوستان میں ایک زبردست روحانی اور سماجی انقلاب کو جنم دیا ۔ چھوت چھات کے اس بھیانک ماحول میں اسلام کا نظریہ توحید عملی حیثیت سے پیش کیا اور بتایا کہ

کہ یہ صرف ایک خیالی چیز نہیں ہے بلکہ زندگی کا ایک ایسا اصول ہے جس کو تسلیم کرنے کے بعد ذات پات کی تفریق بے معنی ہو جاتی ہے یہ ایک زبردست دینی اور سماجی انقلاب کا اعلان تھا۔

ان دنوں اجمیر راجپوت سامراج کا مضبوط مرکز اور ہندوؤں کا مذہبی گڑھ تھا اور دور دور سے ہندو اپنی دینی رسومات پوری کرنے کے لئے وہاں جمع ہوتے تھے۔ ایک ایسے زبردست سیاسی اور مذہبی مرکز میں قیام کا فیصلہ نہ صرف خواجہ غریب نوازؒ کے پختہ عزائم کی ترجمانی کرتا ہے بلکہ ان کی غیر معمولی خود اعتمادی کا آئینہ دار ہے۔

الحدیث

قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔
نماز کے بارے میں اللہ سے ڈریئے۔
نماز افضل الجہاد ہے۔
نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔
نماز مسلمان کی پہچان ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کے خلفائے عظام

نمبر شمار	اسمائے مبارک	تاریخ وصال	مزارات
۱	حضرت خواجہ بختیار کاکی رح	۱۴ر ربیع الاول سنہ ۶۳۳ھ	دہلی
۲	حضرت امام الدین دمشقی رح	۱۷ر ربیع الاول سنہ ۵۷۲ھ	اجمیر شریف
۳	حضرت نیاز اللہ خراسانی رح	۱۵ر ربیع الاول سنہ ۵۸۵ھ	
۴	حضرت احمد شہاب کوفی رح	۱۳ر شعبان	״
۵	حضرت خواجہ محی الدین رح	״	״
۶	حضرت داؤد الدین رح	۲۹ر محرم سنہ ۶۰۰ھ	״
۷	حضرت شیخ احمد کابلی رح	سنہ ۵۹۷ھ	بنارس
۸	حضرت غلام ہادی ترک رح	۱ر شوال سنہ ۵۸۸ھ	اجمیر شریف
۹	حضرت سلطان شاہ رح	۱۹ر جمادی الاول سنہ ۵۹۳ھ	״
۱۰	حضرت احمد خاں ترائی رح	۴ر شعبان سنہ ۶۰۳ھ	״
۱۱	حضرت قادر سعید رح	۱۹ر رجب سنہ ۶۰۷ھ	״
۱۲	حضرت قرآن احمد رح	۴ر رمضان سنہ ۶۲۱ھ	دہلی کہنہ
۱۳	حضرت احمد مہر رح	۱۲ر شوال سنہ ۶۲۱ھ	״
۱۴	حضرت اطہر خان ترک رح	۹ر شعبان سنہ ۶۰۷ھ	״
۱۵	حضرت سبحان علیخان چمنی رح	۹ر ذی الحجہ سنہ ۶۱۹ھ	اجمیر شریف
۱۶	حضرت فقیر محمد رح	۲۷ر جمادی الاخر ۶۱۱ھ	جمرود
۱۷	حضرت امیر برہان جی سدا سہاگ رح	۱۶ر محرم سنہ ۶۰۰ھ	اجمیر
۱۸	حضرت احمد خان غازی رح	۱۸ر ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ھ	قنوج

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال	مزارات
۱۹	حضرت ہادی محمد غفرت رح	۱۶ر ذی الحجہ سنہ ۶۰۹ھ	اجمیر شریف
۲۰	حضرت کیوال اصغر احمد قندہاری رح	۱۷ر " سنہ ۶۱۵ھ	دہلی کہنہ
۲۱	حضرت نظام الدین خاں ترک رح	۱۶ر شعبان سنہ ۶۱۹ھ	"
۲۲	حضرت صوفی بہادر شاہ رح	۱۱ر محرم سنہ ۶۱۸ھ	اجمیر شریف
۲۳	حضرت مردغاد خاں ترک رح	۱۶ر شعبان سنہ ۶۱۹ھ	"
۲۴	حضرت مراد بیگ مغل رح	۲۷ر شوال سنہ ۶۱۴ھ	"
۲۵	حضرت محمد اصغر بہاری رح	۲۷ر رجب سنہ ۶۸۷ھ	دہلی کہنہ
۲۶	حضرت شعبان خان ترک رح	۲۷ر ربیع الاول سنہ ۶۹۸ھ	"
۲۷	حضرت نعمت احمد رح صفا	۱۴ر جمادی الآخر سنہ ۶۱۷ھ	اجمیر شریف
۲۸	حضرت محمود احمد رح	۱۹ر رمضان سنہ ۶۲۱ھ	"
۲۹	حضرت رماد اکبر شاہ رح	۲۱ر صفر سنہ ۶۰۸ھ	"
۳۰	حضرت غریب اصغر رح	۱۰ر شعبان سنہ ۶۱۵ھ	"
۳۱	حضرت شہاب دلی رح	۸ر شوال سنہ ۶۱۷ھ	"
۳۲	حضرت سردار احمد رح	۱۰ر رمضان سنہ ۶۱۵ھ	"
۳۳	حضرت ظہیر الدین رح	۸ر شوال سنہ ۶۰۳ھ	"
۳۴	حضرت سفیا احمد رح	۶ر رجب سنہ ۶۱۰ھ	دہلی
۳۵	حضرت حروف شہاب قریشی رح	۱۹ر صفر سنہ ۶۰۳ھ	اجمیر
۳۶	حضرت عبداللہ اصغر رح	۱۱ر شعبان سنہ ۶۶۱ھ	دہلی

نمبر شمار	اسمائے مبارک	تاریخ وصال	مزارات
۳۷	حضرت عبدالغفار رح	۲۵ رجب سنہ ۶۶۱ھ	اجمیر شریف
۳۸	حضرت عزیز احمد شاہ رح	۱۶ صفر سنہ ۶۹۷ھ	دہلی
۳۹	حضرت موشیوخ اعرافی رح	۲۲ محرم سنہ ۶۷۲ھ	"
۴۰	حضرت کریم شعیب رح	۲۷ محرم سنہ ۶۹۸ھ	"
۴۱	حضرت یعقوب خان رح	۲۴ صفر سنہ ۶۹۲ھ	ملتان
۴۲	حضرت عبدالغفار رح	۱۶ رجب سنہ ۶۳۱ھ	اجمیر شریف
۴۳	حضرت حسن داؤد جی رح	۴ ذی الحجہ سنہ ۶۶۲ھ	"
۴۴	حضرت کریم احمد شاہ رح	۱۴ ذلقعدہ سنہ ۶۱۷ھ	دہلی
۴۵	حضرت ابوالفرح قریشی رح	۲۲ صفر سنہ ۶۸۱ھ	"
۴۶	حضرت خواجہ احمد شاہ رح	۵ محرم سنہ ۶۴۲ھ	"
۴۷	حضرت شیخ حمید الدین ناگوری رح	۱۱ رجب سنہ ۶۷۲ھ	ملتان
۴۸	حضرت شیخ وجیہہ الدین رح		
۴۹	حضرت شیخ حمید الدین ناگوری رح	۲۹ ربیع الاول سنہ ۶۷۲ھ	ناگور
۵۰	حضرت خواجہ برہان الدین رح	۱۴ رجب سنہ ۶۶۴ھ	اجمیر شریف
۵۱	حضرت شیخ احمد رح	۱۳ محرم سنہ ۶۴۰ھ	"
۵۲	حضرت محمد محسن رح	—	—
۵۳	حضرت خواجہ سلمان کرشکی رح	— —	—
۵۴	حضرت شیخ صدرالدین رح		—
۵۵	حضرت شمس الدین فوقانی رح	۷ صفر سنہ ۶۷۴ھ	احمد آباد
۵۶	حضرت خواجہ حسن خیاط		

نمبر شمار	اسمائے مبارک	تاریخ وصال	مزارات
۵۷	حضرت عبداللہ شاہ عرف جوگی		
۵۸	حضرت خواجہ شیخ محمد زاہد ترک رح	۱۱ محرم ۶۳۴ھ	دہلی
۵۹	حضرت خواجہ محمد علی سنجری رح	نامعلوم	نامعلوم
۶۰	حضرت خواجہ یادگار خرم رح	"	"
۶۱	حضرت سید محمد یادگار سبزواری	۱۰ محرم ۶۴۵ھ	"
۶۲	حضرت عبداللہ بیابانی رح	نامعلوم	نامعلوم
۶۳	حضرت فتح محمد قناد رح	۹ رجب ۶۳۲ھ	اجمیر شریف
۶۴	حضرت شیخ وجیہ الدین خراسانی رح	۹ جمادی الآخر ۶۴۵ھ	ہرات
۶۵	حضرت سلطان ابو مسعود غازی رح		"
۶۶	حضرت بی بی حافظ جمال		اجمیر شریف

الحدیث

نماز خداوند کریم سے کلام کا شرف لاتی ہے۔

نماز قربِ الٰہی کا ایک ذریعہ ہے

نماز لطفِ حقیقی کا ایک دریا ہے

(نظر اکبر آبادی)

ارشادات عالیہ

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ اہل بصیرت کے لئے بیش بہا خزانہ ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں ان کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین۔

ارشادات عالیہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ گناہ کرنے سے اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا کہ اپنے کسی بھائی کو حقیر اور ذلیل سمجھنے سے۔

۲۔ فقیری کا مستحق وہ ہوتا ہے جو عالم فانی میں اپنے پاس کچھ نہ رکھے۔

۳۔ بندہ پر فقیر کا لفظ اس وقت صادق آتا ہے کہ جب آٹھ سال تک بائیں ہاتھ کا فرشتہ جو بدی تحریر کرتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں ایک بدی بھی تحریر نہ کرے۔

۴۔ خدا کی شناخت اس شخص کو ہوگی جو خلقت سے علیحدہ رہے اور خود کو عارف نہ سمجھے۔

۵۔ نماز مومن کی معراج ہے اس کی حفاظت کامل طور پر کرنی چاہئے۔

۶۔ ہر روز آسمان سے دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک پکارتا ہے کہ جس نے فرض الہٰی دانستہ ترک کیا وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت سے باہر ہو گیا۔ دوسرا کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کیا وہ قیامت کے روز شفاعت سے محروم ہو گیا۔

۷۔ جو شخص پانچوں وقت پابندی کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے قیامت کے دن
اس کی نماز اس کی محافظ و نگہبان ہوگی۔

۸۔ جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک بیٹھا رہے اور نماز
اشراق پڑھ کر اٹھے تو حق تعالیٰ اسے ستر ہزار آدمیوں کے جو اس کے
اہل ہوں گے بخش دیتا ہے۔

۹۔ مذہب اہل سلوک میں پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے چاہے وہ
چیزیں الگ الگ کیوں نہ دیکھی جائیں۔

(۱) والدین کا دیکھنا۔ ۲۔ قرآن مجید کا دیکھنا۔ ۳۔ علماء ربانی کا دیکھنا
۴۔ خانہ کعبہ کا دیکھنا (۵) اپنے پیر طریقت کا دیکھنا۔ ۱۰۔ جس شخص
میں یہ تین خصلتیں ہوں خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔ اوّل دریا کی سی
سخاوت۔ دوئم۔ آفتاب کی سی شفقت۔ سوئم زمین کی سی تواضع۔

۱۱۔ علم دریائے محیط اور عرفان دریا کی ایک لہر۔ پھر خدا کہاں اور بندہ کہاں
علم خدا کو ہے اور عرفان بندے کو ہے۔

۱۲۔ جو شخص باوضو سوتا ہے اس کی روح زیر عرش سیر کرتی رہتی ہے

۱۳۔ عارف موت کو دوست، راحت کو دشمن اور ذکر الٰہی کو عزیز
رکھتا ہے۔

۱۴۔ کوئی شخص عبادت سے قرب الٰہی حاصل نہیں کر سکتا کہ جب تک
نماز نہ پڑھے نماز ہی معراج المومنین ہے۔

۱۵۔ نماز قرب الٰہیہ کا زینہ ہے۔

۱۶۔ الحمد شریف کثرت سے پڑھنا حاجت روائی کے لئے اکسیر علاج ہے۔

۱۷۔ وہی عارف ہے جس میں تین رکن پائے جائیں۔

اوّل ہیبت ۔ دویم تعظیم ۔ سویم ۔ حیا ۔

۱۸ ۔ ماں باپ کا منہ دیکھنا ۔ اولاد کے لئے عبادت ہے جو لڑکا والدین کی قدم بوسی و عزت و خدمت کرتا ہے اس کے پہلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں فرمایا خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ میں نے جس قدر مراتب پاتے اپنے والدین سے پائے ہیں ۔

۱۹ ۔ عالم کی زیارت اور درویش کی دوستی نزول برکت کا سبب ہوتی ہے ۔

۲۰ ۔ درویش وہ ہے جو حاجت مندوں کو محروم واپس نہ کرے ۔

۲۱ ۔ جتنا زیادہ عرفانِ الٰہی ہوگا اتنی ہی زیادہ حیرت بڑھے گی ۔

۲۲ ۔ عارفوں پر ایک حال ہوتا ہے اس وقت وہ قدم اٹھایا کرتے ہیں ایک قدم میں حجاب عظمت سے گذر کر حجاب کبریائی تک پہنچتے ہیں اور دوسرے قدم میں واپس آجاتے ہیں ۔ یہ بیان فرماتے ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز کے آنسو جاری ہو گئے ۔

۲۳ ۔ عارف وہ ہے جو کچھ چاہے سامنے آجائے اور جو کچھ پوچھے اس کا جواب ملے

۲۴ ۔ راہِ محبت کا عرفان اس کو ہوتا ہے جو دونوں جہاں سے بے تعلق ہو جائے

۲۵ ۔ خاموش اور مغموم رہنا عارفوں کی ایک علامت ہے ۔

۲۶ ۔ تمام عالم اور کائنات عالم کو اپنی دو انگلیوں میں دیکھنا عرفان کا ایک درجہ ہے

۲۷ ۔ بعض مشائخ نے سلوک کے درجے مقرر کئے ہیں ان میں ستر درجے طے کرنے کے بعد کشف وکرامت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے جو شخص خود کو ظاہر نہیں کرتا باقی کے تیس درجے بھی طے کر جاتا ہے ۔ ۲۸ ۔ ہمارے خاندان میں سلوک کے پندرہ درجے ہیں پانچواں درجہ کشف وکرامت کا ہے ہمارے مشائخ نے وصیت کی ہے کہ سالک کو چاہئے کہ پانچویں درجہ پر ہی نہ ٹھہر جائے بلکہ پورے پندرہ مراتب حاصل کرے ۔

حضرت رابعہ بصریؒ

حضرت طاہر بن ایوب بصری لکھتے ہیں۔ حضرت رابعہ گلشنِ معرفت کی باغبان تھیں۔ حلم و تواضع، تحمّل شدائد، محبت رسولؐ، صبر و ثبات اور طہارت و لطافت میں یکتا تھیں۔ ہمیشہ قرب الٰہی کے مقام پر رہا کرتی تھیں۔ ایک عارفِ حق شناس کا بیان ہے۔ سالکان راہ سلوک کی انتہا حضرت رابعہ کی ابتدا ہے۔

ایک بار آپ حج کے لئے جا رہی تھیں۔ آپ نے تمام قافلہ والوں کا سامان ایک اونٹ پر لاد دیا۔ ببر حسانی کے مقام پر ایک شخص نے کہا عزیزہ بے زبان اونٹ پر آپ نے اس قدر سامان لاد دیا ہے یہ بڑا ظلم ہے۔ حضرت رابعہؓ نے اعتراض کرنے والے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ذرا آنکھ کھول کر دیکھو بوجھ اونٹ پر نہیں ہے۔ جب اعتراض کرنے والے نے دیکھا تو تمام بوجھ اونٹ کی پشت سے ایک ہاتھ اونچا تھا۔

دمشق کا ایک درویش

محترمہ رابعہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے حضرت رابعہؒ نے فرمایا اپنے نفس کے حق میں لوہار بن جاؤ۔ نفس کی خواہشات کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال دو۔ مجاہدے کی آگ روشن کرو۔ اور ملامت کے ہتھوڑے سے نفس کو کوٹو۔ میں نے چالیس سال تک نفس کی خواہشات

کو زخمی کیا ہے جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں نے جنازہ کی نماز پڑھی۔

صفیہ بنت حارث

جو حضرت رابعہ بصری کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں بیان کرتی ہیں کہ حضرت رابعہؓ ایک روز سخت پریشان تھیں۔ نوافل پڑھنے شروع کیے لیکن ان میں بھی کیف و سرور حاصل نہ ہوا۔

مجھ سے فرمایا دیکھو گھر میں کیا چیز ہے؟ میں نے کہا ایک رئیس نے سیب اور انگور وغیرہ بھیجے ہیں وہ رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت رابعہ بصری نے فرمایا یہ سب کسی کو دیدو ہمارا گھر سبزی فروش کی دوکان نہیں ہے اس کے بعد آپکو عبادت میں کیف و سرور حاصل ہوا

قحط کے آثار

ایک دفعہ بصرے میں قحط کے آثار رونما ہوئے بارش نہ ہونے کی وجہ سے شہر کے باشندے سخت پریشان تھے۔ چند با اثر لوگ حضرت رابعہؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے عرض کیا مائی صاحبہ بارش کے لئے دعا کیجئے آپ سر جھکائے بیٹھی تھیں آپ نے سر اٹھا کر فرمایا۔ جاؤ اپنے مکانات کے پرنالوں کو درست کرالو بارش ہو رہی ہے۔ اسی وقت بارش ہونی شروع ہو گئی اور کئی روز تک بارش ہوتی رہی۔

صحن حرم

حضرت رابعہؓ ایک روز جامع ایوب میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہی

تھیں۔ نماز کے بعد امام صاحب نے پوچھا آپ ہر وقت عبادت میں مشغول رہتی ہیں۔ پھر کھانے کا انتظام کہاں سے ہوتا ہے؟ حضرت رابعہؒ نے فرمایا پہلے مجھے دوبارہ نماز پڑھنے کی اجازت دو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز جائز نہیں جو رزاق و مالک سے بے خبر ہو۔

اللہ کے پاک اور مقدس نام

ایک طالب علم ہر ہفتہ حضرت رابعہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا حضرت رابعہؒ ہر مرتبہ اس کا نام دریافت کرتیں۔ ایک دن اس طالب علم نے کہا، اماں میں دس سال سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہر ہفتہ میرا نام دریافت فرماتی ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے۔

حضرت رابعہؒ نے فرمایا اللہ کے پاک اور مقدس نام نے تمام ناموں کو میرے ذہن سے فراموش کر دیا ہے میں اگرچہ تمہارا نام یاد رکھنا چاہتی ہوں لیکن پھر بھول جاتی ہوں۔

رابعہ کی تلاش

ایک روز ایک طالب علم نے آپ کے دروازے پر آواز دی۔ آپ نے دریافت کیا کسے دریافت کرتے ہو؟ طالب علم نے کہا حضرت رابعہؒ کو۔ آپ نے فرمایا میں خود رابعہؒ کی تلاش میں ہوں لیکن اس کا پتہ نہیں چلتا۔

بلند مرتبہ

حضرت صفیہ بنت حارث کا بیان ہے کہ حضرت رابعہ بصریؒ پر

اس وقت وجد و کیف کا عالم طاری تھا اور وہ مشاہدہ حق میں محو تھیں ۔

ایک روز ایک سالک آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے حضرت رابعہؒ سے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیئے ۔ حضرت رابعہؒ نے فرمایا کوئی گناہ اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔ جس قدر ایک مسلم بھائی کو ذلیل کرنا ۔

سالک نے کہا میں ایک بات اور دریافت کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ بعض طالبانِ معرفت ریاضت و مجاہدے کے ابتدائی ایام میں آہ و فریاد و شور برپا کرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے ؟

محترمہ نے فرمایا یہ کیفیت بلند مرتبہ حاصل ہونے سے پہلے طاری ہوتی ہے ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک ندی کس زور و شور سے آتی ہے لیکن جب دریا میں مل جاتی ہے تو ساکن ہو جاتی ہے اور ندی کے شامل ہونے یا نہ ہونے سے دریا میں کسی قسم کی کمی یا بیشی نہیں ہوتی ۔

سالک پر اس تعلیم کا بے حد اثر ہوا اور وہ ایک ساعت تک وجد کی حالت میں رہا ۔

الحدیث

نماز سب سے افضل عمل ہے۔

نماز دل کا نور ہے۔

جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے

نماز کے ذریعے بنا لے

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ

چھٹی صدی ہجری کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس صدی میں عالم اسلام کی ان پاکباز ہستیوں نے جنم لیا۔ جنھوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی دینی اصلاح اور دارین کی فلاح کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا۔ ان پاکباز ہستیوں میں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی کا نام نامی اسم گرامی سرِفہرست نظر آتا ہے۔ آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق اکبر سے ملتا ہے۔ آپ ۵۳۶ھ یا ۵۴۳ھ میں عراق عجم کے قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔ اور ان کی ولادت کے شرف کی وجہ سے اس قصبہ کو چاردانگِ عالم میں شہرت وعظمت حاصل ہوئی۔

اس دور میں علم کلام کا چرچا عام تھا۔ عقل اور فلسفیانہ نقطۂ نگاہ سے ہر مسئلہ انسانی کا حل تلاش کیا جاتا۔ ایک رواج علمی بن چکا تھا۔ چنانچہ ابتدائی دور میں آپ بھی ماحول کے ان تقاضوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ پھر چونکہ آپ نے مختلف علوم کا بڑی دقیق نگاہ سے مطالعہ کیا تھا لہٰذا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کا شغف علم کلام سے دیگر علوم کے مقابلے میں بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا ایک مخصوص طبقۂ فکر کے لوگ اس شغف وتعلق کو اس دور میں بھی عظمت وعلمیت کی دلیل سمجھتے تھے اور آج کے دور میں بھی اس اندازِ فکر کو دانشوری اور علمی فوقیت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

لیکن اہل اللہ کے نزدیک مومن کی یہ اصل منزل نہیں ہے چنانچہ آپ کے چچا محترم حضرت ابوالنجیبؒ آپ کے اس روز بروز بڑھتے ہوئے علمی شغف

سے مطمئن نہ تھے۔ بلکہ یہ چاہتے تھے کہ کسی موقع پر مسائل حیات کی گرہ کشائی ہو کہ اشیاء کی تمام حقیقتیں اور علم کی تمام منزلیں حضرت شہاب الدین عمر پر منکشف ہو جائیں۔ یہی ہوا کہ وہ مبارک گھڑی بھی آپہنچی جہاں سے آپ کی زندگی میں ایک نمایاں انقلاب نمودار ہوا۔ یعنی ایک دن آپ کے چچا محترم و پیر مرشد حضرت ابو نجیبؒ موقعہ پا کر آپ کو حضرت غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں لے گئے شیخ سہروردی کی جو دلچسپی علم کلام سے تھی وہ بیان کی گئی حضرت ابو نجیب نے کھل کر علم کلام سے متعلق اپنے خدشات غوث اعظم کی خدمت میں بیان کیئے۔

غوث الاعظم کی نگاہِ عارفانہ اور فراست مومنانہ نے معاملہ کی نزاکت کو بھانپ لیا اور آپ نے نوجوان شیخ سہروردی کی روحانی زندگی کی طرف روحانی طور پر توجہ فرمائی۔ اور ملاقات میں پہلے آپ نے شیخ سہروردی سے ان مضامین و علوم کی کتابوں کے نام دریافت کیئے۔ جو آپ کے زیر مطالعہ رہی تھیں اس کے بعد حضرت غوث الاعظم نے آپ کے سینۂ مبارک پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھ کر فرمایا۔

اے عمر! تم تو عراق کے مشاہیر کی منتہا و آخر ہو۔ ان کلمات کا آپ کی زبان سے ادا ہونا تھا کہ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی علم و کلام کے تمام مسائل یکسر بھول گئے۔ اور اب یہ عالم تھا ۔

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

حضرت غوث الاعظمؒ کی نگاہِ عارفانہ کا یہ اعجاز رونما ہوا کہ کل تک جو علوم منتہائے نظر تھے اور زندگی کے لئے متاع اصل کی حیثیت اختیار

کیے ہوئے تھے وہ اپنی حقیقی ہیبت کے ساتھ سامنے آگئے ۔ چنانچہ اب شیخ شہاب الدین عمر کے لئے عرفانِ الہٰی کے حصول کے علاوہ کسی اور علم کی فکر نہ رہی ۔ کافی عرصہ ایک جزیرہ میں گوشہ نشیں رہ کر ریاضت و مجاہدہ میں بسر کئے اور روحانی وجسمانی مجاہدہ کی بھٹی سے نکل کر مثل کندن بن گئے ۔

اس کے بعد آپ نے کئی حج کئے اور آستانۂ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں قربت ووابستگی کے دن گذارنے کے بعد بغداد تشریف لے گئے اب آپ کے شب وروز کچھ اور ہی کیفیت دستی اپنے دامن میں لئے ہوئے تھے آپ کے چچا محترم وعظ اور ارشاد کا سلسلہ قائم کئے ہوئے تھے ۔ لہٰذا آپ نے بھی یہی طریقۂ اسلاف منتخب فرمایا اس لئے کہ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے فلاح دارین کا شرف بشر کو حاصل ہو سکتا ہے اپنے چچا محترم کے وصال کے بعد آپ نے مکمل طریقہ سے وعظ وارشاد کی ذمہ داری سنبھالی ۔

حضرت شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ کو اپنے علم وتدبّر علم وفضل اور تقویٰ وریاضت کی بناء پر نہ صرف علماء اور مشائخ کے حلقوں میں فضیلت اور ہر دل عزیزی حاصل تھی بلکہ آپ کی شخصیت کی دلاویزی اور فہم وبصیرت دینی اور فراستِ ایمانی نے امراء اور خلفاء اور اس دور کے سلاطین کو بھی آپ کا گرویدہ اور شیدائی بنا دیا تھا ۔

غرض یہ کہ ہر طبقہ میں آپ کے ارادت مندوں کا ہجوم تھا اور نہ صرف بغداد یا عجم وعراق ہی میں آپ کے فیوض وبرکات سے لوگ متاثر تھے بلکہ تمام تر اسلامی ممالک میں آپ کی ذکاوت دینی کا شہرہ تھا ۔ یہی

وجہ تھی کہ جب کبھی اسلامی ممالک میں تنازعات نے جنم لیا یا اختلاف رونما ہوتے تو آپ نے دین کی بنیاد پر ان اختلافات کو ختم کرانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جب کبھی حکام اور امراء یا سلاطین ممالک اسلامیہ سے متعلق مسائل پیش آئے تو آپ کو دربارِ خلافت کی جانب سے مصالحت کا منصب پیش کیا جاتا جسے آپ اپنی خداداد ذہنی ذکاوت اور ایمانی بصیرت کی روشنی میں کامیابی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ خلیفہ بغداد نے تمام علماء اور مشائخ پر مقدم کرکے اور اپنی عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ کو "شیخ الشیوخ" کا خطاب دے رکھا تھا۔ جہاں حضرت شیخ الشیوخ نے مواعظ وارشادات سے ہزار ہا عاصیوں کو ظلمت سے نکال کر نور کا جویا بنا دیا وہیں آپ نے حق کے متلاشیوں کی سہولت وہدایت کے لئے اپنی تصانیف کا ایک بیش بہا سلسلہ بھی قائم کیا۔ جن میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں تصنیف۔ عوارف المعارف ہے جسے آپ نے مکہ معظمہ میں تصنیف فرمایا جب کبھی کتاب کی تصنیف میں کوئی مشکل پیش آتی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔

بیت اللہ کا طواف شروع کرتے یہاں تک کہ اشکال دور ہو جاتے اور حق آپ پر ظاہر ہو جاتا۔ یہ وہ کتاب ہے جو ہر دور میں اور ہر سلسلہ کے صوفیاء کرام کے حلقوں میں درس کے طور پر شامل تھی اور رہتی دنیا تک معرفت الٰہی حاصل کرنے والوں کی ہدایت کا بیش بہا خزانہ ثابت ہوگی "عوارف المعارف" کی اہمیت اور مقبولیت کا اس امر سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے فارسی، اردو، ترکی اور انگریزی میں

تراجم شائع ہو چکے ہیں ۔ برصغیر ہندو پاک کے بہت سے علماء کرام، صوفیائے عظام نے اس کتاب میں شامل مضامین کی تفہیم اور تسہیل کے لئے حاشیے اور شرحیں لکھی ہیں تاکہ قارئین کو اصلاح قلب کا سرمایہ میسر آسکے ۔

حضرت شیخ الشیوخ سہروردی عربی اور فارسی زبانوں میں شعر بھی کہتے تھے ابن خلکان نے اپنی کتاب میں حضرت کے اشعار کو شامل کیا ہے ۔

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی نے یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ کو بغداد شریف میں وصال فرمایا ۔ جسے دین اور دنیا کی تمام تر تصرفات حاصل تھیں ان کے یہاں وفات کے وقت کل چھ دینار نکلے جو آپ کی تجہیز و تکفین میں کام آگئے ۔ وہ اس لئے کہ بڑے بڑے سلاطین اور امراء کے یہاں سے جو کچھ بھی نذرانے اور تحفے آپ کی زندگی میں آتے تھے آپ فوراً ان کو ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے آپ کا مزار اقدس بغداد شریف میں آج بھی مرجع خلائق ہے ۔

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نماز مسلمانوں کی معراج ہے۔

نماز جملہ عبادات کی پیشوا و سردار ہے۔

نماز جنت کی کنجی ہے۔

نماز جس نے چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا سہروردی ملتانیؒ

آپ ہندو پاکستان میں سلسلۂ سہروردیہ کے اوّل داعی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب اسد قریشی پر منتہی ہوتا ہے جو کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے جدِ مادری تھے۔ آپ ہاشمی ہیں ان کے ہاشمی ہونے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے آپ کے جدِ امجد حضرت مولانا شیخ کمال الدین علی شاہ ایک درویش منش بزرگ اور خاندانِ قریش کے ایک معزز فرد تھے۔ مکہ معظمہ سے سکونت ترک کرکے خوارزم آئے پھر ملتان آکر مستقل سکونت اختیار کی ملتان اس وقت اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھا۔

حضرت بہاء الدین ذکریاؒ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی حضرت شیخ وجیہہ الدین والدہ محترمہ کا اسمِ مبارک بی بی فاطمہ تھا۔ جو کہ مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر تھیں ؒ۔ جب تاتاریوں کی لوٹ مار شروع ہوئی تو آپ کے نانا مولانا حسام الدین اپنے وطن ترمذ سے قلعہ کوٹ کروڑ ضلع ڈیرہ غازیخان تشریف لائے اور مستقل سکونت اختیار کی۔

شیخ الاسلام شیخ بہاؤ الدین ذکریا سہروردیؒ کی ولادت پاک ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ بمقام کوٹ کروڑ ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہوئی۔ آپ کا اسمِ مبارک بہاؤ الدین اور کنیت ابو محمد ہے اور بعض نے آپ کی کنیت ابوالبرکات بھی لکھی ہے۔

آپ مادر زاد ولی تھے بچپن ہی میں آثار بزرگی نمایاں تھے جب آپکے والدِ ماجد قرآن کی تلاوت فرماتے تو آپ آواز سنتے ہی فوراً دودھ پینا چھوڑ دیتے تھے اور قرآن شریف بغور سنتے اور محو ہو جاتے۔ آپکے والدین نے آپکی تعلیم وتربیت پر کافی توجہ دی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرأت کے ساتھ قرآن شریف حفظ کیا۔ آپ جب بارہ سال کے تھے تو آپ کے والدِ ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ والدِ ماجد کی وفات کے بعد خراسان تشریف لے گئے وہاں سات سال درس ظاہری میں مشغول رہے بعد ازاں آپ بخارا تشریف لے آئے وہاں علم کی تکمیل کی۔ بخارا میں آپ بہاؤ الدین فرشتہ کے نام سے مشہور ہوئے پھر آپ مدینہ تشریف لے آئے اور پانچ سال تک قیام پذیر رہے اور حضرت شیخ کمال الدین یمنی سے درس حدیث لیا اور سند حاصل کی۔

سیاحت

آپ نے خراساں۔ بخارا۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ طیبہ۔ بیت المقدس میں بہت سے درویشوں سے ملاقاتیں کیں اور کافی فیوض وبرکات حاصل کئے آپ نے تمام ممالکِ اسلامیہ وبلادمیں اپنے عزیز دوستوں، حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ۔ محمد عثمان مروندیؒ المعروف، لال شہباز قلندرؒ اور حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ یہ چاروں یار ایک ساتھ سیاحت فرماتے رہے۔ بعد ازاں سلطان حمید الدین حاکم بھی ان سے آملے اور یہ پانچ یار پنج پیر کہلانے لگے۔

خرقہ خلافت

مدینہ شریف کے بعد آپ بغداد شریف تشریف لائے۔ اور شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔ مرید ہونے کے بعد آپ کے دل میں خرقۂ خلافت کی آرزو پیدا ہوئی۔

تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ نورانی مکان ہے اور اس میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ مؤدب کھڑے ہیں۔ ایک طناب ہے اس پر بہت سے خرقے لٹک رہے ہیں۔ اسی دوران آپ کی طلبی ہوئی۔ اور آپ کے پیر و مرشد نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور قدم بوس کرایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے عمر اس خرقہ کو شیخ بہاؤ الدین ذکریا کو پہنا دو۔ آپ کے پیر و مرشد حسب فرمان سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس خرقہ کو طناب سے اتار کر آپ کو پہنا دیا اور پھر قدم بوس کرایا۔

جب صبح ہوئی تو آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ نے آپ کو طلب کیا۔ حضرت بہاء الدین ذکریاؒ حاضرِ خدمت ہوئے۔ دیکھتے ہیں کہ ویسا ہی نورانی مکان ہے جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد نے اس خرقہ کو جس کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنانے کا حکم دیا تھا۔ طناب سے اتار کر اپنے دستِ مبارک سے آپ کو پہنایا۔ اور فرمایا،، اے بہاء الدین، یہ سب خرقے حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ میں تو درمیان میں صرف واسطہ ہوں جیسا کہ گذشتہ رات تم نے اپنی آنکھوں سے معائنہ کیا۔

دینی مرکز

خرقہ خلافت عطا فرمانے کے بعد آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو ملتان جانے کی تاکید فرمائی حسب الحکم پیر و مرشد آپ تشریف لائے اور سلسلہ سہروردیہ کا ایک دینی مرکز قائم کیا۔ جہاں دینی علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم دی جاتی تھی اس مرکز سے بے شمار علماء اور واعظ بنا کر ملک کے مختلف مقامات پر تبلیغی مشن پر بھیجے جاتے تھے۔

آپ مخیر ہونے کے باوجود دنیا سے بے پرواہ سادہ زندگی گذارتے تھے علماء اور مشائخ عظام اور مہمانوں کی بہت عزت و خاطر کرتے تھے۔ ابتداء میں روزے بہت رکھتے تھے ہر شب ایک قرآن شریف ختم فرماتے تھے۔ تحمل۔ بردباری۔ ذوق و شوق اور استغراق آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

سلطان شمس الدین التمش نے آپ کو شیخ الاسلام کا عہدہ پیش کیا جسے آپ نے قبول فرمایا۔ شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین ذکریا سہروردیؒ نے دین اسلام کی بے حد خدمات انجام دیں۔ سیکڑوں خلفاء اور مریدین کو ہندو پاکستان کے گوشہ گوشہ میں تبلیغ دین حق کے لئے بھیجا۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا سہروردیؒ مقبول بارگاہِ رحمانی۔ برہان ملت مخزن سخا۔ معدنِ وفا۔ کانِ صفا۔ قدوۃ الاصفیا ہیں اور اکابر اولیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ ۷ صفر ۶۶۶ھ بروز جمعرات جوار رحمت میں داخل ہوئے۔

آپ کی عمر شریف نوّے سال کی تھی آپ کا مزار مبارک ملتان شریف میں ہے جہاں سے آج بھی آپ کے فیضان کے چشمے جاری ہیں۔

تذکرہ
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ قطب بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ بن سید کمال الدین بن موسیٰ بن سید محمد ادستی بن کمال الدین بن سید احمد چشتی بن رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سید جعفر بن امیر المومنین حضرت امام محمد تقی الجوادؒ۔

ولادت

خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ سرزمین اوش میں ۵۶۱ھ میں پیدا ہوئے تھے ڈھائی برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ جب پانچ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ نے ایک مہربان ہمسایہ کے سپرد کیا کہ وہ کسی ذی علم معلم کے مکتب میں آپ کو بٹھا آئے۔

انہوں نے آپ کو مولانا حفص کے سپرد کیا۔ سات برس کی عمر میں ان صاحب کمال بزرگ سے علوم ظاہری و باطنی کا فیض پایا تمام منازل طے کرنے کے بعد خواجہ صاحب بغداد گئے۔

بیعت

بغداد میں حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری۔ ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں رونق افروز تھے وہاں پہنچے اس وقت حضرت شہاب الدین

شیخ اوحدالدین کرمانیؒ، شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمود اصفہانی کی موجودگی میں آپ سے بیعت کی اور ایک عرصہ تک عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔

سیاحت

جب حضرت خواجہ صاحب ہند آئے تو آپ نے بھی وطن کو خیرباد کہا پہلے ملتان پہنچے۔ کچھ روز شیخ بہاؤالدین ذکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی کے یہاں مہمان رہ کر دہلی آئے اور حضرت خواجہ کے حکم سے موضع کیلوکھری میں سکونت اختیار کی۔ سلطان شمس الدین التمش ہفتہ میں دو مرتبہ حاضری دیا کرتا تھا۔ صاحب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ اوائل عمری میں تو غلبہ خواب سے کسی قدر آرام کر لیا کرتے تھے مگر آخر میں دن رات بیدار رہتے تھے۔

حضرت قطب الاقطاب کے وصال کا واقعہ

سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ عید کا دن تھا عید گاہ سے فارغ ہو کر قطب الاقطاب وہاں آئے جہاں اب آپ کا مزار مبارک ہے وہاں ایک صاف میدان تھا نہ کوئی قبر تھی نہ قبرستان۔ حضرت اقدس وہاں آکر کھڑے ہو گئے اور سوچتے رہے۔

ایک عزیز نے عرض کیا کہ حضور آج عید کا دن ہے خلق خدا انتظار میں ہے کہ حضرت اقدس آئیں۔ آپ اس ویرانے میں کیا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ

مرا از یں زمیں بوئے دلہا مے آید

(مجھے اس زمین سے دلوں کی بو آرہی ہے)

اس کے بعد آپ نے مالک زمین کو طلب فرمایا۔ اور وہ قطعہ زمین خرید لیا اور وصیت فرمائی کہ مجھے یہاں دفن کیا جائے۔

یہ الفاظ کہتے ہوئے سلطان المشائخ آبدیدہ ہو گئے۔ اور فرمایا

کہ یہ جو حضرت نے فرمایا تھا کہ مجھے اس زمین سے دلوں کی بو آرہی ہے۔ اب جاکر دیکھو کہ وہاں کتنے صاحبِ دل سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں۔

کہ حضرت قطب الاقطاب پر چار شب و روز تحیر طاری رہا۔ وصال آپ کا یوں ہوا کہ شیخ علی سجستانی رح کی خانقاہ میں جو آپ کے مخصوص مخلصین سے تھے محفل سماع منعقد ہوئی جس میں حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح مع جمیع احباب موجود تھے۔

جس وقت قوالوں نے حضرت قطب احمد جام رح کی غزل گائی جب اس شعر پر پہنچے۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را — ہر زماں از غیب جانِ دیگر است۔

(جو لوگ خنجرِ تسلیم و رضا سے شہید ہو چکے ہیں ان کے لئے ہر لمحہ جان ہے)

حضرت قطب الاقطاب پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی۔ اور عالم تحیر میں رقص فرمانے لگے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رح اور شیخ بدر الدین غزنوی رح آپ کو مکان پر لے گئے اور قوالوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ قوال وہی شعر گاتے رہے اور آپ چار شب و روز عالمِ کیف میں رقص فرماتے رہے۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا تھا تو آپ وضو تازہ کر کے فرض اور سنتِ مؤکدہ ادا کرتے تھے اور پھر وجد کرتے تھے۔

یہاں تک کہ آپ کی ہڈیاں اپنی جگہ پر نہ رہیں۔ چوتھی رات آپ کی حالت زیادہ دگرگوں ہوگئی۔ حضرت قطب الاقطاب کا سر مبارک حضرت شیخ محمد عطا حمید الدین ناگوری رح کے زانوں پر تھا اور پاؤں شیخ بدر الدین غزنوی رح کی گود میں تھے۔ اسی حالت میں شیخ حمید الدین نے

عرض کیا حضور کی حالت متغیر ہو رہی ہے۔ اپنے خلفاء میں سے کسی ایک کے متعلق حکم دیجیے کہ جو حضور کی جگہ مسند نشیں ہو جائے۔

اگرچہ حضرت خواجہ قطب العالم کے بڑے صاحبزادے موجود تھے لیکن آپ نے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی اور حکم دیا کہ وہ خرقہ جو حضرت شیخ الشیوخ خواجہ معین الدین چشتیؒ سے مجھے ملا ہے خاص مصلّے اور عصا اور نعلین چوبیں کے ساتھ شیخ فریدالدین مسعود کو پہنچا دیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ پر وجد کی کیفیت طاری تھی اور بروز دوشنبہ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۲ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ وصال کی رات حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر نے خواب دیکھا کہ حضرت قطب الاقطاب بلا رہے ہیں چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ ہانسی سے دہلی روانہ ہو گئے چوتھے روز آپ دہلی پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرتِ اقدس کا وصال ہو گیا ہے آپ نے وہاں جا کر اپنا گرد سے آلود چہرہ مزار مبارک پر ملا۔

حضرت شیخ حمیدالدین ناگوریؒ نے وہ امانت آپ کے سپرد کی۔ آپ نے دوگانہ نماز ادا کر کے حضرت شیخ کا خرقہ زیب تن فرمایا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

کے خلفاء تمام۔ حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ
حضرت شیخ بدرالدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ حامدالدین احمد شہرولہؒ حضرت قاضی سعدؒ، حضرت قاضی عمادؒ۔ حضرت شاہ خضرؒ
حضرت شیخ بدرالدین غزنوی دہلوی۔

اقوالِ زرّین

سیر الاولیاء میں تحریر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے حضرت شیخ بابا گنج شکرؒ کے چند کلمات اپنی قلم سے لکھ لئے تھے جو حسب ذیل ہیں۔

سات سو مشائخ عظّام سے چار سوال کئے گئے سب نے ایک ہی جواب دیا۔

پہلا سوال۔ سب سے زیادہ داتا کون ہے۔

جواب۔ تارک الدنیا۔

دوسرا سوال۔ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے۔

جواب۔ جو کسی چیز سے متغیّر نہ ہو۔

تیسرا سوال۔ سب سے زیادہ غنی کون ہے۔

جواب۔ جو قناعت کرتا ہے۔

چوتھا سوال۔ سب سے زیادہ محتاج کون ہے۔

جواب۔ جو قناعت ترک کرتا ہے۔

زکوٰۃ شریعت، طریقت و حقیقت

حضرت سلطان المشائخ رحؒ نے فوائد الفواد میں فرمایا ہے کہ شیخ الاسلام فرید الدین گنجشکرؒ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ تین طرح پر ہے۔ زکوٰۃ شریعت، زکوٰۃ طریقت، زکوٰۃ حقیقت زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ دو سو روپے میں سے پانچ روپے دے۔ زکوٰۃِ طریقت یہ ہے دو سو روپے میں سے پانچ روپیہ رکھے باقی دیدے۔ زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ دے ڈالے۔

حضرت خواجہ شیخ فریدالدین مسعود بابا گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ

نام نسب:۔ حضرت کا نام شیخ فریدالدین مسعود بن قاضی جمال الدین سلیمان تھا۔ سترہ واسطوں سے سلسلہ نسب حضرت خلیفہ عمر فاروق اعظم رض تک پہونچتا ہے۔

سلسلہ نسب

خواجہ فریدالدین مسعود بن قاضی جمال الدین سلیمان بن قاضی شعیب بن شیخ محمد احمد بن شیخ محمد یوسف بن شیخ شہاب الدین کابلی بن فخرالدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بغدادی بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ الاصغر حجازی بن واعظ الاکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر تابعی بن جناب فاطمہ بنت امام حسن رضی اللہ عنہ بن شیخ عبداللہ بن امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

آپ کے والد ماجد حضرت جمال الدین سلیمان رح بڑے عالم فاضل تھے آپکی شادی حضرت مولانا وجیہ الدین کی صاحبزادی سے ہوئی جن کا اسم مبارک بی بی قرسم تھا۔ صاحب سیرالعارفین تحریر فرماتے ہیں کہ بڑی پرہیزگار، عابدہ، زاہدہ مستجاب بی بی تھیں آپ کی ہر دعا مقبول بارگاہ خداوندی ہوتی تھی۔

حضرت قاضی جمال الدین سلیمان کے تین صاحبزادے تھے بڑے فرزند کا اسم گرامی حضرت اعزالدین محمود رح تھا۔ دوسرے نورِ نظر کا اسم مبارک حضرت شیخ فریدالدین مسعود رح اور تیسرے لختِ جگر کا نام حضرت نجیب الدین متوکل رح تھا۔

نوٹ:۔ سلسلہ نسب ملا وجیہ الدین شہاچی گوپاموی کے تحریر کردہ رسالہ نصاب سے نقل کیا۔

ولادت باسعادت

حضرت شیخ فریدالدین مسعود بابا گنجشکرؒ

۵۷۱ھ میں بمقام کھتوال ضلع ملتان میں باباصاحبؒ پیدا ہوئے والد بزرگوار کے سایہ میں پرورش پائی قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم کھتوال ہی میں پائی۔ اعلیٰ تعلیم کا یہاں کوئی انتظام نہیں تھا اس لئے آپ تیرہ یا چودہ سال کی عمر میں ملتان تشریف لے گئے اس وقت ملتان علم وفضل کا گہوارہ تھا۔ اور اہل علم کا مرکز تھا۔ پانچ سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی دوران حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے۔ پروردگار عالم نے ایسا انتظام کیا کہ حضرت شیخ فریدالدین مسعودؒ مولانا سرہندی کی مسجد میں بیٹھے کتاب نافع پڑھ رہے تھے تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بھی مسجد میں تشریف لائے۔ قطب الاقطاب کے چہرۂ انور پر آپکی نگاہ پڑتے ہی آپ کے دل و دماغ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ حضرت کے جمال کو تکتے رہ گئے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ آپ کے قریب آئے اور دریافت کیا' کیا پڑھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا "نافع"۔ حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا۔" اس سے واقعی تم کو نفع ہوگا"۔

حضرت فریدالدین مسعود نے کہا کہ مجھے اگر نفع ہوگا تو آپکی نظر کیمیا اثر سے ہوگا" یہ کہکر آپ نے ادب سے سر جھکا لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بہت خوش ہوئے اسی لمحہ آپ کی کایا پلٹ گئی۔

جب حضرت خواجہ قطب الدینؒ واپس دھلی تشریف لے چلے تو شیخ فریدالدین مسعودؒ بھی انکے ہمراہ ہو لئے حضرت خواجہ قطب الدینؒ نے فرمایا اس ترک تجرید کے عالم میں علوم ظاہری حاصل کرو اسکے بعد میرے پاس آؤ" کیونکہ

بے علم درویش شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے

آپ ملتان ہی میں رہ گئے اور تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ طلبِ علم کے شوق میں آپ قندہار گئے وہاں پانچ سال میں فراغتِ علمی کی اس کے بعد تمام اسلامی ممالک کی سیاحت کی۔ دورانِ سفر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رح شیخ سیف الدین خضری رح شیخ سعید الدین حموی، شیخ احدالدین کرمانی، شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی، شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری وغیرہ سے جو اس زمانے میں صاحب کمال و یگانہ روزگار تھے فیض حاصل کیا۔ پھر دہلی پہونچکر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

حضرت شیخ فریدالدین رح نے بیعت کا شرف حاصل کرنے کے بعد ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے اپنے لئے ایک حجرہ منتخب فرما لیا تھا۔ علم و تقویٰ، عشق و محبت، ذوق و شوق، رموز و اشارات میں بے نظیر زمانہ اور اپنے عہد میں یگانہ تھے۔ میدانِ کرامت میں آپ سبقت لے گئے تھے آپ جس قدر اپنے آپ کو چھپاتے تھے آپکی شہرت اطرافِ عالم میں زیادہ ہوتی تھی۔ اور آپ کے جمالِ ولایت کا شہرہ زیادہ سے زیادہ بلند ہوتا تھا۔

لہٰذا شدید ریاضت و مجاہدات کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

خلافت کے بعد ہانسی کو روانگی

جب دہلی میں مجاہدہ و زہد کی شہرت سے آپ کے گرد خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو یہ بات آپ کو پسند نہ آئی۔ آپ ہانسی تشریف لے گئے وہاں عبادت و ریاضت کرتے رہے لیکن یہاں بھی لوگوں نے نہ چھوڑا۔ دہلی اور گرد و نواح سے خلقِ خدا آپ کے گرد جمع ہونے لگی تو آپ نے حضرت جمال الدین ہانسوی کو خلعت و خلافت عطا فرما کر اپنے قدیم وطن کھتوال چلے گئے

حضرت جلال الدین تبریزی سے ملاقات

سیر الاولیا اور فوائد الافواد میں حضرت المشائخ نظام الدین اولیا تحریر فرماتے ہیں کہ جب جلال الدین تبریزیؒ ملتان سے دہلی جا رہے تھے تو راستے میں کھتوال کے مقام پر قیام کیا اور لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہاں کوئی درویش بھی ہے تاکہ اسکی زیارت کروں؟ لوگوں نے بتایا کہ ہاں ایک قاضی صاحب کے صاحبزادے شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے خلیفہ یہاں ہیں جو جامع مسجد کے عقب میں رہتے ہیں چنانچہ جلال الدینؒ آپکی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔

راستہ میں کسی شخص نے انار پیش کیا۔ حضرت شیخ فرید الدین بابا گنج شکرؒ کی خدمت میں آکر انار توڑا اور آپ کو پیش کیا آپ نے فرمایا میرا روزہ ہے غرضیکہ جب شیخ جلال الدینؒ نے انار رکھ لیا اور چلے گئے تو حضرت بابا گنج شکرؒ نے زمین پر ایک دانہ انار پڑا دیکھا آپ نے اسے اٹھا لیا اور دستار کے کونے میں باندھ لیا۔ جب مغرب ہوئی تو آپ نے اسی دانے سے روزہ افطار کیا۔

دانہ انار کھانا تھا کہ دل میں روشنی پیدا ہو گئی یہ دیکھ کر آپ کے دل میں خیال آیا کہ صرف ایک دانہ .... اسکے بعد جب آپ دہلی تشریف لے گئے اور حضرت قطب الاقطابؒ سے اس ایک دانۂ انار کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا "مسعود وہی ایک دانہ تمہارے لئے مقصود تھا اور وہ تمہیں مل گیا"

پاکپتن میں آمد

چونکہ کھتوال ملتان سے قریب تھا۔ آپکی شہرت اسقدر ہوئی کہ ملتان سے خلق خدا جا کر حضرتِ اقدس کے گرد جمع ہوتے لگی جس کے سبب آپ اجودھن (پاکپتن) چلے گئے۔ اجودھن ایک غیر معروف قصبہ تھا وہاں پہونچکر آپ نے طرح اقامت ڈالی۔ آبادی کے قریب جنگل میں درخت کے زیر سایہ کمبل بچھا کر بیٹھ گئے اور عبادت میں وقت گذرنے لگا

آپ کو گمنامی بہت پسند تھی اکثر آپکی زبان مبارک پر یہ فقرہ رہتا تھا۔

جو شخص نام اور شہرت کا طالب ہوتا ہے وہ حریم دوست سے محروم ہے۔"

اکثر آپ چلہ اور مجاہدات میں مصروف رہتے تھے۔

حضرت بابا گنجشکر کے دادا پیر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت و حصولِ نعمت سلطانِ مشائخ نظام الدین محبوب الٰہی رح اپنی تصنیف سیر الاولیا میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ بزرگ رح اور قطب الاقطاب رح اور شیخ فرید الدین مسعود رح ایک حجرہ میں تشریف فرما تھے۔

حضرت خواجہ بزرگ رح نے حضرت قطب الدین سے دریافت فرمایا کہ کب تک فرید الدین مسعود رح کو مجاہدات میں جلاؤ گے۔ کوئی چیز اسے بخشش کرو۔ حضرت قطب الدین نے عرض کیا کہ آپکی موجودگی میں میری کیا مجال کہ میں بخشش کروں۔" حضرت خواجہ بزرگ رح نے فرمایا کہ" یہ کام تو تمہارا ہی ہے۔" آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا آؤ ہم دونوں ہی بخشش کرتے ہیں۔" چنانچہ دونوں حضرات نے جو کچھ عطا کرنا تھا عطا فرمایا اور حضرت خواجہ بزرگ رح نے شیخ فرید الدین مسعود کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا" یہ ایک شمع ہے جس سے سارا جہان روشن ہوگا۔

لباس

ایک دفعہ آپ کا کُرتا بہت بوسیدہ ہو رہا تھا کوئی شخص عمدہ کُرتا لے آیا آپ نے پہن لیا مگر فوراً اتار دیا اور فرمایا کہ جو ذوق مجھے پرانے دریدہ کرتے میں تھا وہ اُس میں نہیں ملا۔

آپ عموماً روزہ دار رہا کرتے تھے افطار منقیٰ کے شربت سے کرتے تھے۔

حضرت نظام الدین اولیا رح سے روایت ہے کہ افطار کے وقت کچھ کھجوریں پانی میں تر لائی جاتی تھیں حضرت بابا نوش فرمالیتے تھے۔ اور چند دانے منقی کے کھالیتے۔ بعد میں روغنی روٹی لائی جاتی۔ کچھ حاضرین میں تقسیم کر کے بقیہ خود نوش فرماتے بس یہی سارے دن کی غذا تھی باوجود سخت ریاضتوں کے جسمانی صحت اچھی تھی۔

حبِ اتّباعِ سُنت نبوی

آپ نے چار شادیاں کیں۔ پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں ان سے ہوئیں اور آپ کے پوتے اور نواسے ہو گئے تھے۔ ہمیشہ فقر و فاقہ میں بسر ہوتی۔ مگر آپ بے فکر تھے ایک بار سلطان ناصر الدین شاہ دہلی نے کچھ زرِ نقد اور چار گاؤں کی سند نذر بھجوائی آپ نے نقد قبول فرمالی اور سند واپس کر دی اور فرمایا فقیروں کو اس سے کیا سروکار۔

بیعت

لوگوں کو حضرت بابا صاحب سے بیحد عقیدت تھی عوام و خواص کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا۔ بیعت کا سلسلہ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ بعض اکابر کا بیان ہے کہ آپ ہر شخص کو بیعت کر لیتے اور فاسق و فاجر کا امتیاز نہ کرتے تھے بیعت کے بعد اصلاح فرماتے اور مقاماتِ اعلیٰ تک پہنچا دیتے تھے۔

خلفاء

آپ کے خلفا کی تعداد بیحد ہے مشہور یہ ہیں۔ حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابر رح۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیا رح۔ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رح۔ حضرت جمال الدین ہانسوی رح۔ حضرت شیخ یعقوب رح ابن بابا شکر گنج

حضرت شیخ نظام الدین ابن بابا شکر گنج۔ حضرت شیخ بدر الدین سلیمان ابن بابا شکر گنج ؒ، حضرت شیخ شہاب الدین ابن بابا شکر گنج ؒ، حضرت شیخ نصیر الدین ؒ، حضرت شیخ بدر الدین اسحاق ؒ حضرت شیخ وہاب ؒ حضرت شیخ زین الدین ؒ حضرت شیخ علی شکر ریز ؒ، حضرت شیخ محمد سراج ؒ، حضرت شیخ جمال کامل ؒ، حضرت شیخ نجیب الدین متوکل ؒ برادر بابا گنج شکر ؒ، حضرت شیخ عارف ؒ، حضرت شیخ صابر ؒ، حضرت مولانا داؤد ؒ۔

سلسلۂ طریقت

شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین مسعود بابا گنج شکر ؒ کا سلسلۂ طریقت سلسلۂ عالیہ چشتیہ ہے جو سترہ واسطوں کے بعد حضرت رسالتِ مآب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

سلسلۂ طریقت

حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر ؒ وصال ۵ محرم ۶۶۸ ھ پاکپتن شریف

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ؒ ... وصال ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ ھ دہلی شریف

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ .... وصال ۶ رجب ۶۳۳ ھ .. اجمیر شریف

حضرت خواجہ عثمان ہارونی ؒ .... وصال ۶ شوال ...... مکہ معظمہ

حضرت خواجہ حاجی سید شریف الدین زندانی ؒ۔ وصال ۱۰ رجب ۶۱۲ ھ ... زندنہ

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی ؒ ... وصال یکم رجب ۵۲۷ ھ چشت افغانستان

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رح...... وصال ۲ رجب ۴۵۹ھ... چشت...

حضرت خواجہ ابو محمد محترم چشتی رح ...... وصال ۱۴ ربیع الاول ۴۱۱ھ چشت..

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رح ...... وصال ۲ جمادی الثانی ۳۵۵ھ چشت..

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رح ...... وصال ۱۴ ربیع الاول ۳۲۵ھ .. شام..

حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری رح ...... وصال ۱۴ محرم .... دینور...

حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین بصری رح وصال ۷ شوال ۲۸۲ھ... بصرہ...

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رح ...... وصال ۱۴ شوال ۲۰۷ھ.... بصرہ..

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رح ...... وصال یکم شوال ۱۶۲ھ.... شام..

حضرت خواجہ جمال الدین فیصل بن عیاض رح وصال ۲ ربیع الاول ۱۸۷ھ مکہ معظمہ

حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رح ...... وصال ۲۷ صفر ۱۷۶ھ.... بصرہ...

حضرت خواجہ حسن بصری رح ...... وصال ۲ محرم ۱۱۰ھ..... بصرہ..

حضرت سیدنا امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وصال ۲۱ رمضان..... نجف شریف

حضور سیدنا مولانا نبینا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ طیبہ

وفات

آخر عمر میں استغراق زیادہ بڑھا ہوا تھا شجرہ شریف کے مطابق حضرت خواجہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رح کا وصال سلطان میں پانچ محرم ۶۶۸ھ کو ہوا۔ آپ کا عرس مبارک ۲۰ ہے اور دس محرم تک جاری رہتا ہے۔

حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کی

ولادت باسعادت

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام رحہ اپنی تصنیف "انوار المشہود" میں تحریر فرماتے ہیں انیس ۱۹ ربیع الاوّل ۵۹۲ھ بوقت تہجد کے مخدوم علی احمد صابرؒ تولد ہوئے۔

جس وقت دایہ نے آپ کو دیکھا تو سر مبارک کعبۃ اللہ کی جانب تھا۔ دایہ نے غسل دینے کے واسطے بغیر وضو کے ہاتھ لگانے کا قصد کیا جسم میں آگ پیدا ہوئی اس کی وجہ سے توبہ کر کے خائف علیحدہ کھڑی ہوگئی۔ والدہ مخدوم علی احمد صابرؒ نے ہدایت کی کہ اے دایہ تجھکو معلوم نہیں ہے کہ یہ لڑکا اولاد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدّین ابو محمد سیّد عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے جلد وضو کرکے اور صلواۃ و استغفار پڑھ کر غسل کے واسطے ہاتھ لگا۔" دایہ نے حکم کی تعمیل کی اور غسل کے بعد کفنی پارچہ متبرکہ جدامجد نے پہنائی اور گود میں لیا۔

"انوار المشہود" میں تحریر ہے کہ مخدوم علی احمد صابرؒ نے چھ مہینہ اور چالیس دن کامل شیر والدہ نہیں پیا۔ آثار صبر و قناعت کے روز اوّل ہی سے شروع ہوگئے تھے۔ پھر اس کے بعد بابرکت اسم اعظم آپنے شیر نوش کیا۔ جب آپ ایک سال کے ہوگئے تو ایک روز کے بعد شیر نوش

فرماتے تھے۔ اور ایک روز صائم رہا کرتے تھے جب دوسرے سال میں شروع ہوئے تو دو روز کے بعد تیسرے دن شیر نوش فرماتے تھے اور دو دن صائم رہا کرتے تھے۔ اپنی تصنیف "انوار المشہود" میں حضرت علی احمد صابرؒ کے والد ماجد حضرت عبدالرحیم عبدالسلامؒ تحریر فرماتے ہیں ـــ کہ

"سات ربیع الآخر ۵۹۴ھ بروز سہ شنبہ بعد نماز صبح مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سانپ میرے اوپر آپڑا میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو سانپ مہیب شکل سر سے دُم تک دو ٹکڑے چرا ہوا پڑا تھا۔ اور قریب ہی علی احمد صابر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے والدہ علی احمد صابر کو جگایا اور دونوں ٹکڑے سانپ کے دکھائے۔

"والدہ علی احمد صابر نے بیان کیا کہ ابھی میں خواب میں دیکھ رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابرؒ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آج سے کوئی سانپ میرے اہل خاندان کو نہیں کاٹے گا اور نہ ہی سانپ کا زہر موثر ہوگا۔ میں نے سانپوں کے بادشاہ کو مار ڈالا ہے اور تمام روئے زمین کے سانپ مجھ سے خائف ہو کر عہد کر گئے ہیں۔

الحدیث

حی علی صلوٰۃ حی علی الفلاح

جو

صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ شام تک اللہ کے ذمہ میں ہے دوسری روایت میں ہے اللہ کا ذمہ نہ توڑو جو اللہ کا ذمہ توڑے گا اللہ اسے اوندھا کرکے جہنم میں ڈال دیگا

تذکرہ

حضرت شاہ شیخ فرید گنجشکر بابا صاحب مسعود العارفین قطبِ عالم اغیاث ہند کے تین صاحبزادوں کی وفات کا

اور تذکرہ

حضرت شاہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب اقطاب ہند کے جلال کا

حضرت شاہ شیخ فریدالدین گنج شکر بابا صاحب رح اپنی تصنیف "سر العبودیت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اکثر تبلیغی سلسلہ میں سفر میں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ سفر سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ ستائیس محرم الحرام سنہ ۶۱۱ھ بروز شنبہ بوقت زوال میرا بیٹا نعیم الدین جسکی عمر تین سال تھی مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ کے قریب آکر کواڑوں کے روزن میں سے جھانکنے لگا اسی وقت خون ڈالکر فوت ہوگیا۔

اور بتاریخ یکم صفر ۶۱۱ھ کو قریب نماز جمعہ کے فرزند فرید بخش جسکی عمر ایک سال کی اتفاقاً مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ کے چند قدم کے فاصلے سے حجرہ کی طرف منہ کرکے پیشاب کردیا۔ ایک خطرناک بچھو نے اس کے ڈنک مارا اور منہ سے خون جاری ہوگیا اور ایک پہر کے عرصہ میں جان بحق ہوگیا۔

میں نے یہ دونوں واقعات سن کر خدّام کو سخت ہدایت کی کہ تم نہیں جانتے

ہو کہ مخدوم علی احمد صابر برہنہ شمشیر ہے۔
جو بھی اس کے قریب ہو گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور جس پر اسکی نظر پڑے گی وہ ہدف تاوکِ قضا ہو گا۔ جس وقت وہ حجرہ سے باہر تشریف لایا کرے کوئی اسکے سامنے نہ جایا کرے۔ یہ حکم سن کر تمام خادم خائف ہو کر متنبہ ہو گئے۔
گیارہ دن کے بعد بتاریخ بارہ صفر ۶۵۰ھ بروز دوشنبہ کو فرزند عزیز الدین جسکی عمر بائیس سال کی تھی بغیر اجازت مخدوم علی احمد صابر کے لنگر خانہ میں جا کر ابو القاسم بھنڈاری سے کہا کہ آج ہم لنگر تقسیم کریں گے۔" ہر چند ابو القاسم بھنڈاری نے سمجھایا کہ یہ خدمت حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی ہے اور وہ حضرت بھی جلد تشریف لانے والے ہیں آپ بغیر ان حضرت سے اجازت حاصل کئے اس خدمت میں دخل نہ دیں۔
مگر عزیز الدین نے ابو القاسم بھنڈاری اور دیگر لوگوں کے سمجھانے پر بھی نہ مانے اور جواب دیا کہ ہمارے باپ کا لنگر ہے تم لوگ کیوں منع کر رہے ہو۔؟ یہ کہہ کر لنگر تقسیم کرنے لگے۔ ابو القاسم بھنڈاری نے لنگر کا ایک حصّہ چھپا کر حضرت علی احمد صابر صاحب کے تقسیم کرنے کے لئے رکھ لیا۔ عزیز الدین نے پہلا حصّہ تقسیم کرنے کے بعد وہ حصّہ بھی ابو القاسم بھنڈاری سے بہ جبر لیکر تقسیم کر دیا اور جا کر اپنی والدہ مجیب النساء ہمشیرہ شیخ ذکریا سندھی سے کہنے لگا کہ روزانہ علی احمد صابر لنگر تقسیم کیا کرتے تھے آج ہم لنگر تقسیم کر آئے۔ عزیز الدین کی والدہ نے جواب دیا کہ "خدا خیر کرے ابھی دو لڑکے تو نذر قضا کر چکے ہیں تو نے یہ کیا غضب کیا۔" یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابرؒ حسب معمول قدیم حجرہ سے باہر آئے اور ابو القاسم بھنڈاری سے حصّے تقسیم کرنے کیلئے طلب کئے ابو القاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ حضرت آج آپ کے بھائی میاں عزیز الدین لنگر تقسیم کر گئے ہیں۔
مخدوم علی احمد صابر نے دریافت کیا کہ کوئی حصّہ بھی باقی رہا ہے؟ ابو القاسم بھنڈاری

نے عرض کیا کہ حضرت کوئی حصہ باقی نہیں رہا۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ "وہ موذی باقی رہ گیا"۔ یہ کلمات حضرت مخدوم علی احمد صابر کی زبان سے صادر ہوتے ہی روح عزیزالدین کے جسم سے پرواز کر گئی اُس وقت عزیزالدین اپنی والدہ سے ہمکلام تھے گھر میں کہرام برپا ہوگیا۔ میں نے یہ سُن کر کہا کہ موذی کیوں خدمت مقررہ مخدوم علی احمد صابر میں بلا اجازت خلل انداز ہوا تھا کئے کا ثمر حاصل کیا۔

احوال
حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی والدہ صاحبہ کے ہرات سے آنے کا اور حضرت مخدوم علی احمد صابر کے عقد کا۔

حضرت بابا شاہ شیخ فرید گنج شکر صاحب اپنی تصنیف "سر العبودیت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ علیم اللہ ابدال نے مخدوم علی احمد صابر کی والدہ ماجدہ کے پاس شہر ہرات جا کر تینوں امور واقعات کی خبر کی اور والدہ مخدوم علی احمد صابر یہ احوال سن کر عذر ادا کرنے کے واسطے وہاں سے علیم اللہ ابدال کے ساتھ یہاں کیلئے روانہ ہوئیں منزل بہ منزل کی مسافت طے کرنے کے بعد بتاریخ انیس جمادی الاول ۶۱۰ھ بروز جمعہ بوقت عصر کے والدہ مخدوم علی احمد صابر مع علیم اللہ ابدال کے میرے مکان پر پہنچیں۔

مخدوم علی احمد صابر کو دیکھ کر مجھ سے رُو کر کہنے لگیں کہ بھائی میں نے تم سے بہت عاجزی سے عرض کیا تھا کہ میرے صابر کو بھوکا نہ رکھنا تم نے اس کے عوض ایک دن بھی کھانے کو نہیں دیا اور میرے بیٹے کو سات برس بھوکا رکھا۔

میں نے جواب میں کہا کہ تمہارے سامنے مخدوم علی احمد صابر کو لنگر تقسیم کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مخدوم علی احمد صابر کو طلب کر کے دریافت کیا کہ تم کو تو سارے

لنگر کے تقسیم کرنے کا اختیار دے دیا تھا تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا؟

مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ لنگر تقسیم کرنے کی خدمت پر مامور فرمایا تھا کھانے کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی جو میں لنگر میں سے کھانا کھاتا - یہ جواب سن کر میں نے مخدوم علی احمد صابر کی والدہ سے کہا کہ ہمشیرہ عزیزہ! خدائے عزوجل نے مخدوم علی احمد صابر کو کھانے کے واسطے پیدا نہیں کیا ہے تم کو خود معلوم ہے جو کچھ علی احمد صابر نے ایام شیر خوارگی میں صبر اختیار کیا ہے اور تم کو عالم رؤیا سے بھی احکام بیش خبری مخدوم علی احمد صابر کی عظمت و فضیلت کی معلوم ہو چکی ہے اور اب میں پھر تمکو بعض احوال سے جو عالم ظہور میں آنے والے ہیں جاہ و جلال مخدوم علی احمد صابر سے مطلع کرتا ہوں

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العارفین قطب عالم اغیاث ہند "سر العبودیت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے سوال عقد مخدوم علی احمد صابر کا میری دختر خدیجہ بیگم عرف شریفہ بنت بی بی خاتون دختر سلطان غیاث الدین سے کیا۔

میں نے ہر چند سمجھایا کہ مخدوم علی احمد صابر شادی کے قابل نہیں ہیں اس کو غلبہ کیفیت جذب سے اتنی فرصت نہیں ملتی ہے کہ حواس عالم امکاں کے اس پر طاری ہوں اور مخدوم علی احمد صابر مراسم زوجیت کے بجا لائیں۔

والدہ مخدوم علی احمد صابر نے جواب میں کہا کہ میں بیوہ ہوں اور میرا بیٹا یتیم ہے اس باعث تم کو اپنی دختر کا عقد مخدوم علی احمد صابر کے ساتھ منظور نہیں ہے یہ گفتگو سن کر میں نے اجازت رسوم نسبت کی دی اور کہہ دیا کہ تم کو اختیار ہے چنانچہ بتاریخ اکیس شوال ۶۱۲ھ بروز چہار شنبہ قبل نماز مغرب نکاح مخدوم علی احمد صابر کا منعقد ہوا۔

شب کو والدہ مخدوم علی احمد صابر نے خلاف معمول مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ میں

چراغ روشن کیا

اور دلہن کو حجرہ میں پہنچا دیا اور خود حجرہ کے دروازہ کے باہر بیٹھی رہیں اور نوعروس حجرہ کے اندر بحضور مخدوم علی احمد صابر دست بستہ کھڑی رہی۔ جب وقت تہجد کے مخدوم علی احمد صابر کو مراقبہ فنا سے فرصت ملی۔ مخدوم علی احمد صابر نے دیکھ کر عروس سے کہا "کون ؟" عروس نے جواب دیا کہ "آپکی زوجہ"!! مخدوم علی احمد صابر نے کہا "خدا تو فرد ہے زوجہ سے کیا کام؟؟

اُسی وقت زمین سے آگ پیدا ہوئی

کہ تمام جسم عروس کا جل کر خاک کی ڈھیری ہو گیا۔ والدہ علی احمد صابرؒ یہ گفتگو سن کر چاہا کہ جا کر مخدوم علی احمد صابر کو سمجھاؤں۔ اس سے پہلے کہ وہ حجرہ کی زنجیر کھول کر اندر جاتی کیا سے کیا ہو چکا تھا۔

حجرہ کے اندر پہنچکر مخدوم علی احمد صابر کی پشت پر دونوں ہاتھ مارے اور کہا کہ "میں تیرے ماموں کو کیا جواب دونگی۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ "میں نے کیا کیا ہے" انکی والدہ نے جواب دیا کہ میں نے تیرا نکاح آج تیرے ماموں کی دختر سے کرایا تھا اور عروس کو تیرے حجرہ میں لائی تھی تو نے اسکو جلا دیا یہ خاک کی ڈھیری موجود ہے۔"

مخدوم علی احمد صابرؒ نے جواب دیا اور کہا کہ مجھکو بالکل علم اس امر کا نہیں ہے اسی دن سے والدہ مخدوم علی احمد صابر بیمار رہنے لگیں آخر کار انھیں دق ہو گئی تھی۔ بتاریخ ۲ محرم سنہ ۶۱۴ھ بروز جمعہ بعد مغرب کے والدہ مخدوم علی احمد صابر کی وفات ہوئی۔ صبح شنبہ کو جب مخدوم علی احمد صابر لنگر تقسیم کرنے کیلئے حجرہ سے باہر آئے ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کی کہ شب کو حضور کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور جنازہ قبرستان کی طرف جا رہا ہے حضور بھی نماز جنازہ میں شریک ہوں۔ مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ لنگر

خدا سے زیادہ والدہ عزیز نہیں ہیں۔ وہاں جناب بابا صاحب کا ہونا کافی ہے۔ اور لنگر تقسیم کر کے جو مخدوم علی احمد صابر اپنے حجرہ میں چلے گئے تو پھر ان کو استغراق سے فرصت نہیں ملی جو لنگر تقسیم کرنے حجرہ سے باہر آتے۔ بروز شب برات سنہ ۶۱۳ھ مرقوم الصدر یوم الجمعہ تک ابو القاسم بھنڈاری نے لنگر تقسیم کیا تیرہ سال سات مہینے گیارہ یوم لنگر تقسیم ہوا

وفات

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر اقطاب ہند سلطانِ اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا وصال عین حالت سماع میں بعہدِ سلطان جلال الدین خلجی ۱۲ / ربیع الاول بروز جمعرات سنہ ۶۹۰ھ بوقت مغرب ہوا۔

مزار مبارک کلیر شریف (بھارت) میں ہے آپ کا عرس مبارک ۵ / ربیع الاول تا ۱۳ / ربیع الاول تک بڑے اہتمام سے منعقد ہوتا ہے جس میں برصغیر پاک و ہند سے بے پناہ عقیدت مند و مشائخ شرکت کرتے ہیں اور آپ کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

الحدیث

نماز پنجگانہ ادا کرنے والوں کی تمام خطاؤں
کو رب کریم محو فرما دیتا ہے

(بخاری مسلم)

حضرت شاہ

علاؤ الدّین شاہ ولایت

رحمۃ اللہ علیہ

کتاب "قلمی اسرار الابرار" مولفہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جو ۱۱۰۰ھ میں لکھی گئی ہے حضرت شاہِ ولایت کے حالات اس طرح لکھے گئے ہیں۔

حضرت شاہِ ولایت کے والد ماجد سیّد سلیمان بن سیّد حسن الحسینی رحمۃ اللہ علیہما مدینہ منورہ سے بتقریب سیاحت ہندوستان تشریف لائے اور رودولی شریف میں کچھ عرصے قیام فرمایا۔ ان کے کمالات پر وہاں کے لوگ فریفتہ ہو گئے اور مفارقت کو پسند نہ کیا لہٰذا آپ نے رودولی میں چند نکاح کئے اولاد ہوئی۔ چاند بی بی رحمۃ اللہ علیہا سے شاہ علاؤ الدین تنہا پیدا ہوئے۔

جب آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا تو عمر شریف کچھ کم بارہ سال تھی عزیز اقربا اور علاقی بھائیوں نے جائداد پر جھگڑا کیا آپکی والدہ ماجدہ کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ میرا بیٹا اس ناپئدار دولت کے صلے میں ضائع نہ ہو جائے۔ لہٰذا ترک قیام کر کے ہمراہ اپنے لخت جگر کے مکہ معظمہ تشریف لے گئیں۔ اور کئی بار حج ادا کئے اور وہیں رحلت فرمائی اب حضرت سیّدنا علاؤ الدین تنہا رہ گئے بجز سایۂ الٰہی اور کچھ

نظر نہ آیا۔ اور آپ طلب علم میں مصروف ہو گئے ہر شہر و دیہہ میں بلادِ عرب تشریف لے جاتے اور جو کچھ حاصل ہوتا نہایت توجہ سے حاصل فرماتے۔ پھر ملک عجم فارس و خراساں زیارت مشاہد و بزرگان سے مشرف ہو کر عازم ہندوستان ہوئے اور دارالعلم شہر دہلی میں داخل ہوئے اور جناب مخزن علوم ظاہر و باطن مولانا شیخ لادن جو اولادِ حضرت مخدوم شیخ عماد الدین رح کے تھے۔ تفسیر قرآن و حدیث اور سود نثر حقیقت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح کی روح سے بھی استفادہ فرمایا بعد تکمیل ایک کیفیت جذب بعد سلوک پیدا ہو گئی۔

حضرت مخدوم علاؤالدین شاہ ولایت رح

بھی منجملہ اقطاب وقت سے تھے۔ جن کی ذاتِ گرامی سے ایک عالم کو فیضِ ظاہری و باطنی ملتا تھا۔ شیخ ابوالفضل، آئین اکبری میں حضرت شاہ ولایت کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ میرے والد حضرت ملا مبارک، سنہ ۹۵۰ھ میں آگرہ آئے اور خدمت میں حضرت شیخ علاء الدین مجذوب کشف و صدور کشف قبور کامل تھے۔ ان کی صحبت میں ملا مبارک موصوف رہے اور حضرت شاہ ولایت نے مستی و ہوشیاری کی حالت میں ارشاد فرمایا کہ خدا کا حکم ہے کہ اس شہر آگرہ میں ٹھہرو اور سفر چھوڑ دو خداوند کریم تم کو نہایت عزت و برکت دے گا چنانچہ اس بشارت اور اشارات سے والد کو اطمینان ہوا۔

حضرت شاہ علاءالدین شاہِ ولایت رحمتہ اللہ علیہ دربارِ شاہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے خلعت و قطبیت عطا ہوئی اور آپ آگرہ تشریف لائے اور دریائے جمنا کے کنارے مقیم ہوئے۔ ہر دم قرآن شریف میں استغراق تھا۔ اور ایسا کیف بڑھا ہوا تھا کہ ہر سوال کا جواب الفاظِ قرآنی سے فرما دیتے۔ سبحان اللہ جن لوگوں کو کششِ الہٰی نے توفیق دی ہے ان کا یہی حال ہوتا ہے کہ ہر چیز ان کے حکم پر اور خواہش پر خدمت کرتی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ ہمارا بندہ جب نزدیک ہوتا ہے تو وہ جو کچھ کہتا یا سنتا ہے وہ سب ہم ہی کہتے ہیں اور سنتے ہیں۔ بوجہ صفائے باطنی یہ حالت تھی جو شخص جس زبان میں گفتگو کرتا تھا۔ آپ اسی زبان میں جواب دیتے تھے۔ صوفیہ حضرات نے لکھا ہے کہ جب صفائی سینے کی ہو جاتی ہے تو نا معلوم چیزیں بھی معلوم ہو جاتی ہیں۔ حضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ امیر دل غریبوں میں سے کسی کو اپنی خدمت کا کبھی حکم نہ دیتے اور اگر ضرورتاً ایک پانی کی مشک بھی لیتے تو دام اس کو فوراً ادا کر دیتے۔

جس سال بابر بادشاہ بیمار ہوا

تو لوگوں نے مشورہ کیا کہ حضرت شاہِ ولایت اگر دعا کریں گے تو ضرور صحت ہو جائے گی چنانچہ آپ کو بلایا۔ آپ نے فرمایا کہ اب وقت آخر ہے دعا سے کیا ہوگا چنانچہ بادشاہ نے رحلت فرمائی۔ ناعاقبت اندیشوں نے کہا کہ اگر شاہ صاحب مسیحائی کریں تو مکرر زندگی بادشاہ کی ہو جائے

گی۔ چنانچہ آپ کو دوبارہ بلایا۔ ابھی قاصد راستہ ہی میں تھا کہ آپ وہاں سے چلدئے اور اُسی وقت کول علی گڈھ پہنچ گئے۔

فقراء کے حال میں اس کو طی الارض کہتے ہیں یعنی کئی دن کا راستہ چند منٹ میں انسان طے کر جائے۔ چنانچہ جب علی گڈھ سے سوار آئے تو انہوں نے تلاش کرنے والوں کو بتایا کہ آج صبح ہم نے شاہ صاحب کو علی گڈھ میں فلاں مقام پر دیکھا ہے۔ چنانچہ کچھ روز آپ کا قیام علی گڈھ میں رہا۔

حضرت شاہ ولایت المعروف علاول بلاول رحمتہ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت رکھنے والے آگرہ سے علی گڈھ پہنچے اور حضرت شاہِ ولایت سے نہایت اصرار کیا کہ حضرت آگرہ تشریف لائیں چنانچہ ہمایوں کے عہد میں آپ آگرہ آئے اور ایک ویران مقبرہ گنبد دار جو شکستہ پڑا ہوا ہے اس کے قریب حضرت شاہ صاحب نے قیام فرمایا اور کمالات وبرکات کا دربار گرم ہوا۔

تمام اہل کمال اور اولیاء اس دربار سے عہدہ پاتے تھے اور علی حسب مراتب فیضیاب ہوتے۔ جب شہرت آپکی ہوئی تو سید حبیب علی حلقۂ قلندران سید میراں حسینی جن کا نام سید جعفر حسین معروف بہ سید حسینی نے کہا کہ اب حضرت شاہ ولایت یہاں تشریف لے آئے ہیں سب طالبان قلندریہ کو ان سے فیض لینا چاہئے ورنہ یہ وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔ چنانچہ اکثر قلندر اور سالک حضوری میں رہتے اور جس میں حسب طلب کامل ملاحظہ فرماتے تو پھر اس کو کچھ عطا کر دیتے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۔ اخبار الاخیار میں اپنے چچا کا

قصہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ کسی پریشانی میں آگرہ تشریف لائے اور کسی نذر کے خواہش مند تھے کہ آیا قرآن ختم کردں یا کچھ اور کردں جس سے نذرِ اللہ پوری ہو جائے اس سلسلے میں فکر مند تھے لوگوں سے حضرت شاہ ولایت کا ذکر سنا اور دہلی میں بھی سنا تھا کہ شاہ صاحب کشف میں بے نظیر درویش ہیں لہذا منڈی حجام جہاں آپ کا قیام تھا تشریف لائے دیکھا حضرت کھڑے ہیں۔ دیکھتے ہی فرمایا کہ بابا قرآن شریف کا ختم سب سے اچھا ہے اور نہایت تواضع سے پیش آئے۔

حکایت

مبارک خاں سوری جو شیر شاہ بادشاہ کا چچا تھا اکثر دربارِ شاہ ولایت میں حاضر ہوا کرتا تھا ایک دن اس کے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب کس خاندان میں خلیفہ ہیں آپ نے فوراً فرمایا کہ اے مبارک خان میرے والد حضرت شاہ سلیمان عارف قدس سرہٗ بلا واسطہ مرید بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں جب والد صاحب کا وصال قریب ہوا تو میری والدہ نے گھبرا کر دل میں سوچا کہ بعد وفات دیکھئے کیا پیش آئے حضرت والد ماجد نے مجھے فوراً بلا کر ہاتھ تھاما اور عمامہ مبارک میرے سر پر رکھ کر اپنا جانشین فرمایا والد ماجد کے وصال کے بعد والدہ ماجدہ مجھ کو مدینہ منورہ مکہ معظمہ لائیں۔

وہاں میں نے صحبت مشائخ اور بزرگ لوگوں کی ملکِ عرب میں سفر کے دوران پائی اور تمام علماء اور فضلاء سے فیض حاصل کیا تب اس درجہ پر

خداوند کریم نے مجھ کو پہنچایا جس کو تم دیکھ رہے ہو۔

آپ کی تشریف آوری اور قیام پر تمام لوگوں نے منڈوی کی زمین علاوہ مصارف مقررہ شاہی سلاطین لودھیہ کے حضرت کے واسطے مدد معاش مقرر کردی اور خانقاہ معہ چار دیواری اور باغ اور دروازہ پختہ درگاہ اور کنواں پختہ تعمیر کرایا۔

تذکرہ تعمیر مسجد

اور حسب ارشاد حضرت صاحب والد شیخ چندن نے ایک مسجد جو حلال طیب مال سے تعمیر ہوئی اس کا قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص حضرت کے حاشیہ نشینوں میں بیٹھا کرتا تھا ایک روز اس نے کہا کہ میرا مقصد ہے کہ مسجد حضور کے پاس تعمیر کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا۔

چنانچہ وہ روزانہ تعمیر کراتا اور رات کو سب زمین کے برابر ہو جاتی۔ اس نے حضرت شاہ ولایت کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خانۂ خدا کو حلال مال سے بنوانا چاہیے۔ اس نے عرض کیا کہ جناب روپیہ صیب کہاں سے لاؤں۔ ارشاد ہوا کہ فلاں جگہ تمہارے گھر میں دفن ہے چنانچہ روپیہ نکالا اور مسجد تیار کرائی۔ جب مسجد تعمیر ہو چکی تو حضرت نے ملاحظہ فرمائی اور کہا کہ اس قدر بلند اس کے در ہیں۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجد کی تعظیم نہ کریں گے اور اونٹ گھوڑے باندھیں گے لہذا اس کے در نیچے ہونے چاہئیں اور اپنے سر پر لیجا کر مٹی ڈالنا شروع کی۔ پھر تو تمام حاضرین دربار امیر و غریب و فقیر نے سب ٹوکریاں بھر کر ڈالتے تھے یہاں تک کہ

اس قدر چھوٹے در ہو گئے کہ جھک کر جانا پڑے اور پھر آپ نے دعا فرمائی کہ اے خدا جو شخص اس مسجد میں نماز پڑھے اس کی نجات کیجیو اور بہشت دیجیو۔

ابراہیم لودھی

کے اہل عملہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضرت شاہ ولایت کی مدد معاش بہت زیادہ مقرر ہے حالانکہ حضرت کا ذاتی خرچ کچھ نہیں ہے سب قلندر کھاتے اڑاتے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بند کر دیا جائے جب شاہ صاحب کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ ہم نے اس کی بادشاہی چھین لی مغل کو دے دی چنانچہ اسی سال بابر نے ابراہیم لودھی کو مار کر ملک لے لیا۔

شیخ حاتم سنبھلی

جو علمائے زمانہ میں مشہور تھے حضرت شاہ ولایت کی کرامت و عدم پابندی نماز سنکر اس غرض سے حاضر ہوئے کہ فہمائش کروں گا۔ جب حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ اے حاتم پابندی احکام ظاہر اس وقت تک ہے جب تک انسان عقل ظاہر اور باخود رہے اور جب بے خود ہو گیا تو شرعاً مرفوع القلم ہے شیخ موصوف سنکر حیرت میں ہو گئے اور نہایت اپنی کم فہمی پر نادم ہوئے اور دل میں سخت معتقد ہوتے کہ علاوہ علوم باطنی کے حضرت کو علوم ظاہر بھی کامل ہے اور بعض مشکل مسائل عقلیہ بیان فرماتے کہ جن کو شیخ موصوف لاینحل جانتے تھے پس شیخ بزمرۂ خدام و معتقد داخل ہوتے اور فیضیاب ہوتے

حکایت

ہمایوں بادشاہ کو شیر خاں سوری سے مقابلہ کی پریشانی ظاہر ہوئی تو اس نے عماد الملک اور محترم بیگ اور بندو بیگ اور خان خانان بیرم اور نور بیگ جو امرائے دربار بادشاہی تھے ان سب کو واسطے دعائے فتح خدمت میں حضرت شاہ ولایت کے بھیجا یہ لوگ خدمت میں آئے تو فوراً فرمایا کہ بابا دو مہینہ سے برابر کہہ رہا ہوں کہ تم لوگ چند سال کے لئے اپنے وطن چلے جاؤ اور ہم بھی آگرہ سے نکل جاتے ہیں اور قرآن شریف کو گردن میں ڈال کر پرگنہ باڑی ریاست دھولپور چلے گئے جس وقت ہمایوں کو شکست ہوئی تو خود حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ روٹی توے پر رکھی ہوئی ہے اس کو واپس آکر کھانا اور ہانڈی سے ایک روٹی بادشاہ کو دی ہمایوں نے تبرک سمجھ کر لے لی اور کابل چلا گیا۔

جب حضرت باڑی میں تھے تو آگرہ سے خدام و معتقدین خدمت میں حاضر ہوتے اور نہایت اصرار کیا کہ حضور آگرہ تشریف لے چلیے چنانچہ آپ آگرہ تشریف لائے اور ہمایوں چلا گیا تھا۔

سلیم شاہ بادشاہ

کے زمانے میں قوتیں اس درجہ بڑھیں کہ ہر ایک کو دعویٰ سلطنت ہو گیا اور سلیم بادشاہ کی گرفتاری کے مشورے ہونے لگے۔ بادشاہ کو معلوم ہو گیا عمدۃ الملک دولہ خان سے اس بھید کا ذکر کیا اس نے کہا کہ ظاہری تدبیر تو بادشاہ کر سکتا ہے مگر فقراء سے رجوع کرنا مناسب ہے

حضرت شاہ علاول بلادل رحمتہ اللہ علیہ صاحبِ ولایت ہیں ان کی خدمت میں جایئے اور دریافت کیجئے۔ بادشاہ روانہ ہوکر دربار میں حاضر ہوا۔ اور نمک حرام لوگ بھی اس خبر سے حاضر ہوئے مگر مسجد کے پیچھے بیٹھے رہے سلیم شاہ بادشاہ نے پچاس بیڑہ پان سامنے رکھے اور سوچا کہ اگر چار بیڑہ پان حضرت مجھ کو دیں گے تو میں سمجھوں گا کہ چاروں دشمنوں پر فتح ہوگی۔

حضرت شاہ ولایت اس وقت تلاوت قرآن کر رہے تھے آپ نے فوراً یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ ط یعنی خدا کا حکم ہے کہ ہم نے تجھ کو زمین پر بادشاہ کیا انصاف کرتے رہنا۔ اور رومال پان کا واپس دیا اس میں چار بیڑہ رکھے تھے دولہ خان نے کہا کہ اب مراد پوری ہوئی فوراً چلدیجئے ایسا نہ ہو کہ جذب غالب ہوکر خلاف مقصود منہ سے نہ نکل جائے۔ بادشاہ اٹھا اور سلام کر کے چلا گیا۔

باغی لوگ مسمٰی جلال خاں اور سعید خاں نیازی اور خواص خان جو مسجد کے پیچھے بیٹھے تھے حاضر ہوئے اور دولہ خان پوشیدہ کھڑا رہا کہ حضرت کا ارشاد کیا ہوتا ہے۔

جلال خان کو یہ خیال تھا کہ اگر میں بادشاہ ہو جاؤں تو درگاہ کے لیئے بہت کچھ وظیفہ مقرر کردوں گا۔ حضرت شاہ ولایت نے ان سے کہا کہ مالک سے نمک حرامی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ بات خدا کو پسند نہیں۔ چلا جا اور بادشاہ سے معافی مانگ خواص خان اور سعید خان سے ارشاد ہوا کہ تم پر پہاڑ گریگا۔ چنانچہ دولہ خان نے سنکر بادشاہ کو اس فرمان

سے اطلاع دی اور بشارت فتح و اقبال سے سلیم بادشاہ کو اطمینان ہوا۔
ان باغیوں نے حضرت کے ارشاد کو مجذوب کی بڑ خیال کر کے بادشاہ سے مقابلہ کیا میدانِ جنگ میں جلال خان گرفتار ہوا۔ سعید و خواص پہاڑ کی طرف بھاگ کر تباہ و برباد ہو گئے۔

حکایت

شیر شاہ بادشاہ نے جب کالنجر فتح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت شیخ کبیر جو اولادِ بابا فریدؒ سے تھے اور اپنے مرشد سید خلیلؒ ان دونوں کو معہ نذرانہ اشرفیوں وغیرہ کے واسطے دعائے فتح کالنجر خدمت میں شاہ علاول بلاول رحمۃ اللہ علیہ کے بھیجا جب شیخ موصوف حاضر ہوتے اور نذر پیش کی تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ پہاڑوں پر خدا کا غضب ہے۔ آگ میں جلتے ہیں اور وہ بھی جلنے کو جاتا ہے۔ اور اشرفیاں ان کے سر پر پھینک دیں جب شیر شاہ سے یہ واقعہ کہا تو اس نے باور نہ کیا اور کالنجر پر فوج لے گیا اور خود بھی جل کر مر گیا۔

دورِ مغلیہ

ایک روز مبارک خان حضوری میں بیٹھا تھا دیکھا کہ حضرت شاہِ ولایتؒ قدم زمین پر زور زور سے جما رہے ہیں۔ مبارک خان نے تعجب کیا۔ آپ نے فرمایا وہ مغل آ گئے سندھ پہنچے لاہور بھی آ گئے۔

دکن اور دہلی اور بنگالہ فتح کر لیا۔ آگرہ میں بھی داخل ہوئے گو یا نصیر الدین ہمایوں اور اس کے خاندان کی سلطنت کا پھیلاؤ بیان فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ظاہر ہوا کیونکہ ایک روٹی جو ہمایوں کو دی تھی اس کا یہ ہی مطلب تھا کہ ایک ہی سلسلہ میں مدتوں بادشاہی رہے گی۔ آخر سلاطین مغلیہ شاہ ظفر پر ۱۸۵۷ء میں ختم ہوئی۔

حکایت

شیخ نظام قدس سرہ جو مرید حضرت خواجہ خانون رحمتہ اللہ علیہ کے تھے جب درجہ خدمتِ شیخ کا طے کر چکے تو ارشاد ہوا کہ حضرت شاہ ولایت المعروف علاول بلاول رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آگرہ جاؤ وہاں سے تم کو کوئی منصب ملے گا اور باادب اور حسنِ عقیدت کی تاکید فرمائی راستہ میں ایک شخص آپ کے ہمراہ ہو گیا اس نے کہا کہ میں تو جب اعتقاد کروں گا جب حضرت صاحب مجھ کو مچھلی چاول عنایت کریں۔ شیخ نظام نے کہا کہ امتحان کرنے والا مردود ہوتا ہے بجائے فائدے کے نقصان ہو گا۔ الغرض جب خدمت شریف میں آئے تو آپ نے نہایت محبت سے شیخ کو اپنے پاس بٹھایا اور اتفاق سے مچھلی اور چاول تحفہ میں اسی وقت آئے آپ نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا کہ لے اور چلا جا تیرا مطلب اسی قدر تھا وہ ہو گیا۔ اور حضرت نظام کو فرمایا کہ نارنول تمہارے سپرد کیا گیا وہاں جاؤ اور کام کرو چنانچہ حضرت نظام وہاں گئے اور تمام مخلوق کو اپنے فیض سے سیراب فرماتے رہے۔

حکایت

حضرت شیخ ابنؒ رحمتہ اللہ علیہ کو شیخ علاؤ الدین موج دریا نے جو دہلی میں صاحب کرامت تھے۔ آگرہ بھیجا اور فرمایا کہ ہم نے تم کو آگرہ کا حاکم کیا جس وقت شیخ موصوف آگرہ آئے تو حضور شاہ ولایت کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ آگرہ میں حکومت آسان نہیں۔ چنانچہ شیخ ابن سخت بیمار ہو گئے اور نادم اور تائب ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت شاہ ولایت نے شفقت فرمائی اور امروہہ کا صاحب ولایت مقرر کر کے بھیجدیا اور اپنی کملی دے دی کہ اس پر بیٹھ کر جو حکم دوگے وہ ہو جائے گا چنانچہ شیخ ابنؒ امروہہ میں نہایت کمال اور صاحب کشف حال مشہور ہیں۔

۸ / ذیقعدہ سنہ ۹۵۳ھ میں حضرت مولانا شاہ علاؤ الدین شاہ ولایت المعروف علاول بلاول رحمتہ اللہ علیہ واصل بحق ہوئے آپ کا اپنا آستانہ مبارک آگرہ میں نائی کی منڈی کی گھنی آبادی میں واقعہ ہے آج بھی لوگ بلا لحاظ مذہب و ملت آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ ۸ / ذیقعدہ کو آپ کا عرس مبارک نہایت اہتمام کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

حضرت شاہ ولایت جو حاشیہ مزار پر مرقوم ہے وہ یہ ہے

علاؤ الدین مجذوب آں خرد مند
کز وگشتے روا مقصود طلب

بناگہ شد نہاں از چشم مردم
چو نورے تو شود از دیدۂ محجوب

چو گفتم چیست تاریخ وصالش
خرد گفتا علاؤالدین مجذوب
سنہ ۹۵۳ھ

حضرت شاہ علاؤالدین شاہِ ولایت کا نام مشہور شاہ علا دل بلاول رحمتہ اللہ علیہ کتابوں میں دیکھا گیا مگر وجہ معلوم ہو سکی ۔ اگر علاء ؤالدین کا مخفف علا دل ہو تو بلاول صرف قافیہ کے طور پر سمجھا جائے جیسے روٹی ، ووٹی وغیرہ بولتے ہیں مگر نام میں ایسا لفظ ہونا خلافِ ادب ہے ۔

شاید یہ وجہ ہو کہ علا دل بلاول بادشاہ دہلی علاؤالدین خلجی کا لقب تھا اور وہ نہایت عظیم الشان بادشاہوں میں ہوا ہے اور اس کا یہ تصرف مشہور تھا کہ غنیم کے مقابلے میں باوجود قلیل فوج ہونے کے ہمیشہ اس کو فتح ہوتی تھی چنانچہ حضرت خسرو رحمتہ اللہ علیہ نے فتوح الغیب وغیرہ میں لکھا ہے اس لئے اس کا نام نقل ہو کر حضرت شاہ ولایت کے نام کو بوجہ تصرفِ شاہی رکھ دیا گیا ۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ

آپ کا اصل اسم مبارک حضرت حاجی حافظ مخدوم شیخ الکبیر

محمد عثمان مروندی رح لقب لعل شہباز قلندر رح آپ کی ولادت باسعادت قصبہ مروند میں ۵٦١ھ مطابق ١١٧٧ء میں ہوئی۔ آپ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے اکابر اسلام اور مشائخ عظام میں ہوتا ہے آپ ایک ایسے دلوانۂ توحید اور پروانۂ رسالت ہیں جن کی ذاتِ گرامی کی بدولت مروند سے سیوھن تک کی فضا ضیائے وحدت اور انوارِ محمدی سے معمور و منور ہوئی۔

آپ کے مورث اعلیٰ عراق سے ہجرت کر کے مشہد میں قیام کرتے ہوئے مروند آئے تھے ان کا سلسلۂ نسب بارہویں پشت میں حضرت اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق سے جا ملتا ہے خداوند کریم نے آپ کو مادر زاد ولی پیدا فرمایا تھا۔

آپ کے والد ماجد سید کبیر الدین رح بھی اپنے دور کے بڑے کامل بزرگ کہلاتے اور والدہ ماجدہ مروند کے حاکم سلطان شاہ کی صاحبزادی تھیں اور بڑی عابدہ خاتون تھیں لال شہباز قلندر رح کمسنی ہی میں سایۂ پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ کی تعلیم و تربیت والدہ کی نگرانی میں مکمل ہوئی۔ چونکہ آپ بہت ذہین واقع ہوتے تھے اس لئے آپ نے صرف سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور فارسی و عربی کی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی تھی۔ آپ کمسنی ہی میں عالم کیف و مستی میں رہا کرتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے جلال ٹپکتا رہتا اور جو کچھ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلتا وہ فوراً پورا ہو جاتا اس لئے آپ مستجاب الدعوات بھی کہلاتے۔

کم عمری میں آپ شیخ جلال رح مجرد کے مریدوں اور معتقدوں میں رہنے لگے اسی اثنا میں مرشد کے ایک جلیل القدر بزرگ حضرت بابا شیخ ابراہیم رح قادری کو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے خواب میں بشارت دی کہ سید عثمان کی طرف توجہ دیں اور اسے راہِ سلوک کی منازل طے کرائیں۔

حضرت شیخ ابراہیم آپ کے پاس آئے اور ایک ہی نظر میں آپ کو پہچان لیا اور اپنے سینے سے لگایا اور روحانیت کا ایک راز منتقل کر دیا۔ اس کے بعد آپ حضرت بابا شیخ ابراہیم رح کے ساتھ رہنے لگے پھر آپ پر طریقت و معرفت کے وہ راز منکشف ہونے لگے جو آپ کی نظروں سے ابھی اوجھل تھے۔ ایک سال تک اپنے پیر و مرشد کے پاس رہنے کے بعد آپ کو حضرت شیخ بابا ابراہیم قادری رح نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ اور نشانی کے طور پر ایک پتھر سنگِ ستون عنایت کیا جو آپ ہمیشہ اپنے سینہ پر لٹکائے رہتے تھے اور وہی پتھر آپ کے مزار پر سرہانے کی جانب نصب ہے۔

کچھ عرصہ آپ حضرت شیخ منصور کی خدمت میں بھی رہے وہاں سے بھی آپ کو کافی فیض حاصل ہوا۔ اس کے بعد آپ ایران تشریف لائے اور حضرت امام رضا کے مزار پر حاضر ہوئے اور آپ نے چالیس دن کا چلّہ فرمایا۔ چلّہ کے اختتام پر آپ کو بشارت ہوئی کہ اب تم غوث الاعظم کے مزار اقدس پر حاضری دو لہذا آپ بغداد شریف کے لئے روانہ ہو گئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر

حاضری دی اور دن رات عبادت ریاضت میں مصروف رہے اور
بارگاہِ غوث الاعظم سے کافی فیض و برکات حاصل کئے۔

اس کے بعد حضرت سید عثمان مروندیؒ حج کے لئے مکۂ معظمہ
پہنچ گئے حج سے فارغ ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے روضۂ مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ پہنچ گئے یہاں آپ
گیارہ ماہ تک رہے اور رسول اللہ کی قربت اور برکتوں سے فیضیاب
ہوتے رہے پھر آپ کو ایک روز رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم
دیا کہ اے عثمان ہندوستان میں اللہ کے بندے تمہارے منتظر ہیں۔
ان کی ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں مقرر کیا ہے وہاں جاؤ اور وہاں کے
لوگوں کو دینِ اسلام کی دعوت سے فیض پہنچاؤ۔ لہٰذا دوسرے ہی
دن آپ آخری بار روضۂ رسول اکرمؐ پر حاضر ہو کر الوداعی سلام پیش کیا
اور مکۂ معظمہ کی طرف چلدئے یہاں آپ نے دوسرا حج کیا اور پھر عراق
ایران، اور مکران ہوتے ہوئے ملتان پہنچے۔ کیونکہ ملتان ان دنوں صوفیائے
کرام و بزرگان دین کا مسکن تھا اور یہاں حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ
حضرت بابا فرید شکر گنجؒ اور حضرت شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ملاقات
ہوئی اور حضرت لال شہباز قلندرؒ یہاں کافی عرصہ رہے اور ان لوگوں
سے کافی فیض صحبت پایا۔ بعد میں چاروں بزرگ چار یار کے نام سے
مشہور ہوتے۔ اور یہاں پر بھی آپ کو حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ
نے خرقۂ خلافت عنایت کیا تھا۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ

صیحح معنوں میں پانی پت میں ہی شہباز بنے۔ باز۔ شاہین۔ عقاب۔ دراصل صوفیانہ اصطلاحات ہیں ان سے مراد فضائے بسیط میں آزاد پرواز کے ہیں۔ فضائے بسیط موجودات عالم ہے۔ پرواز۔ فکر و نظر اور مشاہدہ ہے۔

حضرت لال شہباز قلندر کو حضرت بوعلی شاہ قلندر نے بھی خرقۂ خلافت اور کلاہ چارترکی سے نوازا۔ اور سہوستان (سیوھن) کی کفر آلو دتاریک فضاؤں میں اسلام کی شمع روشن کرنے اور کتاب اللہ کا پیغام عام انسانوں تک پہنچانے کے لئے سندھ جانے کا حکم دیا۔

آپ کو حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ سے بہت عقیدت تھی۔ اور آپ جب بھی بوعلی شاہ قلندرؒ کا ذکر کسی کے سامنے کرتے تو بڑے ادب واحترام کے ساتھ کیا کرتے تھے اور بعض اوقات تو فرطِ جذبات سے آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے اور کچھ ایسی مستی و بے خودی طاری ہوجاتی کہ دیکھنے والے سمجھتے کہ آپ ابھی رقص کرنے لگیں گے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ اگر مشکلات اور پریشانی میں کوئی اللہ سے حضرت بوعلی شاہ کے واسطے سے دعا مانگے تو خداوند قدوس کی بارگاہ میں ضرور مقبول ہوتی ہے اور میں نے کئی مرتبہ مصائب کے وقت ایسا کیا ہے اور خدا نے ہر بار میری دعا کو شرفِ قبولیت بخشا ہے

سیوھن میں آمد

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی آمد سے قبل سیوھن جو بت

پرستی وکفر اور برائیوں کا مرکز تھا اور بدکاری اپنے نقطہ عروج کو پہنچی ہوئی تھی۔ جب شہر کے لوگوں کو آپ کی آمد کی اطلاع پہنچی کہ ایک درویش سرخ کپڑے پہنے ہوئے ہے اور اس نے شہر کے باہر پڑا ڈال لیا ہے اور وہ دین اسلام کی تبلیغ کے لئے پہنچا ہے تو وہاں کے معزز افراد نے آپ کے پاس ایک وفد بھیجا جس کے ساتھ ایک دودھ سے بھرا ہوا پیالہ بھی تھا۔ اس طرح وہ لال شہباز قلندرؒ کو یہ بتانا چاہتے تھے جس طرح اس پیالے میں مزید اب دودھ کی گنجائش نہیں اسی طرح تمہارے لئے بھی یہاں رہنے کی گنجائش نہیں لہذا یہاں سے کہیں اور چلے جائیں۔ مگر لال شہباز قلندرؒ نے ان کے اس طنز کا بھرپور جواب دیا کہ انہوں نے دودھ کے بھرے پیالے میں گلاب کی چند پتیاں رکھ کر اسے واپس بھیجدیا۔ دراصل آپ انہیں یہ بتانا چاہتے تھے کہ واقعی اب اس شہر میں نام نہاد پیروں اور فقیروں کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ اب ہم یہاں رہیں گے۔ اس طرح آپ یہاں رہنے لگے۔ جس علاقہ کو اپنے قیام کے لئے منتخب کیا۔ اس کے چاروں طرف بدقماش افراد رہا کرتے تھے۔

تبلیغ اسلام

مگر حضرت لال شہباز قلندرؒ کی تعلیمات اور روحانی نظروں کی بدولت بدکاروں نے توبہ کی اور راہِ راست پر آگئے اور لوگ دور دور سے جوق در جوق آنے لگے اور دین اسلام کی حقانیت کو دل سے

قبول کرنے لگے ۔ اس طرح آپ کی خانقاہ فیض پانے والوں سے بھری رہنے لگی ۔ اور آپ قلندرانہ زندگی گذارنے لگے مگر اس کے باوجود تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اسوہ رسول اکرم کا جیتا جاگتا نمونہ تھے آپ کا زیادہ وقت عبادت اور ریاضت میں گذرتا تھا اور کچھ وقت آپ خانقاہ سے باہر قریب کی پہاڑیوں میں تبلیغ کے لئے چلے جاتے ۔ اور ہر شخص سے محبت و اخلاص سے پیش آتے ہر نماز کے بعد آپ کے پاس عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا اور آپ ہر ایک کی بہتر طور پر دادرسی کرتے ۔

قحط سے نجات

ایک مرتبہ سندھ اور اس کے قرب و جوار میں اتنا سخت قحط پڑا کہ مخلوق خدا سخت پریشان ہو گئی اس قحط سے نجات حاصل کرنے کے لئے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اور دعا کی درخواست کی ۔ حضرت لال شہباز قلندرؒ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی ابھی آپ مصروف دعا ہی تھے کہ بارش شروع ہو گئی دیکھتے ہی دیکھتے تمام کھیت جل تھل ہو گئے اور ندی نالے پُر ہو گئے اس طرح مخلوقِ خدا نے سکون کا سانس لیا ۔

سایہ دار درخت

ایک مرتبہ آپ اپنی خانقاہ میں وضو فرما رہے تھے وہاں سخت

دھوپ تھی آپ کے مریدوں نے التجا کی کہ اس جگہ ایک گھنا سایہ دار درخت ہونا چاہیے۔ آپ نے اسی وقت اپنے ایک مرید کو مسواک دیتے ہوئے کہا کہ اس کو اس جگہ لگا دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دوسرے دن دیکھے مسواک ہری بھری شاخوں کے ساتھ نمودار ہوئی اور یہ ہی مسواک بڑی تیزی کے ساتھ ایک سایہ دار درخت کی شکل اختیار کر گئی۔

پانی کا چشمہ

اسی طرح آپؒ نے ایک مقام پر اپنا عصا مبارک گاڑ دیا تھا جس سے پانی کا چشمہ اُبل پڑا وہ چشمہ اب بھی جاری ہے اور اس کا پانی نہایت صاف و شفاف میٹھا ہے اور صدیاں گذر جانے کے بعد بھی کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔

ضبطِ نفس

حضرت لال شہباز قلندرؒ ضبط نفس کے زبردست قائل تھے اور ضبط نفس وہ عمل ہے جس سے انسان تمام آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ منزل بڑی کٹھن ہوتی ہے لیکن جب انسان کو ضبط نفس حاصل ہو جاتے تو وہ قلبی سکون محسوس کرتا ہے اور ایک کیف کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس میں انسان تڑپنے لگتا ہے اور اسی تڑپ کا نام دھمال ہے اس کا اظہار آپ وصل خدا میں دلہنوں جیسا سرخ لباس پہن کر ایک خاص قسم کا رقص کیا کرتے تھے جس کو آج دھمال کا نام دیا

جاتا ہے روایت مشہور ہے کہ دورانِ دھمال آپ پر بے خودی طاری ہوجاتی تھی اور اسی بے خودی میں ذکر اللہ کی ضرب یعنی اللہ ہو اللہ ہو کرتے اور دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہو جاتے۔ اور یہ دھمال صدیاں گذر جانے کے بعد آج بھی آپ کے مزار پر جاری ہے۔

گہوارۂ علم وفضل

حضرت لال شہباز قلندرؒ جس پائے کے صاحب علم وفضل اور صاحبِ تصوف و معرفت تھے اسی پائے کے معلم۔ مقرر، ادیب اور شاعر بھی تھے۔ عربی وفارسی علوم پر عبور حاصل تھا۔ قرآن وحدیث وفقہ کا وسیع مطالعہ تھا۔ آپ کا مرتبہ شاعری میں بہت بلند ہے۔ آپ کی شاعری صوفیانہ خیالات اسلامی جذبات قرآنی آیات، وجدانی تعلیمات رکھتی ہے۔ جس کی خوشبو والی رنگینیوں اور رعنائیوں میں روحِ انسانی معطر اور قلب ایمانی شاداں و درخشاں ہے۔ آپ کا کلام تبلیغِ دین اور اصلاح انسانیت و معاشرے کے سلسلے میں بہت موثر ومفید ثابت ہوا ہے۔

وصال

حضرت لعل شہباز قلندرؒ پر عمر کے آخری دنوں میں جذب و کیف کی حالت طاری تھی اور آپ اپنے حجرے سے بہت کم باہر تشریف لاتے تھے۔ گو اس حالت میں کوئی کلمہ طیبہ پڑھتا یا اذان کی آواز آتی تو

ہوش میں آجاتے تھے۔

یہ حالت آپ کی کئی ماہ رہی مگر جب شعبان کا چاند نظر آیا تو یہ کیفیت ختم ہو گئی اور ۲۱ شعبان ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۴ء کو آخر آپ اس دنیائے فانی سے رخصت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو بعد وصال اُسی حجرے میں سپرد خاک کیا گیا جس میں آپ رہا کرتے تھے۔ یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اس آفتابِ تصوف نے مدتوں دُور دُور تک اپنی ضیا پاشیوں سے لاکھوں دلوں کو منور رکھا۔ اور آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔

ہر سال آپ کے عرس کے موقعہ پر ملک کے گوشہ گوشہ سے عقیدت مند، زائرین لاکھوں کی تعداد میں آتے ہیں اور روحانی فیوض و برکات سے مالامال ہو کر واپس جاتے ہیں۔

آپ کے مقبرہ کی عمارت کما ندار ہے چھ گنبد ہیں جن میں ایک بہت بڑا ہے جو مرزا جانی بیگ نے بنوایا تھا۔ مرقد کے اردگرد لکڑی کا کٹہرہ ہے جس کے ستون نقرئی پتیوں سے مزین ہیں یہ کٹہرہ لاڑکانہ کے ایک زمیندار نے بنوایا تھا۔

چند سال قبل مقبرے میں طلائی دروازہ نصب کیا گیا تھا جو سابق شاہ ایران کا عطیہ تھا۔

مقبرے کے اندر صرف شہباز قلندرؒ کی قبر ہے البتہ صحن میں سید علی بغدادیؒ (جن کو آپ کا وزیر کہا جاتا ہے) کی قبر کے علاوہ دو اور قبریں ہیں۔

سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین قدس سرہ العزیز

نام و نسب

محمد نام لقب سلطانِ الاولیاء نظام الدین خطاب محبوب الٰہی تھا۔

نسب نامہ یہ ہے محمد بن احمد دانیال۔ بن سید علی الحسینی البخاری، بن سید عبداللہ بن سید حسین بن سید میر علی، بن سید احمد بن میر ابی عبداللہ بن امیر ابی اصغر، بن سید جعفر بن سید علی امام بن سید علی ہادی التقی بن سید امام محمد الجواد بن علی موسیٰ الرضا۔

نسب نامہ مادری

سلسلہ نسب از جانب مادر آپ کا سلسلہ نسب پدری سے چار واسطوں کے بعد مل جاتا ہے نام والدہ ماجدہ بی بی زلیخا بنت سید عرب الحسینی البخاری بن سید محمد بن سید حسین تھا۔ حضرت کے دادا خواجہ علی بخاری اور نانا خواجہ عرب بخاری ترک وطن کر کے ہندوستان آئے عرصہ تک لاہور میں قیام کیا وہاں سے قبۃ الاسلام بدایوں تشریف لائے اور سکونت اختیار کی یہیں خواجہ احمد دانیال کا انتقال ہوا۔

پیدائش

۶۳۴ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی آپ کی عمر پانچ سال تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی والدہ نے تحصیل علم کے لئے مکتب میں بٹھایا۔

کثیر از علوم حدیث و تفسیر و صرف نحو و منطق و معانی حاصل کئے اور دستار فضیلت ہوئی۔ نقل ہے کہ آپ تعلیم میں مشغول تھے ایک روز آپ کے استاد کے پاس ابوبکر قوال ملتان سے آیا اور اس نے کہا کہ حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی کی خدمت سے آیا ہوں وہاں کی خانقاہ میں مجاہدہ و ریاضت بہت زیادہ ہے حتیٰ کہ لونڈیاں جو آٹا گوندتی ہیں ہنگام مشت زنی بھی ذکر سے فارغ و خالی نہیں رہتیں وہاں سے پاکپٹن آیا وہاں زیارت شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین شکر گنج سے مشرف ہوا۔ آپ اس قدر با عظمت و ہیبت ہیں کہ آپ کو کوئی نگاہ بھر کے نہیں دیکھ سکتا۔

یہ سنکر آپ غائبانہ حضرت بابا صاحب کے فریفتہ ہو گئے اور شب و روز موافق شیوہ محبت ذکر خیر بابا صاحب کا کیا کرتے تھے

سفر محبوب الٰہی

سی ذوق و شوق میں بدایون کو خیرباد کہا دہلی تشریف لائے حضرت شمس الملک صدر ولایت دہلی کی خدمت میں حاضر ہو کر تقاضا

حریری اور علم حدیث کی سند حاصل کی ۔

بیعت

آپ کی عمر بیس سال کی ہوئی تو آپ ۱۰ رجب ۶۵۵ھ کو اجودھن (پاک پٹن) آئے اور باباصاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ بیحد نوازشات مبذول ہوئیں اور خرقہ نعلین چوبیں مرحمت کیں اور ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ ولایت ہند کسی دوسرے کو تفویض کرنے کا تھا مگر تم راستے میں تھے کہ مجھ پر الہام ربانی ہوا کہ یہ نظام الدین کا حق ہے جب وہ آئے تو اس کو دینا ۔

حضرت سلطان الاولیاء نے سنتے ہی قدم بوسی حاصل کی سلطان اولیاء نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں ترک تعلیم کر کے نوافل میں مصروف ہو جاؤں ۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں کسی کو تعلیم سے منع نہیں کرتا یہ بھی کرو اور وہ بھی غالب اپنے مغلوب کو آپ ترک کرا دے گا ۔ فرمان شیخ ہونے پر آپ خانقاہ میں مصروف بہ یاد الٰہی ہوئے اور طریقہ مجاہدہ وریاضت اختیار کیا ۔

راحت القلوب میں تحریر ہے کہ آپ اٹھارہ برس مرشد کی خدمت میں حاضر رہے حضرت شیخ العالم نے کاملیت دیکھ کر خرقہ خلافت سے ممتاز فرما کر دہلی روانہ کیا ۔

سوانحیات

دہلی میں غیاث پورہ میں رہائش فرمائی آپ کو اوائل حال میں اس قدر تنگی معاش کے باوجود اتنی ارزانی کہ ان دنوں میں ایک پیسہ میں دو آدمی دونوں وقت بخوبی شکم سیر ہوتے تھے مگر آپ کو کئی کئی روز تک زحمت فاقہ کشی ہوئی تھی۔ ایک روز ایک عورت صالحہ جو آپ کی ہمسایہ تھی جس کا گذر سوت کے کاتنے پر تھا وہ آدھا سیر جو کا آٹا حضرت کی خدمت میں پیش کر گئی آپ نے شیخ کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ آٹا لے لو ایک مٹی کی ہنڈیا میں تھوڑا پانی ڈال کر اُبال لو۔

ناگہاں ایک فقیر دلق پوش دور سے آیا اور با آواز پکارا کہ اے نظام الدین جو کچھ حاضر ہو۔ لاؤ۔ جواب دیا ہانڈی جوش میں ہے ذرا ٹھہرو۔ اس نے کہا تو خود اٹھ کر ہنڈیا کو جس طرح ہے میرے پاس لاؤ۔ آپ اٹھے اور ہنڈیا پیش کی۔ فقیر نے گرم گرم کھانا شروع کیا اور ہنڈیا کو توڑ ڈالا اور کہا کہ

اے نظام الدین نعمت باطنی

تو نے فرید سے پائی اور کاسہ فاقہ و اخلاص ظاہری کو ہم نے تیرے توڑ دیا۔ اب تو سلطان ظاہری و باطنی ہو گیا۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا اس روز سے اس قدر فتوح و نذرانہ شروع ہوا جس

کا حساب نہیں ہر وقت لنگر جاری رہتا۔ امراء وغیرہ حاضر باش رہتے آپ کی مجلس سلطانی دربار سے بڑھ کر تھی۔

اشاعت اسلام

آپ کا سب بڑا کارنامہ اشاعت اسلام ہے تمام قطاع ہند میں آپ نے خلفاء بھیج کر اشاعت اسلام کی اور اسلامی حکومت کی طاقت کو اپنے خلفاء کی مجاہدانہ سرگرمی سے امداد دیتے رہے اور کفر کی قوت کو بڑھنے نہیں دیتے تھے

آخر عمر

باوجود اس شوکت وعظمت کے ریاضت و مجاہدات میں رہتے تھے جب اسی برس کی عمر ہوئی تو بدرجہ غایت مجاہدہ اختیار کیا ہر روز روزہ رکھتے اور وقت افطار بہت تھوڑا کھاتے آپ رات کو حجرہ خاص کا دروازہ اندر سے بند فرمالیتے تھے اور تمام شب راز ونیاز میں مصروف رہتے۔ صبح کے وقت دروازہ کھولتے بوجہ شب بیداری چشم ہائے مبارک سرخ رہتی تھیں۔ جس کی نظر آپ کے جمال مبارک پر پڑتی باطن صاف ہو جاتا۔ سلطان علاؤالدین خلجی کو بھی آپ کی دعا سے ہی تخت سلطنت نصیب ہوا۔ اور آپ کی باطنی توجہ نے حکومت علاؤالدین کو مضبوط کر دیا تھا اور سلطان فیروز شاہ بھی آپ کی دعا سے صاحب سلطنت بنا۔

انتقال پُرملال

چورانوے سال کی عمر میں ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۴ھ میں آفتاب ولایت غروب ہو گیا۔ رکن دین سہروردی ملتان سے آئے ہوئے تھے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ کے ساتھ ہجوم و اژدھام کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

خواجہ شیخ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی

خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی حضرت نظام الدین اولیاؒ کے خلیفہ اعظم تھے روشن چراغ دہلوی ان کا لقب تھا۔ حضرت عبداللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیاں گشت سے طواف کعبہ میں پوچھا تھا کہ دلی میں اب کون بزرگ ہے۔ مخدوم صاحب نے جواب دیا اس زمانے میں شیخ نصیر الدین محمود سے دلی کا چراغ روشن ہے جب سے آپ کا لقب روشن چراغ ہو گیا۔

سلطان فیروز شاہ کو آپ سے بہت اعتقاد تھا وہ آپ سے امور سلطنت میں مشورہ لیا کرتا تھا اور نہایت آپ کی قدر کرتا اور خدمت کرتا رہتا تھا۔

سلطان فیروز شاہ نے جیتے جی ۷۴۹ھ میں آپ کی درس گاہ تعمیر کرا دی۔ بروز جمعہ ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ میں وصال ہوا اسی درس گاہ میں آپ کو دفن کیا گیا تھا۔

حضرت شیخ سلیم چشتیؒ

حضرت شیخ سلیم چشتیؒ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں آپ کے والد ماجد کا نام شیخ بہاء الدین تھا۔ حضرت سلیم چشتی کے دادا پاک پٹن سے ترک وطن کر کے لدھیانہ میں آ رہے۔ پھر حضرت کے والد شیخ بہاؤ الدینؒ دہلی میں محلہ سرائے علاؤ الدین زندہ پیر) آ گئے۔

حضرت شیخ سلیم چشتیؒ ۸۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی احنہ تھا جو نہایت بزرگ تھیں جب حضرت سلیم چشتی کی عمر ۹ برس کی تھی کہ آپ کے والدین فتح پور سیکری چلے آئے تھے اور یہیں ان دونوں کا انتقال ہوا۔

شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے بڑے بھائی تھے آپ کی تعلیم و تربیت کی ۱۲ برس کی عمر میں آپ سرہند چلے گئے اور وہاں پر شیخ مجد الدین ملک العلماء سے تحصیل علم کیا۔ ۱۸ سال کی عمر میں براہِ خشکی بہ ارادۂ حج و سیاحت روانہ ہو گئے۔ تیئس ۲۳ برس تک آپ نے ممالک اسلامیہ عرب، عراق۔ روم۔ شام۔ مصر اور دیارِ مغرب کی سیاحی کی اور بزرگانِ دین صوفیہ سے فیض باطنی حاصل کیا۔ اسی زمانہ میں ۲۴ یا ۱۴ حج آپ نے کئے۔

بصرہ میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ ابراہیم عرب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

ہندوستان واپس آکر بمقام دہبدالی ستخان، جو سرہند کے قریب ہے آپ نے حضرت زین العابدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی خدمت کی اور معتکف رہے۔ پھر سنہ ۹۴۰ھ میں فتحپور سیکری تشریف لے آئے۔ سنہ ۹۶۲ھ میں دوبارہ براہ دریا حج کو تشریف لے گئے اور بندرگاہ دسورت، سے جہاز پر سوار ہوئے اس سفر میں آٹھ حج آپ نے کئے اور ان آٹھ برسوں میں سے چار برس مکہ معظمہ اور چار برس مدینہ طیبہ میں آپ رہے سنہ ۹۷۱ھ میں پھر ہندوستان واپس آگئے۔

شیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور سلیم شاہ رحمتہ اللہ علیہ بادشاہوں کے عہد میں آپ سے عام اعتقاد تھا۔ شیر شاہ کا بڑا بیٹا عادل شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے چھوٹے بھائی سلیم شاہ سے تخت نشینی کے مطابق گفتگو کرنے آئے تو آپ ہی کے مکان پر ٹھہرے تھے آپ سلیم شاہ کے عہد میں شاہی امام بھی رہے ہیں۔

سنہ ۹۷۱ھ میں آپ نے فتح پور میں ایک خانقاہ بنائی تھی شہنشاہ جلال الدین اکبر کے جب کئی بچے ہوئے اور مر گئے تو ان کو فقراء سے رجوع کرنے کا خیال ہوا۔

شیخ محمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور حکیم عین الدین کے شوق دلانے سے شہنشاہ اکبر خود حضرت شیخ سلیم چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی دعا کی برکت سے کئی شہزادے پیدا ہوئے اور زندہ رہے۔ آپ کی وفات ۲۹ رمضان المبارک سنہ ۹۷۹ھ میں ہوئی۔ آپ کا مقبرہ فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے اس میں اعلیٰ قسم کا سنگ مرمر استعمال کیا گیا ہے۔

ارضِ تاج کے تاجدار سیّد الاحرار کے

حضرت سیّدنا امیر ابوالعُلاء قدس سرہٗ العزیز

نسب نامہ جدی کہ از حضرت تقی الدین کرمانی بساداتِ حُسینی بحضرت امام عبد اللہ الباہر می رسد

۱۔ حضرت سیّدنا ابوالعلاءؒ قدس سرہٗ ۲۔ ابن سیّد امیر ابوالوفاؒ ۳۔ ابن امیر سیّد عبد السلامؒ ۴۔ ابن عبد الملکؒ ۵۔ ابن امیر سید عبد الباسطؒ ۶۔ ابن قدوۃ السیادات امیر تقی الدین کرمانیؒ ۷۔ ابن امیر سیّد شہاب الدین محمودؒ ۸۔ ابن امیر سیّد عماد الدینؒ امیر صحیح ابن امیر سیّد علیؒ ۱۰۔ ابنِ امیر سیّد نظام الدینؒ ۱۱۔ ابن امیر سید اشرفؒ ۱۲۔ ابن امیر سید اعز الدینؒ ۱۳۔ ابن امیر سید شرف الدینؒ ۱۴۔ ابن امیر سیّد مجتبیٰؒ ۱۵۔ ابن امیر سیّد جیلانیؒ ۱۶۔ امیر سید یحییٰؒ ۱۷۔ ابن امیر سیّد بادشاہؒ ۱۸۔ ابن امیر سیّد حسن ۱۹۔ ابن امیر سیّد حسینؒ ۲۰۔ ابن امیر سیّد محمدؒ ۲۱۔ ابن امیر سیّد علی ۲۲۔ ابن امیر سیّد عبد اللہؒ ۲۳۔ ابن امیر سیّد حسینؒ ۲۴۔ ابن امیر سید اسمٰعیلؒ ۲۵۔ ابن امیر سیّد محمدؒ ۲۶۔ ابن امیر سید عبد اللہؒ باہر ۲۷۔ ابن سید امام اہتمام سیّد الساجد بن امام زین العابدین ۲۸۔ ابن حضرت سیّد الشہدا شباب الجنۃ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۹۔ ابن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نسب دیگر حضرت امام حسین ابن سیّدۃ النسا فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وآل اہلبیت اجمعین۔

نسب نامہ جانب جدہ مادری حضرت سید امیر ابوالعلاؒ قدس سرہٗ
کہ از حضرت قطب البختیار خواجہ ناصر الدین عبداللہ احراری پیوند

۱۔ حضرت سید امیر ابوالعلاءؒ ۲۔ ابن بی بی فاطمہ عارفہ ۳۔ بنت خواجہ محمد فیض المشہور خواجہ فیضیؒ ۴۔ ابن خواجہ ابوالفیض ۵۔ ابن خواجہ محمد عبداللہ ۶۔ ابن کلاہ حضرت قطب البختیار ناصر الدین عبداللہ احراری قدس اللہ اسرارہم

ارض تاج کے تاجدار سیّد الاحرار
حضرت محبوب جلّ وعلا سیّدنا امیر ابوالعلاؒ قدس سرہٗ

دنیا میں یوں تو ہزار ہا لوگ آتے جاتے رہتے ہیں مگر بعض ہستیاں ایسی اعلیٰ اصفات کی حامل ہوا کرتی ہیں کہ وہ نہ اپنے دور حیات میں منبع الطاف و اکرام رہتی ہیں بلکہ پس حیات بھی وہ لافانی نقوش چھوڑ جاتی ہیں جن پر چل کر اہل دنیا اپنی دنیا و عقبیٰ سنوار سکیں۔

حضرت سیّدنا امیر ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی ایسی ہی اعلیٰ صفات و کشف و کرامت کی مالک تھی جس کے سبب وہ تا ابد زندہ و پائندہ رہیگی یہ حقیقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے فنا فی اللہ و فنا فی الرسول ہو جاتے ہیں تو انکی زندگی تو باعث نجات اور دائمی نمونۂ عمل ہوتی ہی ہے مگر ان حضرات سے وصال کے بعد ایسی ہی کرامات صادر ہوتی رہتی ہیں جو عوام الناس کے لئے باعث حیرت و استعجاب ہوا کرتی ہے۔

ارض تاج کے تاجدار سیّد الاحرار حضرت سیّدنا امیر ابوالعلاء قادری

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کی بارشِ فیضان سے پھل پھول کر حضرت سید نا امیر ابوالعلاءؒ ہندوستان کے والی عثمان ہارونی کے پیارے حسنین کے جانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری کے در پر حاضر ہوئے۔ مزار فیض مدار خواجہ خوجگان ہند الولی عطائے رسولؐ خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بصورت مثالی جلوہ افروز ہو کر فرمایا "اے سید! اتنے دنوں تک تم کہاں رہے؟ جناب امامت مآب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بار بار تاکید ہے کہ میرے فرزند ابوالعلاء کو تلقین کرو۔"

آپ نے عرض کی "یا مرشد! یہ تمنائے زیارت حضرت محبوب الٰہی اور قطب اقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ العزیز میں توقف ہوا"

سرکار غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ نے آپ کو روبرو بٹھایا اور بچشم وا توجہ دی جس کو اب ابوالعلائی توجہ عینی کہتے ہیں بس اسی توجہ سے حضرت کا سینہ فیض گنجینہ نور فیض چشتیہ سے معمور ہو گیا اس کے بعد آپ روضۂ منورہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ پر معتکف ہوئے اور ہر روز فیوضات و کرامات چشتیہ سے سیراب ہوتے رہے ایک روز آدھی رات کو آپ مزار مقدس کا طواف فرما رہے تھے، ناگاہ ایک خطرہ آپ کے قلب میں پیدا ہوا کہ قبر کے گرد گھومنے سے کیا فائدہ؟ بمجرد اس خیال کے حضرت غریب نوازؒ نے بصورتِ مثالی جلوہ گر ہو کر فرمایا "کہ فائدہ اس کا یہ ہے کہ جو کیفیت صاحب مزار کی ہے وہ طواف کرنے والے میں آجاتی ہے جیسا کہ مریض کے گرد کسی جانور کو پھراتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں تو مریض کا مرض اس جانور میں منتقل ہو جاتا ہے اب تم اپنے طواف کا فائدہ دیکھ لو۔ بس اسی وقت آپ کو مرتبۂ ولایت عطا کیا اور

تابانیاں سلاطین عالم کی آنکھوں کو کور کردیں گی یہی وہ شیرخوار ہے جسکے جد امجد حسن وحسین حوض کوثر پر تشنہ کامان امت کو بادۂ طہور کے جام دے دیکر مسرور کریں گے یہی وہ بچہ ہے جو بڑا ہو کر تدبر و تمدن کے جادوں سے گذر کے عرفانیات کی منزل طے کریگا کس قدر سعید و خوش نصیب ہے یہ ۹۹۰ھ کا سال کے آج ہاشمی گلستان کے نونہال اپنے قدموں سے ہندوستان کو پاکستان بنا رہے ہیں، جلال الدین محمد اکبر کی قسمت پر تمام دنیا کے تاجدار قیامت تک رشک کریں گے کہ جس کے عہد حکمرانی میں یہ رحمت و عرفان کا نورانی قافلہ ہندوستان تشریف لایا۔

پیارے ابوالعلا کا دور کمسنی اور خاندان احرار کے ہمراہ نریلہ سے دارالنور فتحپور کی طرف مراجعت، فتحپور میں اکبر اعظم کی طرف سے خیر مقدم

نہ جانے کس دل سے نریلہ کی فضاؤں نے اس نورانی قافلہ کو جو سراپا رحمت تھا وداع کیا ہوگا۔ جب امیر عبدالسلامؒ کی سرکردگی میں اس مختصر ہاشمی کارواں نے دارالنور فتحپور کی طرف مراجعت کا قصد کیا۔ اکبر اعظم جس قدر فخر کرے بجا ہے کہ آج ان عظیم مہمانوں کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا، شہنشاہ نے ان شہزادوں کے قدم چومے اور شاہی مہمان بنا کر رکھا۔

ہندوستان کی قسمت کا یہ وہ زریں و درخشندہ زمانہ تھا جب فتحپور بیک وقت دو ماہتابوں سے منور ہو رہا تھا جن میں ایک کمسن پیارے ابوالعلاؒ تھے جو آنے والی عید کا مژدہ سنا رہے تھے اور دوسرے شیخ الہند حضرت سلیم چشتیؒ جو اپنے پورے پرتو سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ کو بقعۂ نور بنا رہے تھے۔

اس ہاشمی ماہ پارے پیارے ابوالعلاء کی نورانی پیشانی اور انکے طفلی کے انداز ہر

دیکھنے والے کو بتا رہے تھے کہ اس کا مستقبل مراتب کا امین ہوگا امیر عبدالسلامؒ کے آغوش میں آتے ہی اس ہونہار مبارک بچہ نے اپنے معصوم اندازوں سے اپنے آنے والے زمانے سے متعارف کرادیا تھا انکی دوربین زود رس نگاہوں کے سامنے اس نورانی شہزادہ کے عرفانی پہلو واضح ہو چکے تھے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ یہی وہ خاندان کا چشم و چراغ ہے جو دولتِ ولایت کا امانت دار بنکر افق ہند پر طلوع ہوگا جس کے جمال سے حسنی حسینی تنا دیر جلوہ ریز ہونگی جس کے کردار سے ہاشمی شجاعت اور حیدری تقویٰ کا اظہار ہوگا لہذا پیارے دادا نے نور نظر کا اسم گرامی ابوالعُلاؒ تجویز کیا۔

پیارے ابوالعُلاؒ کے کمسنی کے انداز بتا رہے تھے کہ یہ ہاشمی ہونہار پھل پھول کر اپنے جد امجد کی سراپا تصویر بنے گا۔ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ امیر عبدالسلامؒ دوران حج بیت اللہ میں وصال فرما گئے اور ادھر اس شہزادہ کے سر سے اس کے والدین کا سایہ بھی اٹھ گیا۔

پیارے ابوالعُلاؒ کی تربیت اپنے نانا فیضی ناظم خطہ ہردوار کے سائے میں اور شہادت فیضی کے بعد عہد نظامت پر جلوہ افروزی

اس دریتیم کو انکے نانا فیضی نے اپنے کلیجہ سے لگایا انکی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ رکھی وہ جوان ہونے سے پہلے وحید العصر ہو گئے محبتِ فیضی اور فراست کے باعث مدبر سیاست کا اس درجے ماہر ہو گئے کہ حضرت فیضی جب دوران جنگ شہید ہو گئے تو راجہ مان سنگھ نے اس عہدۂ نظامت کی قبولیت کے لئے اس ہونہار مدبر کے در پر بھیک مانگی۔ اکبر اعظم نے منصب سہ ہزاری ذات سہ ہزاری سوار پیش کرکے دعائے خیر کی استدعا کی اور وہ دن بھی آگیا جب یہ سرو قد گل اندام سمرقند کا شہزادہ حضرت امیر ابوالوفا کا لاڈلا

عہدۂ نظامت کی زینت بنا۔

آج مشکل کشا کا جگر پارہ اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ خطۂ ہردوان پر حکمران ہے مان سنگھ گو اس خطہ کا حاکم ہے مگر اس درکا ادنیٰ غلام ہے اور چاہتا ہے کہ یہ احراری شہزادہ یہ سیاست وشجاعت کا آفتاب اسکی حکمرانی کو ہمیشہ ہمیشہ اپنی تابانیوں سے منور کرتا رہے مان سنگھ کو یہ نہیں معلوم ہے کہ یہ گدڑی کا لعل ہے اس در بے بہا کی نسبت اس جوہری سے ہے جو کالی کملی اوڑھ کر مسجد نبوی میں چٹائی پر سوتا ہے جس کے شکم نازنیں پر تین تین دن کے فاقوں میں پتھر بندھے رہتے ہیں بھلا اس سید زادہ کے واسطے یہ تزک احتشام یہ غریبوں سے دور کر دینے والے مراتب کہاں تک موزوں ہو سکتے ہیں؟

رات آئی اور بڑے حسن وجمال کے ساتھ آئی

ہردوان کی سرزمین نے ذرّوں کی زبانی درود وسلام کی بارشیں کر دیں مہ وانجم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ہردوان کے ذرّوں کو تک رہے ہیں۔ آج مولائے کائنات اپنے شہزادے حسن وحسین کے ہمراہ اپنے نور نظر پیارے ابوالعُلا کو خواب میں تلقین کرنے آئے ہیں مولائے کائنات نے اپنے دست مبارک سے اس احراری شہزادے کو قطبیت کا تاج پہنایا اور حسین نے مبارکباد دی اور نورانی کفن گلے میں ڈال دی اور فرمایا۔

اے ابوالعُلا!! تو ہمارا لخت جگر ہے تو ہم میں سے ہے ہمارا یہ کام نہیں جو تو کر رہا ہے "صبح ہوئی تو ہاشمی مزاج میں تغیر تھا علی کے لاڈلے حسین کے بانی حضرت سیدنا امیر ابوالعُلاؒ نے نظامت کے عہدے سے دستبردار ہونے کا عزم کر لیا تھا

کرامت کا ظہور

ادہر اکبر اعظم کا انتقال ہو چکا ہے سلیم الدین محمد جہانگیر مسند آرائے

سلطنت ہے آج دربار جہانگیری میں مدبران و اکابرین سلطنت کی ہنرمندیوں اور ذکاتِ علمی کا جائزہ لیا جا رہا ہے آج ہاشمی شہسوار سیّد الاحرار حضرت سیّدنا امیر ابوالعلاءؒ بھی سپہ سالارانہ تزک و احتشام کے ساتھ قلعۂ معلیٰ اکبر آباد کی زینت بنے ہوئے ہیں فنِ تیراندازی کا سہرا اس ہاشمی شہسوار ہی کے سر رہا۔

جہانگیر نے فرطِ مسرت سے بے خود ہو کر دو ساغر شراب کے اس بادہ طہور کے مدہوش کو دیئے اللہ والے نے آداب سلطانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان دونوں پیمانوں کو اپنی آستینوں میں ڈال لئے لیکن جہانگیر جو گوشہ ہائے چشم سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اس دنیاوی بادشاہت کے تکبّر کے نشہ میں از خود رفتہ ہو کر بولا۔

یا سیّد! تم غضب سلطانی سے نہیں ڈرتے؟

ولایت کے شہنشاہ آسمانی ہاشمی کے درخشندہ آفتاب کو جلال آگیا اور فرمانے لگے۔

"اے دنیا کے خریدار! تو قہر یزدانی سے نہیں ڈرتا"؟ اور آپ نے اپنی دونوں آستینیں جھٹکار دیں آپ کے دائیں بائیں سے دو غرّاتے ہوئے شیر نمودار ہوئے۔ جہانگیر خوفزدہ ہوا اور دونوں شیر غائب ہو گئے۔

حضرت سیّدنا امیر ابوالعلاءؒ اسی جلالی کیفیت میں یہ شعر پڑھتے ہوئے دیوان خاص سے باہر تشریف لائے ؎

این ہمہ طمطراق کن فیکون
ذرّہ نیست پیش اہلِ جنوں

جہانگیر قلعہ معلیٰ کے دروازے تک ننگے پاؤں معذرت چاہتا ہوا آیا رات کو خواب میں شیخ الہند حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر کو بشارت دی کہ ہم پہلے

ہی تم کو بتا چکے ہیں کہ تمہارے دربار میں ایک بہت بڑی ہستی ہے اس کا خیال رکھنا مگر تم نے اسے خفا کر دیا جاؤ جا کر معافی مانگو۔

تغیّر

دوسرا دن ہوا جس آفتاب نے کل اس ہاشمی شہزادہ کو شمشیر بکف سپہ سالار کی شکل میں دیکھا تھا آج وہ شہزادہ کالی کملی اوڑھے ہوئے ایک کفنی میں جلوہ فگن تھا یہ وہ لباس تھا جسکی حورانِ بہشت بلائیں لینے کو بیچین تھیں بہار خلد اس لباس کی رعنائیوں پر قربان ہونا چاہتی تھیں فردوس کی ہوائیں جسکی خوشبو سے معطر ہونے کی آرزومند تھیں آج امارت و نظامت پر ٹھوکر مار کر یہ حسنی و حسینی گلستان کا گلِ نوبہار جہاں کو معطر کر رہا تھا صبح ہوتے ہی جہانگیر ننگے سر ننگے پاؤں اس ولایت کے شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہوا اور معافی چاہی اس اللہ والے نے اپنی دریا دلی کا ثبوت دیا اور جہانگیر کو معاف کر دیا۔

اذکار احرار، نجات قاسم، محبت العارفین اور پیارا ابوالعلاؒ میں مرقوم ہے۔

(لمعاص) دیوان میں کرامت کی شب حضرت مولا مشکل کشا امیر المومنین علی ابن ابی طالبؓ نے حضرت سیّدنا امیر ابوالعلا قدس سرہٗ العزیز کو آغوش شفقت میں لیکر فرمایا۔ فرزند ارجمند کشود کار تمہارا خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری سے مقدر ہوا ہے انکے مزار پرنور پر حاضر ہو۔

روانگی اجمیر شریف

جناب امامت مآب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ہدایت کے موجب اب یہ ہاشمی شہزادہ اپنی منزل کی طرف جانا چاہتا تھا سب سے پہلے اس سیّد زادہ کے دہلی کی سرزمین نے قدم چومے آستانہ ملائک آشیاں حضرت قطب الاقطاب خواجہ

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کی بارشِ فیضان سے پھل پھول کر حضرت سید نا امیر ابوالعُلاءؒ ہندوستان کے والی عثمان ہارونی کے پیارے حسنین کے جانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری کے در پر حاضر ہوئے۔ مزار فیض مدار خواجۂ خوجگان ہندالولی عطائے رسول ﷺ خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بصورت مثالی جلوہ افروز ہو کر فرمایا "اے سید! اتنے دنوں تک تم کہاں رہے؟ جناب امامت مآب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بار بار تاکید ہے کہ میرے فرزند ابوالعُلاء کو تلقین کرو۔"

آپ نے عرض کی "یا مرشد! یہ تمنائے زیارت حضرت محبوب الٰہی اور قطب اقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ العزیز میں توقف ہوا۔"

سرکار غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ نے آپ کو روبرو بٹھایا اور بچشم وا توجہ دی جس کو اب ابوالعُلائی توجہ عینی کہتے ہیں بس اسی توجہ سے حضرت کا سینہ فیض گنجینہ نور فیض چشتیہ سے معمور ہو گیا اس کے بعد آپ روضۂ منورہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ پر معتکف ہوئے اور ہر روز فیوضات و کرامات چشتیہ سے سیراب ہوتے رہے ایک روز آدھی رات کو آپ مزار مقدس کا طواف فرما رہے تھے، ناگاہ ایک خطرہ آپ کے قلب میں پیدا ہوا کہ قبر کے گرد گھومنے سے کیا فائدہ؟ بمجرد اس خیال کے حضرت غریب نوازؒ نے بصورتِ مثالی جلوہ گر ہو کر فرمایا "کہ فائدہ اس کا یہ ہے کہ جو کیفیت صاحب مزار کی ہے وہ طواف کرنے والے میں آجاتی ہے جیسا کہ مریض کے گرد کسی جانور کو پھراتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں تو مریض کا مرض اس جانور میں منتقل ہو جاتا ہے اب تم اپنے طواف کا فائدہ دیکھ تو بس اسی وقت آپ کو مرتبۂ ولایت عطا کیا اور

اپنا دست مبارک حضرت سیدنا کے دہنِ مبارک کے قریب لیجاکر کوئی چیز آپ کے دہن مبارک میں ڈال دی ۔

حضرت سیدنا امیرالوالعلاءؒ فرماتے ہیں " دانۂ تسبیح کے برابر ایک سرخ رنگ کی کوئی چیز میرے منہ میں حضرت خواجہ بزرگ ؒ نے دی جس سے ایک نورِ عظیم مانند روشنئ آفتاب میرے قلب میں متجلّی ہوگیا اور حجاباتِ ناسوتی سب برطرف ہوگئے اور عالمِ غیب سے آواز آئی کہ " اب تک سیر الی اللہ تھی اب سیر فی اللہ شروع ہوگی " بعد اس کے حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمایا "

بابا میری تمام عمر کا حاصل یہی ہے "

جو میں نے تم کو عطا کیا ۔ اب تم اس کو نگاہ میں رکھو یوں جانو کہ یہ نعمت جو تمکو عنایت ہوئی ہے ہر دو تین سو برس کے بعد ظاہر ہوا کرتی ہے چنانچہ میرے زمانے میں مجھکو ملی تھی ، وہ اس وقت تمکو بخشش ہوئی ہے شکر اس فیاض ازل کا بجالاؤ اور شہر آگرہ (اکبرآباد) میں بیٹھ کر بندگان خدا کو خدا کا راستہ بتاؤ ۔

حضرت سیدنا امیرالوالعلاءؒ نے حضور غریب نوازؒ سے بیعت کیلئے عرض کیا " حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمایا ۔ تمہارے چچا عبداللہ احرارؒ قطبِ وقت ہیں انہی سے بیعت کرو اور انہی کے یہاں شادی کرو " آپ نے عرض کیا یا مرشد ! میں تو سر تا سر حضور کے فیضان سے معمور ہوں میرے قلب کو بغیر سماع قرار نہ پڑے گا میرے چچا بزرگ نقشبندی ہیں وہ سماع سے منع فرمائینگے پھر میں کیونکر بیعت کروں حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا " تم اندیشہ نہ کرو وہ خود تم کو اجازت سماع کی دیں گے ، چنانچہ اجمیر شریف سے آپ آگرہ (اکبرآباد) تشریف لائے ۔

حسب حکم خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

اپنے چچا حضرت عبداللہ احراری قدس سرہٗ العزیز سے بیعت فرما کر چشتیہ جام میں اویسی و نقشبندی اور ڈال لی پھر اس بادۂ سہ آتشہ کے مخمور کی یہ کیفیت ہو گئی کہ آنکھوں کے سرخ سرخ ڈوروں پر کوثر و سلسبیل کو رشک آنے لگا۔ اب یہ سیدنا امیر ابوالوفیٰ کا لاڈلا اور امیر سید عبدالسلام کے جگر کا ٹکڑا قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ و سہروردیہ تجلیات سے اکبر آباد کو وادیٔ ایمن بنا رہا تھا۔ اس چار تجلیوں کے سنگم اس بادۂ عرفان کے سرشار حضرت سیدنا امیر ابوالعُلاءؒ عطائے خواجہؒ کی یہ حالت تھی کہ انسان تو انسان اگر حیوان ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تھا تو محو ہو کر قدموں پر گر جاتا تھا۔

جب حضرت امیر عبداللہ احراری قدس سرہٗ کے وصال شریف کا زمانہ قریب پہنچا تو ایک روز حضرت حافظ محمد صالح جو آپ کے مرید خاص اور مسجد کے پیش امام تھے آپ سے پوچھا کہ حضرت کے بعد کون سجادہ نشین ہونگے یا کس کو منظور و نامزد فرمایا ہے حضرت امیر عبداللہ احراریؒ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ میرے فرزندوں میں کوئی موزوں نہیں میرے مطمع نظر سیدا امیر ابوالعُلاء ہیں چنانچہ بوقت وصال شریف حضرت امیر عبداللہ احراریؒ قدس سرہٗ نے حضرت محبوب جل و علاء امیر ابو العُلاء کو اپنا مقام اور سجادہ نشین کر کے بار امانت قطبیت آپکو تفویض فرمایا

حضرت محبوب جل و علا، سیدنا امیر ابوالعُلاء قدس سرہٗ نے مسندِ خلافت و رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوتے ہی کل اشغال و اذکار و اوراد، و وظائف سلسلہ جات نقشبندیہ، چشتیہ، اویسیہ وغیرہ ہم کو یکجا جمع فرما کر و نیز تمام طریقے توجہ عینی و قلبی و روحی و دستی کو منضبط و مربوط فرما کر سالکین

راہ وطالبان خدا کے لئے آسان سے آسان اور جلد سے جلد منازل سلوک طے کرنیکے طریقے کو بطور خود ایجاد فرمایا۔ جس طرح حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ نے تمام طریقے صدیقیہ وجنیدیہ وقادریہ وسہروردیہ اویسیہ وطیفوریہ کو جمع فرمایا اِن طرق و مجموعہ کا نام نقشبندیہ قرار پایا۔ اسی طرح حضرت سیّدنا امیرابوالعُلاءؒ قدس سرہٗ واقف اسرار الہیہ کا طریقہ عالیہ ابوالعُلائیہ کہلاتا ہے۔

حضرت سیّدنا امیرابوالعُلاءؒ قدس سرہٗ اکثر شجرہ عالیہ نقشبندیہ عنایت فرمایا کرتے تھے اور جو کوئی سلسلۂ چشتیہ میں بیعت کا متمنی ہوتا تھا اسکو شجرہ چشتیہ بہشتیہ عطا فرماتے تھے اور شجرہ میں خواجہ خواجگان خواجہ معین الدّین چشتی سنجری اجمیری قدس سرہٗ کے بعد اپنا نام گرامی درج فرمایا کرتے تھے۔

کرامت

ارض تاج وہ منظر اپنی نگاہوں سے کبھی دُور نہیں کر سکتا جب پھول ایلٹی (پھلٹی) کے بازار میں شاہی مست ہاتھی مردان خدا کو ہلاک کرتا پھر رہا تھا اس ہاشمی شہزادہ حضرت سیّدنا امیرابوالعُلاءؒ کی رسیلی مست آنکھوں کے سامنے مدہوش ہوگیا اور حضرت کے قدموں میں گر گیا اور تمام عمر اس ہاتھی نے حضرت سیّدنا امیرابوالعُلاءؒ کے حکم کی تعمیل میں گذار دی۔

کرامت

اکبری مسجد اور کناری بازار آج تک شاہد ہیں کہ نارنول کا بہت بڑا پہلوان فنِ سپہ گری کے ماہر لاڈ خان صاحب اپنی پہلوانی و سپہ گری کے طنطنہ میں کناری

بازار میں کھڑے ہو کر اعلان کر رہے تھے کہ مجھے اس شجاعانِ مغلیہ کے دارالخلافہ اکبرآباد میں کوئی ایک فرد بھی ایسا دکھائی نہیں دیتا جو مجھ سے زور آزمائی کر سکے۔ اس کی بیمثال قد و قامت اور قوت حسن کو دیکھنے کے واسطے کناری بازار تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا

حضرت سیّدنا امیر ابوالعُلاءؒ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے خانقاہ واقع صوفی پورہ (نزد وزیر پورہ) تشریف لے جا رہے تھے اس حسین پہلوان کو دیکھنے کے واسطے اس کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا: ہمیں زور آزمائی کرنا نہیں آتا ہے آنکھیں لڑانا جانتے ہیں یہ سنکر اس پہلوان نے جونہی نظریں اس بادۂ عرفان کے متوالے کی جانب اٹھائیں ایک نعرہ مار کر کناری بازار کے فرش پر گر پڑا۔ حضرت اپنی خانقاہ کی طرف چل دیئے یہ شجاعت اور جوانی کے نشہ میں چور پہلوان حضرت سیّد امیر ابوالعُلاءؒ کے نعرے لگاتا ہوا دربارِ ابوالعُلاء میں پہونچا اور غلامانِ ابوالعُلاء میں شامل ہو کر اس قدر فیضانِ ابوالعُلاءؒ سے مستفید ہوا کہ ولی کامل ہو کر خلافت کے جلیل القدر عہدے سے سرفراز ہوا۔

کرامت

دریائے جمنا کی موجوں کو وہ دن خوب یاد ہو گا جس دن شہزادۂ عرفان حضرت سیّدنا امیر ابوالعُلاءؒ اپنے پروانہ وش عشاق کے ہمراہ ایک چھوٹی سی کشتی میں بیٹھ کر جمنا کی موجوں میں خدا کی ربوبیت کے جلوے دیکھ رہے تھے۔

ایک سادھو نے ازراہِ عقیدت ایک پڑیا میں ذرا سی خاک اکسیر کہہ کر تحفتاً پیش کی جو کہ اس سادھو کی تمام عمر کی کمائی تھی مگر اس ہاشمی شہزادے نے بے التفاتی سے پانی میں ڈال دی اور فرمایا کہ اے دولت کے پیچھے دوڑنے والے سادھو اللہ والے کی نظر اکسیر ہے جس قدر اس دریا کی ریت تو لے جا سکے لے جا سب اکسیر ہے۔ سادھو پریشان ہوا اور جب

دریا کی ریت کے ہر ذرّہ کو جائزہ لینے پر اکسیر پایا تو فوراً داخل اسلام ہو کر غلام ابو العُلاءؒ ہو گیا

کرامت

جوہری بازار کی فضاؤں کو آج تک وہ نعرہ توحید یاد ہو گا جو حضرت سیّدنا امیر ابو العلاءؒ کی زبانِ مبارک سے نکل کر عرش کو ہلا چکا ہے۔

جس نعرہ کو سن کر جوہری بچے دو کالونوں سے نیچے آ گئے اور بے اختیار کلمہ پڑھتے ہوئے حضور سیّدنا امیر ابو العلاءؒ کے پیچھے ہو لئے تھے۔

یہ وہ نعرہ تھا جس کے ذریعے حضرت سیّدنا امیر ابو العُلاءؒ نے جناب میر لقمان صدر شہر اکبر آباد کو تلقین فرمائی تھی کہ ہنود کو مسلمان جبر سے نہیں کیا کرتے مرد مومن کی نگاہ انسان کی تقدیر بدل دیتی ہے۔

ایک اور کرامت جو بہت مشہور ہے

ایک روز حضرت سیّدنا امیر ابو العُلاء مسجد کے صحن میں رونق افروز تھے کہ سامنے سے ایک جوگی پنجرے میں ایک مینا لئے گذرا۔ آپ نے مریدین سے فرمایا کہ اس جوگی کو معہ پنجرے کے یہاں لے آؤ۔ مریدین گئے اور اسے لے آئے۔ اوّل آپ نے وضو کیا پھر دو رکعت نفل ادا کئے اور پنجرے سے مینا کو نکال کر وضو کا پانی اس پر چھڑکا پانی کے چھڑکتے ہی وہ مینا ایک حسین و جمیل عورت میں تبدیل ہو گئی۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ پنجاب کے ایک معقول ساہوکار کی بیٹی ہے میں اپنے مکان کے دروازے پر کھڑی تھی یہ جوگی ادھر سے گذرا، اس نے جادو کے زور سے مینا بنا کر پنجرے میں بند کر لیا۔ حضرت نے اسے گھر بھجوانا چاہا مگر اس نے کہا کہ اب آپ کے در سے کہیں اور کیا جاؤنگی یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گئی

جوگی جو خوف سے کانپ رہا تھا آپ کے قدموں میں گر گیا اور وہ بھی مسلمان ہو گیا حضرت نے ان دونوں کا نکاح پڑھوا دیا۔ بقیہ زندگی ان دونوں نے آپ ہی کے آستانہ پر گذار دی۔ وہ جوگی بھی حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء کے فیض سے ولی کامل ہو گیا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

جو سید ہاشمی ولی ہو جس کی رگ رگ میں حسنین کا خون جوش مارتا ہو جسکی صورت و سیرت حسنین کی تصویر ہو اس کی نقل و حرکت اس کے قول و فعل اور اس کے رنگ ڈھنگ سے کرامت کا اظہار ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور یہ ہاشمی شہزادہ حضرت امیر ابوالعلاء تو چاروں سلسلوں کا سنگم ہے۔ یہ تو حضرت ہی کی خاص شان تھی کہ جس نے اغیار کو بھی کھینچ کر آپ کے قدموں میں لا ڈالا۔

آپ کا مزار مبارک آج بھی اکبر آباد (آگرہ) میں مرجعِ خلائق ہے اور لوگ بلا لحاظ مذہب و ملت آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کا سلسلۂ عالیہ ابوالعلائیہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔

سانحۂ ارتحال بروز دوشنبہ ۹ صفر ۱۰۶۱ سنہ ھ

آج اکبر آباد کا ذرّہ ذرّہ غمگین و ملول نظر آرہا ہے دریائے جمنا کی لہروں میں وہ جوش و خروش نہیں قلعہ معلٰے کی اونچی اونچی دیواریں سوگوار نظر آرہی ہیں آج ارضِ تاج کا تاجدار اکبر آباد کو عرفانی جلوؤں سے منور کرنے والا اپنے غلاموں کو

ملول و بیقرار چھوڑ کر اپنے آقا حسن و حسین کا ہاتھ بٹانے کیلئے حوض کوثر پر سقائی کرنے کا عزم کر لیا ہے۔

اس حق سبحانہٗ کے شیدائی نے وصال یار کی مسرت میں کئی دن سے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے جسم نازنیں روح سے بھی زیادہ لطیف ہو گیا ہے، نقاہت کی زیادتی ہے مگر کیا مجال کہ یاد محبوب سے غافل ہو جائے۔ بیٹھ کر نہیں تو اشاروں سے ہی نماز ادا کی جارہی ہے۔

اے ۹ صفر ۱۰۶۱ھ کی صبح تو خوش نصیب بھی ہے اور عاشقوں کے واسطے دل خراش بھی۔ ایک طرف حق تعالےٰ کے فدائی کو وصال یار سے مسرور کر رہی ہے اور دوسری طرف تو نے غلامان حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ کو اس آقا سے جدا کر دیا ہے جنکی غلامی کا وسیلہ انکی دین و دنیا کا رہبر ہے۔

سلام اس سیّد زادے پر جس نے عالم نزع میں نمازِ فجر کا خیال رکھا سلام اس اکہتر برس کے ہاشمی آفتاب پر جس نے اکبر آباد کے افق سے طلوع ہو کر ارض ہند کو عرفان و فیضان کی تجلیوں سے بقعۂ نور بنا دیا۔

اے خلیفۂ دربار ابوالعلاءؒ ملا ولی محمد تم پر آتش دوزخ حرام ہے کہ تم کو اس نورانی جسدِ مقدس کے غسل دینے کی فضیلت نصیب ہوئی ہے اے ملا ولی محمد تم اس شہید وفا کے پہلو بدلوانے کی کوشش نہ کرو یہ سیّد زادہ امیر ابوالعلاءؒ شہید ہے اور شہید ہر چیز سے باخبر ہوتا ہے یہ خود پہلو بدل لیں گے۔

:- نوٹ :-

یہ واقعہ ہے کہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلاءؒ نے بوقت غسل خود پہلو بدل لیا تھا

رفتہ قطب زماں بعالم پاک (نور اللہ) ۱۰۶۱ سنہ ہجری۔

حضرت امام ربانی محبوبِ یزدانی،

مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے فضائل وکمالات وخوارق وکرامات کتب سیر میں بہت ہی شرح وبسط سے مرقوم ہیں۔ آپ امامِ طریقت ومقتدائے شریعت ہیں آپ دافع بدعت ومحی سُنت تھے۔ آپ کا اسمِ شریف شیخ احمد، نسبت فاروقی اور لقب بدرالدین اور کُنیت ابوالبرکات ہے۔ آپکی نسبت دارادت طریقہ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور نسبت قادریہ اسکندرکھیلی کے ساتھ اور نسبت صابریہ چشتیہ اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحدؒ کے ساتھ ہے اور فیض سہروردیہ بھی خواجہ عبدالاحدؒ سے ہی پایا۔
آپ نے اپنے مقامات، مراتب میں اس قدر ترقی پائی کہ خود حضرت باقی باللہ صاحبؒ حلقہ میں تشریف لاکر فرمایا کرتے کہ شیخ احمد ایسا آفتاب ہے کہ دونوں عالم اس سے منوّر رہیں۔

ولادت باسعادت

حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی رحؒ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند ارجمند احمدؒ پیدا ہوئے تو ایک دن میں مستغرق الحال ہوئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ گھر میں اولیائے امت جمع ہیں ان میں سے ایک بزرگ نے فرمایا۔ دوستو!! شیخ احمدؒ کی زیارت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اولیائے کرام کے کمالات اس میں

جمع کئے ہیں اور اپنا خزینۃ الرحمۃ بنایا ہے۔

سرہند شریف

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے والد ماجد کے پیروں میں سے حضرت شیخ عبد العزیزؒ خلیفہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت باسعادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں کہ اس دن ہم نے عجیب کیفیت دیکھی کہ فرشتے آسمان سے کعبہ مطہرہ میں اتر رہے ہیں اور وہاں سے سرہند شریف کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ بام پر ایک آواز دینے والا پکار رہا ہے کہ اے لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک اللہ کا ولی پیدا ہوا ہے۔ خداوندِ تعالیٰ اس کے ذریعہ دینِ اسلام کو عزت بخشے گا۔ بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھاڑ دیگا اور سنتِ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کرے گا۔

زمانۂ طفولیت

آپ ایام طفلی میں کبھی ننگے نہیں ہوئے ضروریات سے فارغ ہو کر فوراً خود کپڑے لے لیتے تھے۔ آپ کا جسم مبارک یا کپڑے کبھی نجاست آلود نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی کبھی آپ نے گریہ و زاری کی ہر وقت خنداں و فرحاں رہتے تھے اگر دن رات آپ کو دودھ نہ ملتا تو اسکی خواہش سے نہ روتے تھے۔ ایام رضاعت میں بیمار ہو گئے اتفاقاً حضرت شاہ کمال قادریؒ سرہند شریف میں موجود تھے آپ کے والد ماجد علاج روحانی کیلئے حضرت شاہ کمال قادریؒ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ دور ہی سے اس اللہ کے ولی کو دیکھ کر تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔

آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم صاحبؒ کو اس غیر معمولی تعظیم پر تعجب ہوا اور بحالت استعجاب استفسار فرمایا کہ حضور کس کی تعظیم کے لئے استادہ ہوئے ہیں

توحضرت کمال شاہ قادریؒ نے فرمایا کہ ہم اس صاحبزادے کی تعظیم کے لئے اٹھے ہیں اور وہ دن قریب ہے کہ یہ محبوب آفتاب ہوگا اور اپنے تجلیات ارشاد سے ایک عالم کو از مشرق تا مغرب منور و تاباں کریگا۔ یہ وہی محبوب ہے کہ جسکے وجود مسعود کی خبر امت کے تمام اولیائے کرام و صوفیائے عظام دیتے آئے ہیں۔ باخبر لوگ ابتک اسکی بعثت کے منتظر اور چشم براہ رہے ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت شاہ کمال قادریؒ نے اپنی زبان پاک حضرت کے دہن مبارک میں دی آپ نے شاہ صاحب کی زبان چوسی تو شاہ صاحب نے حضرت ممدوح سے فرمایا کہ لیجئے صاحبزادے نے اپنی زبردست روحانی طاقت سے طریقہ قادریہ کی تمام نعمت صرف زبان کے راستہ سے ہی حاصل کرلی ہے جب کبھی شاہ صاحب سرہند شریف تشریف لاتے تو حضرت امام مجددؒ کے حق میں بشارت عظمیٰ بیان فرماتے

مقام امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمد نعمان (آپکے خلیفۂ خاص) کو زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! محمد نعمان سے کہہ دے کہ شیخ احمد کا مقبول ہمارا مقبول ہے اور شیخ احمد کا مردود ہمارا مردود ہے اور مقبول یا مردودِ خدا کے مقبول یا مردود ہے

آپ کا نامِ پاک

نقل ہے کہ ایک دن ایک شخص کو آپ نے سفر کو روانہ کرکے فرمایا کہ اگر راستہ میں کوئی مصیبت یا مشکل آن پڑے تو مجھ کو یاد کر لینا۔ جب وہ سفر میں ایک بیابان میں پہنچا تو ناگاہ ایک شیر ببر بہت غصہ سے نکلا اور حملہ کرنے پر مستعد ہوا۔ یہ شخص فوراً آپ

کا نام پاک زبان پر لایا تو معاً حاضر ہوئے اور آپ نے شیر کو بھگا دیا اور اس مسافر کو معہ قافلہ کے نجات دلا کر سیدھا راستہ پر چلایا۔

صاحب روضۃ الاسلام

فرماتے ہیں کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کے دو خارق الاعظم صفحۂ ہستی میں رہ گئے ہیں ایک تو آپ کے مکتوبات شریف دوئم آپکی اولاد پاک آپکی ولادت باسعادت بتاریخ ۱۴ شوال سنہ ۹۷۱ھ بروز جمعہ ہے اور وفات شریف بروز سہ شنبہ بتاریخ ۲۶ صفر سنہ ۱۰۳۴ھ ہوئی عمر شریف آپکی ۶۳ برس ہے مزار شریف آپ کا سرہند میں ہے۔

مادہ تاریخ ولادت ، اشرف فقیر، سنہ ۹۷۱ھ ہے مادہ تاریخ وفات احمد صراط مستقیم ، سنہ ۱۰۳۴ھ ہے۔

شجرہ نسب

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی بن مخدوم شیخ عبدالاحد بن شیخ العابدین بن شیخ عبدالحیٰ بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن خواجہ سلیمان بن خواجہ یوسف بن خواجہ اسحٰق بن خواجہ عبیداللہ بن خواجہ شعیب بن خواجہ احمد بن خواجہ یوسف بن فرخ شاہ بن خواجہ نصیر الدین بن خواجہ مسعود بن خواجہ محمود بن خواجہ سلمان بن خواجہ مسعود بن خواجہ عبداللہ بن خواجہ ابوالفتح بن خواجہ اسحاق بن خواجہ ابراہیم بن خواجہ ناصر الدین بن عبداللہ بن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

عمدۃ المفسرین، قدوۃ المحدثین، رئیس الفقہاءؒ،

امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

ایک ہمہ گیر شخصیت

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان (۱۸۵۶ء سنہ ۱۹۲۱ء) اپنے عہد کے نامور عالم، فقیہ، ریاضی داں، مصنف اور عبقری تھے۔ علوم ریاضی میں وہ مجتہدانہ دسترس رکھتے تھے اسی طرح علم فقہ میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے اپنی ۶۵ سالہ زندگی میں انہوں نے جو علمی اور سیاسی و دینی خدمات انجام دیں ہیں عالمی پیمانے پر ان کو سراہا گیا ہے اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مقتدائے اہل سنت برصغیر پاک و ہند کے جلیل القدر عالم تھے اور ایک عظیم نعت گو شاعر و ایک عظیم انسان تھے۔

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ علمائے حقانی اور اولیائے ربانی نے ملتِ اسلامیہ کی ہر دور میں فکری و علمی راہنمائی فرمائی ہے تاریخ اسلام نے اگرچہ بڑے بڑے حاکم پیدا کئے ہیں مگر دلوں پر اقتدار کا پرچم صرف علمائے حقانی اور اولیائے ربانی کا لہراتا ہے۔

ولادت باسعادت

آپکی ولادت باسعادت شوال سنہ ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۵۶ء میں ہوئی تاریخی نام المختار تجویز ہوا۔ دادا جان نے احمد رضا پیارا نام تجویز فرمایا اور اسی نام کو بقائے

دوام میسر آیا۔ آپ نے اپنے لئے عبد المصطفےٰ کا لقب خود منتخب فرمایا اور آقا کی غلامی میں یوں مقبول ہوئے کہ غلامی اور عبدیت کا سہرا ملک بھر میں انہیں کے سر سجا۔
زندگی کی ابھی تیرا بہاریں دیکھی تھیں کہ علوم اسلامیہ متداولہ سے فارغ ہو کر مسندِ افتاء پر قدم رنجہ فرمایا۔

خرقۂ خلافت

کامل شیخ حضرت سید آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی اور خرقۂ خلافت و اجازت بیعت ملی۔ وسعت علمی کا یہ عالم تھا کہ علوم دین میں حاضر رہتے ہیں۔ معانی والفاظ دست بستہ غلاموں کی طرح کھڑے ہیں۔ بلا کی ذہانت ہے اور انتہا کی ذکاوت قدرت حافظہ کا یہ کمال ہے کہ رمضان شریف میں روزانہ کے حساب سے ایک پارہ قرآن پاک یاد فرما لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰحضرت جیسا جامع علوم اور صاحب تصانیف کثیرہ زمین ہند پر کوئی دوسرا نہیں گذرا۔ اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دنیائے اسلام میں دوسرا نظر نہیں آتا۔ بلا مبالغہ اعلیٰحضرت کی تصانیف ایک ہزار کے قریب ہیں کئی سو مطبوعہ ہیں۔

مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے جب سرزمین ہند میں تجدید و احیاءِ دین کا کام شروع کیا تو انہیں بیک وقت کئی محاذوں پر برسرِ پیکار ہونا پڑا ایک طرف تو فرنگی تہذیب اور اسکے دلدادہ تھے دوسری طرف ہندو نواز نام نہاد مسلمان تھے تیسری طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے باکیاں کرنے والے تھے۔ دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ٹولہ الگ تھا۔ آریہ سماج الگ تھے اور مرزائی الگ گمراہی پھیلا رہے تھے غرضکہ غلاظت و غوابت، کفر و شرک کے گھرے بادل پورے برصغیر پر چھائے ہوئے تھے اور پوری گھن گرج سے برس رہے تھے۔ ایسے میں یہ مردِ حق آگاہ نام خدا

اور وسیلۂ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے طوفانوں کا رُخ موڑنے اور باطل کے سیلابوں کا زور توڑنے کھڑا ہوا۔

اس میں شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا سا زہد و تقوٰی تھا۔ ابوحنیفہ رح اور ابو یوسف کی سی ژوف نگاہی تھی رازی و غزالی کا سا طرز ستدلال تھا۔ وہ مجدّد الف ثانی رح اور منصور حلاج کا اعلائے کلمۂ الحق کا یارا رکھتا تھا۔

اس کے پاس نہ تو کوئی بڑی دینی درس گاہ تھی اور نہ کوئی مرکزِ عقیدت خانقاہ نہ کوئی سرگرم عملی جماعت تھی نہ مددگاروں کا کوئی گروہ، اس کا ہتھیار انقلاب آفریں قلم اسکی سپر آہنی ہمت و عزم اور اسکی جائے پناہ دامنِ رحمتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

آخر کار اس نیک نیت و پاک طنیت مردِ حق آگاہ نے اپنے مشن میں کامیابی اور کامرانی پائی۔ فوج و سپاہ والے پیچھے رہ گئے ان کا پردہ فریب چاک ہو گیا انکی جمعیت پراگندہ اور ان کی غوغا آرائی غلغلۂ حق میں گم ہو گئی۔ پورا برصغیر پاک و ہند مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی روشن کی ہوئی شمع سے روشن ہو گیا۔

قصیدۂ نور

۱۳۱۷ھ میں فاضل بریلوی رح نے اپنا قصیدۂ نور لکھا جس کا پہلا شعر ہے

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا۔

اور آخری شعر ہے

اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا۔

سب سے پہلے یہ قصیدہ عرس قادری بدایوں میں ۵ جمادی الاخر ۱۳۱۷ھ کو پڑھا گیا جسمیں ہندوستان کے نامور علماء اور مشائخ مولانا عبد القادر بدایونی مولانا وصی احمد محدث، مولانا ہادی علیخاں سیتاپوری، مولانا ہدایت رسول، شاہ محمد فاخر الہ آبادی، مولانا عبد الصمد سہوانی، شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی شاہ تجمل حسین شاہجہانپوری وغیرہ موجود تھے حضرت شاہ ابوالحسن نوری میاں صدر مشائخ تھے۔ حضرت فاضل بریلوی بھی تشریف فرما تھے بدایوں کے مشہور نعت خواں جبیب قادری مرحوم نے اپنے مخصوص انداز میں قصیدہ نور پڑھا۔ لوگ بیان کرتے تھے کہ محفل سراپا نور بن گئی۔ ایک ایک شعر چار چار پانچ پانچ مرتبہ پڑھا گیا کیف و سرور کی ایک کیفیت برپا تھی، تحسین آفریں کے نعرے تھے۔ دس بجے یہ قصیدہ شروع ہوا اور قبل ظہر ختم ہوا۔

حضرت شاہ احمد نور قدس سرہ نے جو گردن جھکائے مراقب نظر آرہے تھے گردن اٹھائی اور دست بدعا ہوئے حضرت فاضل بریلوی والہانہ انداز کے ساتھ اٹھے اور بے ساختہ ایک چیخ نکلی اور حضرت میاں صاحب قبلہ کے زانوئے مبارک پر سر رکھ دیا۔ سبحان اللہ

وفات

یہ علم و عمل کا بحر اعظم ۱۸ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء دوپہر شفیق محبت کی گود میں ہمیشہ کے لئے سو گیا۔ اپنی ۶۵ سالہ زندگی میں انہوں نے جو علمی اور سیاسی اور دینی خدمات انجام دیں ہیں اسے عالمی پیمانے پر سراہا جا رہا ہے۔

شجرۂ نسب

مجدد مآۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کا سلسلۂ بیعت

ہی تم کو بتا چکے ہیں کہ تمہارے دربار میں ایک بہت بڑی ہستی ہے اس کا خیال رکھنا مگر تم نے اسے خفا کر دیا جاؤ جا کر معافی مانگو۔

تغیّر

دوسرا دن ہوا جس آفتاب نے کل اس ہاشمی شہزادہ کو شمشیر بکف سپہ سالار کی شکل میں دیکھا تھا آج وہ شہزادہ کالی کملی اوڑھے ہوئے ایک کفنی میں جلوہ فگن تھا یہ وہ لباس تھا جسکی حورانِ بہشت بلائیں لینے کو بیچین تھیں بہار خلد اس لباس کی رعنائیوں پر قربان ہونا چاہتی تھیں فردوس کی ہوائیں جسکی خوشبو سے معطر ہونے کی آرزومند تھیں آج امارت و نظامت پر ٹھوکر مار کر یہ حسنی و حسینی گلستان کا گلِ نوبہار جہاں کو معطر کر رہا تھا صبح ہوتے ہی جہانگیر ننگے سر ننگے پاؤں اس ولایت کے شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہوا اور معافی چاہی اس اللہ والے نے اپنی دریا دلی کا ثبوت دیا اور جہانگیر کو معاف کر دیا۔

اذکار احرار، نجات قاسم، محبت العارفین اور پیارا ابوالعلاؒ میں مرقوم ہے۔

(ملخص) دیوان میں کرامت کی شب حضرت مولا مشکل کشا امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؓ نے حضرت سیّدنا امیر ابوالعلا قدس سرہٗ العزیز کو آغوش شفقت میں لیکر فرمایا۔ فرزند ارجمند کشود کار تمہارا خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری سے مقدر ہوا ہے انکے مزار پر نور پر حاضر ہو۔

روانگی اجمیر شریف

جناب امامت مآب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ہدایت کے موجب اب یہ ہاشمی شہزادہ اپنی منزل کی طرف جانا چاہتا تھا سب سے پہلے اس سیّد زادہ کے دہلی کی سرزمین نے قدم چومے آستانۂ ملائک آشیاں حضرت قطب الاقطاب خواجہ

مفتئ اعظم ہند

حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خان

علیہ الرحمۃ

حضرت نے اپنا بچپن کا زمانہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے زیرسایہ علمی ماحول میں گذارا اور انہیں کی سرپرستی میں آپ نے تمام مروجہ علوم وفنون پر مہارت حاصل کی اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی زیرنگرانی اپنی تعلیم مکمل فرمائی۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے دربار میں بڑے بڑے جید علماء اپنی اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے ہروقت حاضر رہا کرتے تھے۔ اور جب امام احمد رضا علیہ الرحمہ دقیق سے دقیق مسائل چٹکی بجاتے حل فرما دیا کرتے تھے تو مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ پر اپنے والد بزرگوار کی علمی لیاقت اور خداداد ذہانت کا بہت اثر ہوتا۔ مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ نے مولانا شاہ رحیم الٰہی منگوری سے بھی درس لیا جو اپنے وقت کے جید عالم تھے۔

آپ اپنے برادر محترم حضرت حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد سے اپنی حیات تک مسندِ رضویت پر فائز رہے ان سے بھی پڑھا اور فیوض وبرکات حاصل کئے جب آپکی عمر شریف ۹ برس کی ہوئی تو اس وقت آپکے والد ماجد امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے مشاہیر اور علماء کے مجمع میں بمقام بریلی بہت ہی واضح الفاظ میں اعلان فرمایا کہ میرا یہ بچہ ولی ہے اس سے فائدہ حاصل کرنا۔ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی زبانِ مبارک

سے نکلے ہوئے یہ الفاظ کتنے سچے ثابت ہوئے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر ولیِ کامل اور تاجدارِ اہلسنّت کے نام سے دنیائے علمیت و ولایت پر آفتاب بن کر چمکا جس کے روحانی فیض سے لاکھوں گمراہ انسان راہ مستقیم پر آگئے۔ جسکی پوری زندگی تبلیغ دین میں گذری جسکی زندگی کا ایک ایک لمحہ یادِ الٰہی اور مخلوق خدا کی خدمت میں گذرا۔ جو زندگی بھر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ جو دشمنانِ دیں کے لئے ایک ننگی تلوار تھا جسکی ہیبت و جلال سے بدمذہبوں کے کلیجے تھراتے تھے جو عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک شفیق باپ کی طرح تھا جسکے آگے بڑے بڑے جیّد علماء طفلِ مکتب نظر آتے جسکی عبادت کا یہ عالم تھا کہ رات اور دن عبادت میں مشغول رہتے آپکے دربار میں حاضری کو لوگ ترستے تھے اور جو حاضر ہوتے تھے وہ اپنی اپنی جھولیاں بھر کر واپس جاتے تھے۔

آپ کے آستانہ پر ہر وقت سیکڑوں عقیدت مندوں کا ہجوم ہوتا اور مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے یہاں آتی تھی۔

یادِ الٰہی، عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اور خدمت خلق عبادت و ریاضت ہی آپکی زندگی کا سرمایہ تھا۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تمہاری ایک سانس کسی دوسرے انسان کے کام آجائے تو سیکڑوں برس کی عبادت سے بدرجہ بہتر ہے"۔ مولانا مصطفےٰ رضا خان علیہ الرحمہ کی تو پوری زندگی خدمتِ خلق میں گذری ہے آپ کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا غرض زندگی کا ہر لمحہ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گذرا تھا آپ اخلاق و محبت کا ایک عظیم پیکر تھے آپکے زہد و تقویٰ کا یہ عالم کہ کوئی کام خلاف شریعت نہیں کرتے تھے آپ کی نورانی شکل دیکھ کر ہزاروں غیر مسلموں نے آپ کے دستِ حق پر اسلام کی لازوال نعمت کو قبول کیا۔ لاکھوں مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور لاکھوں نفوس آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے آپکے عقیدت منداس وقت

دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

یوں تو مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ پر مکمل عبور رکھتے تھے لیکن فقہ میں آپکی حیثیت انتہائی بلند و منفرد تھی، فتویٰ نویسی کا فن تو آپکو وراثت میں ملا تھا۔ آپ کو دنیائے اسلام نے (مفتی اعظم ہند) کا خطاب دیا اور آپ نے آخری عمر تک فتویٰ نویسی کو جاری رکھا۔ حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ علمیت، روحانیت اور زہد و تقویٰ میں امام احمد رضا خاں کے صحیح جانشین تھے۔ آپکی پاکیزہ ہستی تو وہ ہے جس کو دیکھنا خود عبادت ہے۔ بھلا ایسے ولی کامل کی عبادت و ریاضت کس درجہ کمال کو پہنچی ہو گی اور اس کے زہد و تقویٰ کا کیا عالم ہو گا۔ ریاضت کے مطابق مفتی اعظم ہند کا ارشاد ہے جس میں آپ نے بعض مختلف مشائخ کرام کا حوالہ دیا ہے کہ " لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں "، کوئی ریاضت و مجاہدہ ارکان و آداب نماز کی رعایت کرنے کے برابر نہیں۔ خصوصاً پانچ وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا۔

آپ ہر کام اخلاص سے خدا کی رضا کے لئے باتباع شریعت کرنا باعث نجات سمجھتے تھے جو ریاضت و مجاہدہ کی روح ہے یعنی مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کا اسم گرامی ان ہستیوں میں بڑی اہمیت کا حامل ہے جنہوں نے خالق کائنات کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھا کہ سرکارِ دو عالم، تاجدار مدینہ، مالک دوسرا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر کوئی عبادت عبادت نہیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام عبادتوں کی عبادت ہے اور روح عبادت ہے اور عشق ہی روحِ ایمان ہے اور ایمان کی جان ہے۔

نائبِ غوث الاعظم

حضور مفتی اعظم ہند کو جناب سیدنا غوث الاعظم سے خاص عقیدت تھی اور بلاشبہ آپ

نائب غوث الاعظم تھے جناب حافظ رحمت نبی خاں صاحب بریلوی عرصۂ دراز سے شیخ طریقت کی تلاش میں تھے لیکن جس طرح کا مثالی مرشد ان کے تصور میں تھا وہ کہیں نظر نہیں آتا تھا انہیں سنہ ۱۹۰۱ء میں خواب میں زیارت سیدنا غوث الاعظم علیہ الرحمہ ہوئی جس کے بعد سے مرشد کی تلاش صرف قادری سلسلہ میں ہی تھی۔ تلاش شیخ میں بیقرار ہو کر حافظ صاحب موصوف نے بغداد شریف کے سفر کا ارادہ کیا اور وہاں جا کر یہ خیال کیا کہ آستانۂ سرکار غوث الوریٰ رح کے سجادہ نشین ہی سے بیعت ہو کر غلامانِ غوثیت کے زمرہ میں شامل ہو جاؤنگا مگر کچھ دجوہات کی بناء پر یہ آرزو پوری نہ ہوسکی آخر کار جب دل کی بیقراری حد سے زیادہ بڑھی تو محبوبِ سبحانی غوث الاعظم علیہ الرحمہ نے صاحبِ موصوف ان کے ہونے والے شیخ طریقت کے بارے میں بتا دیا کہ "جاؤ بریلی شریف میں میرے نائب ہیں ان سے بیعت ہو جاؤ" بالآخر حافظ رحمت نبی خاں صاحب سرکار مفتیٔ اعظم ہند رح کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے

دستِ غوث اعظم

ایک دفعہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک صاحب مرید ہونے کے لئے تشریف لائے۔ مرید کرتے وقت حسب معمول اور باتوں کے علاوہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ان صاحب سے کہا "کہو کہ میں نے اپنا ہاتھ حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ لیکن وہ صاحب ہر وہ بات دھراتے گئے جو بات مفتی اعظم ہند فرماتے رہے لیکن یہاں آکر وہ خاموش ہو گئے اور کہا میں یہ نہ کہونگا کہ میں نے اپنا ہاتھ حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا" میں نے تو اپنا ہاتھ مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں ابنِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کے ہاتھ میں دیا ہے حضور مفتیٔ اعظم ہند یہی کہتے رہے کہ کہو "میں نے اپنا ہاتھ حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا" لیکن وہ صاحب اس جملے کو ادا نہ کرتے

لوگوں نے دیکھا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو جلال آگیا اور آپ نے بلند آواز سے پھر وہی جملہ دہرایا۔ آپ کی آواز کی ہیبت اور چہرہ مبارک کو دیکھ کر انہوں نے فوراً وہ الفاظ دہرائے اور اسطرح وہ حضرت مفتی اعظم ہند سے بیعت ہو گئے۔ جب وہ صاحب مرید ہو کر رخصت ہونے لگے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ تو کہتے تھے کہ یہ جملہ میں ہرگز نہ دہراؤنگا لیکن آخر میں آپ کو کہنا پڑا کہ "میں نے اپنا ہاتھ سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا" حالانکہ آپ کا ہاتھ حضور مفتی اعظم ہند کے ہاتھ میں تھا؟ ان صاحب نے لوگوں سے کہا "خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنا ہاتھ سیّدنا غوث الاعظم ہی کے ہاتھ میں دیا تھا" ورنہ میں یہ الفاظ ہرگز نہ دہراتا اللہ اللہ کیا شان تھی۔"

یادگارِ اعلیٰحضرت

دُعائے امام احمد رضا اور نوید سیّدنا ابوالحسن نوری رح

۱۹۵۶ء مئی کا دن تھا جو اہل بریلی کے لئے بڑا ہی مبارک تھا۔ ہر شخص کی تمنا تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح جلوس کی اگلی صفوں تک پہنچ جائے لیکن یہ کام جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ جلوس کے آگے دو عجوبہ روزگار ہستیاں جن میں ایک جوان اور دوسری ضعیف آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ یہ منظر بڑا ہی دلکش اور فرحت انگیز تھا اہل بریلی نے دیکھا کہ اس جوان شخصیت کے پیچھے پیچھے چلنے والی عمر رسیدہ سفید ریش اور نورانی چہرہ شخصیت برہنہ پا چل رہی ہے جیسے ایک غلام اپنے آقا کی تابعداری میں چلتا ہو۔ ان بزرگ کو جو اپنے وقت کے امام الفقہاء اور ولی کامل تھے اس سے پہلے کبھی ایسی نیازمندانہ حالت میں نہیں دیکھا تھا۔ ان بزرگ کی شان تو یہ تھی کہ ان کے دربار میں بڑے بڑے جیّد عالم اور مقتدر ہستیاں ہاتھ باندھے باادب کھڑی رہتی تھیں۔

یہ بزرگ ہستی تو وہ تھی جس کی آواز کو دنیائے اہل سنیت میں حروف آخر سمجھا جاتا تھا ان کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا عالم تو یہ تھا کہ جس طرف نظر اٹھاتے لوگ فرطِ عقیدت سے اپنی گردنیں جھکا لیتے ان بزرگ کے مریدوں کی تعداد ۹۰ لاکھ سے بھی زائد ہے دنیا کے کونے کونے میں ان کے عقیدت مند اور مرید موجود ہیں۔ انکی شہرت کا ڈنکا پورے عالم اسلام میں بج رہا ہے یہ بزرگ اپنے مکان سے جب نماز پڑھنے مسجد کو جاتے تو راستے میں سیکڑوں لوگ انکی قدم بوسی کے لئے بیتابانہ دوڑتے، کوئی قدم چومتا اور کوئی ان کا دستِ مبارک اپنے سر پر رکھواتا۔ جب یہ وضو فرماتے تو لوگ ان کے وضو کا پانی بوتلوں میں بھر لیتے۔ ان کا گذر جب بریلی کی شاہراہوں سے ہوتا تو لوگ دونوں جانب قطاریں بنا کر کھڑے ہو جاتے ٹریفک جام ہو جاتی اور دکاندار اپنی اپنی دکانوں سے نیچے اتر آتے۔ جب تک ان کی سواری وہاں سے گذر نہ جاتی یونہی دست بستہ کھڑے رہتے۔

کیا آپ جانتے ہیں یہ بزرگ ہستی اور وہ جوان ہستی کون تھیں؟ وہ جوان ہستی پیر سیّدنا طاہر علاؤالدین دامت برکاتہم کی تھی۔ جو حضور سیّدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ بزرگ شہزادۂ اعلحضرت تاجدارِ اہلسنّت مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی تھے۔

مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کی ولادت کا واقعہ بھی عجیب وغریب ہے امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ ایک دفعہ اپنے پیر و مرشد اور روحانی پیشوا سیّدنا حضرت شاہ آل رسول احمد مارہروی علیہ الرحمہ کے آستانۂ عالیہ پر حاضر تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ حضرت ابوالحسن نوری علیہ الرحمہ بعد نماز عصر زینے سے اتر رہے تھے اور امام احمد رضا ان کے پیچھے پیچھے تھے کہ اچانک حضرت نوری میاں صاحب علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کو مخاطب کر کے فرمایا، مولانا صاحب! بریلی میں آپ کے گھر ایک صاحبزادے

کی ولادت ہوچکی ہے جب میں بریلی آؤنگا تو اس بچے کو ضرور دیکھوں گا وہ بڑا ہی مبارک اور خوش بخت ہے۔

اس واقعہ سے ایک روز قبل خود احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے اپنے پیرومرشد کے آستانے پر خواب میں دیکھا کہ ان کے گھر ایک فرزند پیدا ہوا ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے خواب میں ہی اسکا نام آل رحمٰن رکھ دیا۔ دوسرے دن بریلی سے صاحبزادے نیک فال کی خبر پہنچی حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ نے ابوالبرکات محی الدین جیلانی نام تجویز کیا۔ بعد کو محمد کے نام پر عقیقہ ہوا۔ اور مصطفٰے رضا خاں عرف قرار پایا۔

آپکی ولادت سے قبل امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے بارگاہ رب العزت میں دعا مانگی تھی کہ الٰہی مجھے ایسی اولاد عطا فرما جو عرصۂ دراز تک تیرے دین اور تیرے بندوں کی بہت خدمت کرے" یہ دعا قبول ہوئی۔ اور حضرت مولانا مصطفٰے رضا خاں علیہ الرحمہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء شہر بریلی میں پیدا ہوئے یہ حضرت ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد شاہ مصطفٰے رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے والد امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی دعا اور اپنے پیرومرشد حضرت ابوالحسن نوری میاں علیہ الرحمہ کی نوید تھے ان دو صاحب دل بزرگ کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا مصطفٰے رضا خاں علیہ الرحمہ پر اپنے والد بزرگوار اور پیرومرشد کی نگاہ التفات وکرم کس درجہ مرکوز تھی یہی وجہ تھی کہ پورے عالم اسلام میں آپکی علمیت وروحانیت کا چرچا تھا۔

حضرت مولانا مصطفٰے رضا خاں علیہ الرحمہ کی بیعت وخلافت کا واقعہ بھی اپنی جگہ بڑا ہی عجیب وغریب ہے۔

آپ کی ولادت کے چھ مہینے بعد حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ بریلی تشریف لائے اور اپنی دیرینہ خواہش کے بموجب بچہ کو دیکھا اور گود میں لے کر اس نعمت خداوندی پر امام احمد رضا

خاں علیہ الرحمہ کو مبارکباد پیش کی اور فرمایا یہ بچہ بڑا ہو کر دین وملت کی بڑی خدمت کریگا اور مخلوق خدا کو اسکی ذات سے بڑا فیض پہنچیگا۔ یہ بچہ ولی ہے، یہ فیض کا دریا بہائے گا اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہونگے اس کے ساتھ ہی حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ شہزادۂ اعلیٰحضرت کے منہ میں اپنی انگلیاں ڈالدیں اور سلسلہ قادریہ میں بیعت سے شرف فرماکر اجازت وخلافت سے نوازا۔

(ماخوذ ے معارف رضا)

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے تین حج کئے تیسرا حج ۱۹۷۱ء میں کیا جو ایک تاریخی اور یادگار حج تھا جو آپ نے بغیر فوٹو کے پاسپورٹ پر ادا کیا۔ جس عاشق کے دل میں اپنے آقا ومولا کی تصویر بسی ہو اور جسکا دل حبیب خدا کی محبت وعظمت کا مدینہ ہو بھلا وہ اپنی تصویر کیسے کھنچوا سکتا ہے اس کو کب گوارہ ہوگا کہ خلافِ شرع کرے (پچھلے دونوں حج برصغیر کی آزادی سے پہلے ادا کئے تھے جس میں فوٹو کی کوئی قید نہیں تھی) پہلا حج آپ نے ۱۹۰۵ء میں اپنے والد بزرگوار امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے ساتھ ادا کیا تھا اور دوسرا حج پاکستان بننے سے تقریباً ایک سال قبل۔ تیسرے حج کے موقع پر آپ کی بڑی قدر ومنزلت ہوئی سعودی عرب میں مقیم ہندوستانی سفارت خانہ کے افسران نے آپ کو جدہ میں بڑے پرتپاک طریقہ پر خوش آمدید کہا۔

احترام مدینۂ منوّرہ

جب آپ مدینہ منوّرہ میں داخل ہوئے تو ننگے پیر اور پیدل تھے آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور جسم پر رقت طاری تھی یہ منظر بڑا ایمان افروز تھا۔ مدینۂ منوّرہ کے قیام کے دوران آپکی قیام گاہ پر ہر وقت اہل مدینہ اور دوسرے ممالک کے حجاج کرام کا ہجوم رہا کرتا تھا ایک دن حلب کے علماء کرام مفتی اعظم کی زیارت کو آئے تو حضور نے انہیں چائے پیش کی۔

تو انہوں نے اس شرط پر چائے پی کہ حضور پہلے ایک گھونٹ پی کر اسکو تبرک کردیں۔ بعد کو ان میں سے کچھ حضرات حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مرید ہوئے اور کچھ نے اجازت خلافت حاصل کی۔ مدینہ شریف میں ایک شخص حضرت مولانا ضیاءالدین علیہ الرحمہ سے مرید ہونے آیا تو انھوں نے اسکو ڈانٹا کہ شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے بیعت ہوتا ہے اور پھر اسے حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت کرایا۔

وصال

حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ ۱۴ ارمحرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ ارنومبر سنہ ۱۹۸۱ء بروز بدھ اور جمعرات درمیانی شب وصال کر گئے۔

وصال کے وقت آپکی عمر شریف ۹۰ برس کی تھی حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے وصال سے چند گھنٹے پہلے بعد نماز عشاء فرمایا تھا کہ "میں اپنے تمام مریدوں کو غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں میں نے اپنے تمام مریدوں کو بارگاہ غوثیت میں دیا اور ان تمام معتقدین کو مرید کیا جو مجھ سے مرید ہونا چاہتے تھے۔

بروز جمعہ آپ کو اپنے والد محترم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاںؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

آپ کے جنازہ میں

بتیس لاکھ انسانوں نے شرکت کی پورے ہندوستان سے لوگ جنازے میں شرکت کے لئے آئے۔ چودہ مسلم ملکوں کے سفیر آپ کے وصال کی خبر سن کر بریلی آئے بریلی کا فوجی ہوائی اڈا کھول دیا گیا تاکہ ملک کے مختلف گوشوں سے لوگ بذریعہ ہوائی جہاز دھلی سے براہ راست بریلی آسکیں آپ کے جنازہ میں مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں نے بھی شرکت کی جس وقت آپ کا جنازہ بریلی کی شاہراہوں سے گذر رہا تھا تو لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔

بوقت غسل ایک کرامت

غسل کے وقت آپ نے ایک ایسی کرامت دکھائی جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک جہاں سے دوسرے جہاں کو کوچ کر جاتے ہیں ان پر موت بس ایک آن کو آتی ہے اور پھر وہ حیات جاویدانی پا جاتے ہیں۔

آپ کو جس وقت غسل دیا جا رہا تھا تو اس وقت آپکی ران کے اوپر سے کپڑا سرک گیا جس سے ستر پوشی قائم نہ رہنے کا خدشہ تھا۔ لہذا آپ نے فوراً اپنی دو انگلیوں سے کپڑے کو پکڑ لیا۔ اس واقعہ کے چشم دید گواہ حضرات ہیں جو آپ کو غسل دیتے وقت وہاں موجود تھے

نوٹ

قارئین حضرات سے التماس ہے کہ اگر کوئی سہواً غلطی رہ گئی ہو تو اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کی جاسکے۔

نثار اکبرآبادی

الحدیث

حی علی الصلوٰۃ

حی علی الفلاح

- نمازی کے نامۂ اعمال میں حج کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے نمازیوں کو ملائکہ رحمت میں ڈھانپ لیتے ہیں۔

دارالخلافہ مغلیہ آگرہ (اکبرآباد) کے صاحبِ کمال بزرگ

۱	حضرت شاہ علاء الدین شاہ ولایتؒ المعروف علاول بلاول رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک، نائی منڈی۔ آگرہ (بھارت)
۲	حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک صوفی پورہ نزد وزیر پورہ
۳	حضرت سیدنا امیر عبداللہ احراری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قریب روضہ جینی جمنا کنارہ
۴	حضرت عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قریب احاطہ میڈیکل کالج
۵	حضرت عبداللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قرب قندھاری باغ
۶	حضرت شیخ صفی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک بیلن گنج پل آہنی
۷	حضرت شاہ منورؒ رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک گوشہ شمال احاطہ شیخ صفیؒ
۸	حضرت زین الدین رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قرب جمنا احاطہ مسجد ہمایوں (کچھی پورہ)
۹	حضرت شاہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ خلفائے مجدد سے ہیں	مزار مبارک صوفی پورہ (نگلہ دھنی)
۱۰	حضرت شیخ احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک تاج محل سمت مشرق
۱۱	حضرت شیخ جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قرب تاج محل سمت مغرب
۱۲	حضرت شیخ امجد بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک تاج گنج (جنبیلیوں میں)
۱۳	حضرت شیخ عظمت بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک تاج گنج قریب (تھانہ)
۱۴	حضرت مبارک غوث رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک بلمقابل قلعہ نزد (آگرہ فورٹ اسٹیشن)
۱۵	حضرت شاہ زنگی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک اندرون چہار دیواری قلعہ
۱۶	حضرت شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک اندرون چہار دیواری قلعہ
۱۷	حضرت شاہ پھول رحمۃ اللہ علیہم	مزار مبارک اندرون چہار دیواری قلعہ
۱۸	حضرت سید غریب شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قلعہ کے باہر قرب (امر سنگھ گیٹ قلعہ)

۱۹	حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قلعہ کے باہر جانب جنوب
۲۰	حضور بیگم بادشاہ زادی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک تاج محل قریب احمد بخاری ؒ
۲۱	حضرت شاہ معروف رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک عیدگاہ جانب دکن
۲۲	حضرت شاہ سنوار رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک قریب وزیر پورہ
۲۳	حضرت حاجی خلیل المعروف حاجی پیر خلیل رحم	مزار مبارک ہینگ منڈی
۲۴	حضرت سید کمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک ہینگ منڈی تکیہ وزیر شاہ
۲۵	حضرت بابا ملنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک ہینگ منڈی 〃
۲۶	حضرت مہدی شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک ہینگ منڈی 〃
۲۷	حضرت شاہ بیدار محمد رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک میدہ کٹرہ
۲۸	حضرت مفتی بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک لوہا منڈی
۲۹	حضرت شاہ ناظر رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک گوکل پورہ
۳۰	حضرت شاہ احمد میاں رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک بلوچ پورہ (لوہا منڈی)
۳۱	حضرت مولانا شاہ محمد ولی رحمۃ اللہ علیہ شارح مثنوی	مزار مبارک بالو گنج
۳۲	حضرت شاہ امجد علی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک مدرسہ شاہی
۳۳	حضرت شاہ حکیم رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک چھوٹی پتھالی تکونیہ مسجد کے باہر
۳۴	حضرت ماسٹر قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک پیر گیلانی (قرب پارک)
۳۵	حضرت شاہ مشتاق رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک نزد سکندرہ
۳۶	حضرت شاہ حکیم رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک نزد سکندرہ (نرکتا)
۳۷	حضرت شیر جنگ بابا رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک نزد سکندرہ
۳۸	حضرت سید نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک بستی نبی صاحب
۳۹	حضرت شیخ کلیم الدین و حکیم مہر علی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک احاطہ خانقاہ و دیوانخانہ حکیمان رح اجمعین

۴۰	حضرت شیخ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک فورا میڈیکل اسٹور کے برابر
۴۱	حضرت حاجی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک کٹرہ حاجی شاہ
۴۲	حضرت سید غریب شاہ رح المعروف تہ خانے والے سید	مزار مبارک جامع مسجد
۴۳	حضرت نوگزے صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک بلمقابل آگرہ کالج ٹھنڈی سڑک
۴۴	حضرت محبوب شاہ صاحب المعروف مردوں کے پیر رح	مزار مبارک کیتھم
۴۵	حضرت شیخ کمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مزار کھیڑیا
۴۶	حضرت نور زماں صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک وزیر پور
۴۷	حضرت سید معصوم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک بادشاہی مسجد المعروف ہیجڑے کی مسجد لوہا منڈی
۴۸	حضرت داد کریم اللہ رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک گھر کالے خان (نائی منڈی)
۴۹	حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک عید گاہ
۵۰	حضرت بہار روح رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک سونٹ کی منڈی
۵۱	حضرت ہانڈی معقوف شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک نائی کی منڈی
۵۲	حضرت سید صاحب المعروف ستارۂ ہند رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک وزیر پورہ قریب نہر (نیو آگرہ)
۵۳	حضرت نظیر اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک تاج گنج
۵۴	حضرت خلیل اللہ شاہ شہید	مزار مبارک رکاب گنج
۵۵	حضرت سیدنا امیر نور اللہ رح	مزار مبارک وزیر پورہ قریب نہر
۵۶	حضرت فولاد شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک احاطہ سیدنا امیر ابو العلا رح
۵۷	حضرت پیر وہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک عالم گنج
۵۸	حضرت شاہ شوکت میاں رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک کھتینہ لوہا منڈی
۵۹	حضرت شاہ بہادر رحمۃ اللہ علیہ	مزار مبارک بلوچ پورہ
۶۰	حضرت حبیبا المعروف کنوارے مولوی صاحب رح	مزار مبارک غالب پورہ

اپیل برائے ایصال ثواب

جناب عبدالرشید صاحب لیدر مرچنٹ نے

اپنی والدہ محترمہ مرحوم و مغفور کے ایصالِ ثواب کے لئے اس کتاب کی کتابت کا مکمل خرچ فراہم کیا ہے۔

ہم بھی دست بدعا ہیں اور قارئین کرام سے بھی التماس کرتے ہیں کہ خداوندِ قدوس کے حضور دست بدعا ہوں کہ اے قادرِ مطلق اپنے حبیب پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے اپنے فضل و کرم سے ان کے مزار پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ان کے گوشۂ قبر کو گوشۂ جنت بنائے۔ اور عبدالرشید صاحب کے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

جناب نعیم الدین صاحب نے

اپنے والد محترم علیم الدین مرحوم مغفور کے ایصال ثواب کے لئے اس کتاب کے کاغذ کا آدھا خرچ فراہم کیا ہے۔

ہم بھی دست بدعا ہیں اور قارئین کرام سے بھی التماس کرتے ہیں کہ علیم الدین مرحوم مغفور کے لئے خالقِ کُل کے حضور دست بدعا ہوں کہ پروردگارِ عالم اپنے حبیب پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے صدقے میں علیم الدین مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے ان کے مزار پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور انکی قبر کو نور سے معمور کرے۔ اور نعیم الدین صاحب کے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ہمارے ایک کرم فرما اور نسیم الدین شیخ صاحب نے اپنے دادا سعید الدین شیخ اور والد بدر الدین شیخ مرحوم مغفور کے ایصالِ ثواب کیلئے اس کتاب کے کاغذ کا آدھا خرچ فراہم کیا ہے۔

ہم بھی دعاگو ہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ سعید الدین شیخ صاحب مرحوم اور بدر الدین شیخ صاحب مرحوم کے لئے دست بدعا ہوں کہ اے خالقِ اکبر اپنے محبوب نبیٔ کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم اور اولیاء اللہ کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے فضل واکرم سے نوازے اور ان کی قبروں کو اپنے نور سے معمور فرمائے اور ان کے مزاروں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ اور نسیم الدین شیخ کے کاروبار اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جناب محمد اقبال عُرف لاڈلے صاحب نے اپنے مرحوم جدِامجد کے ایصال ثواب کے لئے اس کتاب کی چھپائی کا خرچ فراہم کیا ہے۔

ہم بھی دست بدعا ہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ ان کے جدِامجد کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعا فرمائیں کہ مولائے کریم تاجدارِ مدینہ اور اولیاء کرام کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے نوازے اور ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور لاڈلے میاں کے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دربار پرنٹنگ پریس پکا قلعہ حیدرآباد اور

سطرت آرٹ قلعہ چوک حیدرآباد اور قیوم صاحب آرٹسٹ

کی طرف سے اس کتاب کا ٹائیٹل پیش کیا گیا ہے۔

ہم بھی دُعاگو ہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں
انہیں اپنی نیک دعاؤں میں
یاد رکھیں اور ربّ عزّوجل کے حضور دست بدعا ہوں کہ پروردگار
اپنے محبوب نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے
صدقے میں ان کے کاروبار اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

جناب عزیز الدین صاحب ٹنڈو جام والوں نے

اپنے والد نقیب الدین مرحوم اور بھائی رفیق الدین مرحوم مغفور
کے ایصال ثواب کے لئے۔ اس کتاب کی بائنڈنگ کا خرچ فراہم کیا ہے
ہم بھی دعاگو ہیں اور قارئین کرام سے بھی التماس کرتے ہیں کہ انکے
والد مرحوم اور بھائی مرحوم کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں اور دُعا
فرمائیں کہ پروردگار اپنے محبوب نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور
اولیاء اللہ کے طفیل ان کے مزاروں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں
نازل فرمائے اور انہیں اپنے فضل و کرم سے نوازے۔ اور عزیز الدین
صاحب کے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز کی اہمیت

نماز تمام عبادات میں افضل عبادت ہے نماز تمام فرائض میں اہم اور اعظم ہے۔ نماز کی اہمیت کا ذرا اندازہ تو کیجیئے کہ بکثرت آیات قرآنیہ نماز کی اہمیت پر ناطق اور احادیث کریمہ اسکی فضیلت میں وارد۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جا بجا اسکی تاکید اور نماز کی ادائیگی پہ زور دیا گیا ہے نماز ہر بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے یہ کسی حالت میں معاف نہیں۔

آپ پر لازم ہے کہ نماز قائم کریں اور با جماعت پڑھنے کی کوشش کریں اور اپنی اولاد کو بھی نماز کے لیے حکم دیں آپ بھی دین دار بنیں اور اپنی اولاد کو بھی دین دار بنائیں۔

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے نماز ہمارے ایمان کی کسوٹی اور دین داری کی گواہ ہے

نماز کیلئے اللہ سے ڈریئے اور نماز قائم کیجیئے۔

ناظم صلوٰۃ
منظر اکبر آبادی

نماز کی فرضیت

ہر دن رات میں پانچ مرتبہ خدا کی عبادت کا وہ خاص طریقہ جسے مسلمان ادا کرتے ہیں نماز کہلاتا ہے۔

ہر سمجھدار بالغ مرد اور عورت پر نماز فرض ہے اور جو اسے فرض نہ جانے کافر ہے۔

بلوغت کی عمر

لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس کی عمر ہو جانے پر اسلام کے قانون میں بالغ مانے جاتے ہیں اور نماز روزہ وغیرہ ان پر فرض ہو جاتا ہے شریعت کے احکام ان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

بچوں کی نماز

نابالغ لڑکے اور لڑکی پر اگرچہ نماز فرض نہیں ہے مگر بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو تو اُسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھوانا چاہیئے۔

بے نمازی کیلئے حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اس کا نام دوزخ کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے خدا اور رسول اس سے بیزار ہیں اور جو شخص نماز کا پابند نہیں وہ قیامت کے دن فرعون کے ساتھ ہوگا۔

لطائف و نکات

نزہتہ المجالس میں فرمایا کہ ظہر کے وقت آتش جہنم جوش مارتی ہے تو جس نے نماز ظہر ادا کی (اس نے آتش جہنم اپنے لئے سرد کی) کہ وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسا روز ولادت پاک تھا۔ اور وقتِ عصر سیدنا آدم علیہ السلام نے دانۂ گندم تناول کیا اور موردِ عتاب الٰہی ہوئے، تو جس نے نمازِ عصر ادا کی اس نے نار جہنم اپنے جسم پر حرام کرلی۔

اور وقتِ مغرب سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو جو نماز مغرب اس کے وقت میں ادا کرے تو ربِ قدس سے جو سوال بھی کریگا وہ ربِ کریم اسے عطا فرمائے گا۔

نماز عشاء ظلمتِ قبر سے اور نماز فجر تاریکیٔ قیامت سے مشابہ ہے تو جس نے یہ دونوں نمازیں اپنے وقت میں ادا کیں اسے اللہ تعالیٰ ظلمتِ قبر سے نجات دیگا اور قیامت کی تاریکی سے محفوظ رکھے گا اور اسے نور عطا فرمائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا گذر ایک دریا پر ہوا۔ آپ نے ایک نورانی چمکدار پرندہ دیکھا وہ کیچڑ میں گرا اور لتھڑ گیا پھر پانی میں کودگیا اور اس کا بدن اُجلا سا نورانی ہوگیا۔ پھر وہ کیچڑ میں گر کر لتھڑا اور پانی میں نہا کر پاک صاف ہوگیا۔ غرض پانچ مرتبہ اس نے یہی کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جبرئیل امین نے تشریف لاکر فرمایا کہ اے عیسیٰ یہ پرندہ امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمازی بندے کی طرح ہے اور یہ کیچڑ اس کے گناہوں کی مثل ہے اور دریا پانچ نمازوں کی مثل ہے تو جس نے پنجوقتہ نمازیں وقت پر ادا کیں گناہوں سے ایسا ہی پاک ہوجائیگا۔ جیسا پانی میں غسل کرنے کے بعد یہ پرندہ پاک ہوگیا۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ اعظم فرائض دین و اہم ارکان اسلام ہے۔

ولہذا قرآن عظیم میں تیئس ۲۳ جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا اور طرح طرح سے بندوں کو اس فرض کی اہمیت کی طرف بلایا۔ صاف فرما دیا کہ زنہار نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہو گیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خشکی و تری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو زکوٰۃ دیکر اور اپنے بیماروں کا علاج کرو خیرات سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں کہ جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک پوری چاروں نہ بجا لائے۔ نماز، روزہ رمضان، زکوٰۃ، حج کعبہ زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر ہے اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق ہے اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہ گار مردود اس کی گواہی مقبول نہیں۔

راقم ملتمس ہے کہ

میرے جدّ اور بزرگواران اور باقی اہل خاندان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

آدابِ حاضری

مشائخین علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ۔ روضۂ مبارک کے اندر بار بار نہیں جانا چاہیئے۔ بلکہ دن میں دو بار جانا چاہیئے ایک صبح ایک شام۔ نیز دربار اقدس کے اندر چلنے پھرنے میں وہی آداب ملحوظ رکھنے چاہئیں جو زندہ بادشاہوں کے دربار میں ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔ ہمہ تن صاحبِ مزار کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے فاصلہ اور تدبیر سے گریز کرے۔ روضۂ مبارک کے اندر جائے تو السلام علیکم یا اھل القبور کہہ کر مزار مبارک کی غربی طرف کھڑے ہو جائے اور فاتحہ پڑھیں۔ قرآن مجید کا تحفہ اہلِ مزار کے لئے بہترین تحفہ ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید کی جس قدر آیات پڑھ سکیں اس کا ثواب صاحبِ مزار کی روح کو کرے۔

مختصر فاتحہ یہ ہے کہ بارہ دفعہ سورۂ اخلاص ایک دفعہ سورۂ فلق، ایک دفعہ سورۂ ناس اور ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور درود شریف پڑھکر ہاتھ اٹھائے اور یہ کہے کہ الٰہی میں نے جو کچھ پڑھا ہے اس کے خیر و برکات صاحبِ مزار کو پہنچا دے اور صاحب مزار کے خیر و برکات میری روح و جان میں واصل فرما دے۔

ایصال ثواب کا طریقہ

جو مروج ہے اور جسے اسلاف نے بتایا ہے وہ یہ ہے ۔

اوّل درود شریف پڑھیں پھر تین بار سورۂ قل ھو اللہ شریف پڑھیں ۔ پھر سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور پھر درود شریف پڑھیں اور اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کریں کہ اے پروردگار جو کچھ کلام پاک پڑھا گیا ہے وہ آپ ہی کی دی ہوئی قوت اور توفیق سے پڑھا گیا ہے اس کو اپنے حبیب کے صدقے سے قبول فرما لیجئے اور جو کمی اس میں رہ گئی ہو اس کو درگزر فرما دیجئے ۔ نیز یہ جو تبرک ہے یہ صرف آپ ہی کے نام کا ہے اس کو قبول فرما لیجئے اور اس کا ہدیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہونے کے بعد حسب مراتب تمام محبوبین اور مقربین کے دربار میں پیش ہو ۔ آخر میں اس کا ہدیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کو پیش ہو یا اللہ مرحوم ۔ ۔ ۔ ۔ کے درجات کو بلند فرما اور ان کو قبر کے عذاب سے محفوظ فرما اور یوم قیامت اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرما (آمین)

ماخوذ

معراج المومنین ، اذکار الاحرار ، روح ایمان ، اعجاز غوثیہ ، احسن الابرار ، سیر الاقطاب ، ہند الولی غریب نواز ، مقامِ گنج شکر ، گلزارِ حقیقتِ صابری ، سیرۃ العارفین ، اسرار علائیہ ، خزینۃ الاصفیا ، سیر العارفین ، گلزارِ ابرار ، رسالہ آستانہ دہلی ، سالک السالکین ، روزنامہ جنگ کراچی ، معارفِ رضا ۔

انجمن ارباب نظر

پکا قلعہ حیدرآباد کے عہدیداران و ممبرانِ مجلسِ عاملہ

○ سرپرست :۔ حاجی انور محمد ○ صدر :۔ الحاج رفیق احمد درباری ایڈوکیٹ

○ نائب صدر :۔ عبدالمجید قادری۔ ○ جنرل سیکریٹری :۔ محمد شاہنواز ایڈوکیٹ

○ جوائنٹ سیکریٹری :۔ مقصود اختر ○ سیکریٹری نشرواشاعت :۔ نسیم الدین شیخ۔

○ خازن :۔ وحید بخش آغائی۔

ممبرانِ مجلسِ عاملہ :۔

○ جناب غیاث الدین ٹھیکیدار صاحب ○ جناب عبدالرشید صاحب ○ جناب نعیم الدین صاحب ○ جناب عزیز الدین صاحب ○ جناب مختار احمد صاحب ○ محمد اقبال صاحب لاڈلے ○ جناب وکیل نظر صاحب ○ جناب وحید الدین نوشے صاحب ○ جناب سلیم نظر صاحب ○ جناب معین الدین صاحب ○ جناب اسلام الدین صاحب ○ جناب حکیم الدین صاحب عرف چھوٹے ○ جناب عبدالغفور صاحب ○ جناب محمد شاہد صاحب ○ جناب امیر بخش صاحب ○ جناب افضل علی صاحب۔

انجمن اربابِ نظر کے اغراض و مقاصد

دینی اشاعت اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے جدوجہد کرنا اور نوجوانانِ ملتِ اسلامیہ کے ذہنوں کو دین کی طرف راغب کرنا۔

اپیل برائے ایصال ثواب

حاجی نور محمد صاحب چاندنی والوں نے اپنے والد محترم حاجی محمد روشن مرحوم و مغفور اور برادر حاجی نظام الدین، نصیر الدین مرحوم مغفور کے ایصال ثواب کیلئے اشاعت دوئم کے لیئے کاغذ کے چار رم کی قیمت عطا کی ہے۔ اور جناب عبد الشکور صاحب عرف گلو بھائی نے اپنے والد نور محمد مرحوم و مغفور کے ایصال ثواب کیلئے کاغذ کے دو رم کی قیمت عطا کی ہے اور جناب محمد گلفام صاحب نے اپنے والد عبد العزیز مرحوم اور والدہ مرحوم و مغفور کے ایصال ثواب کے لیئے کاغذ کے دو رم کی قیمت عطا کی ہے۔ جناب وحید الدین عرف نوشے نے اپنے والد شہاب الدین مرحوم و مغفور کے ایصال ثواب کے لیئے کاغذ کے دو رم کی قیمت عطا کی ہے جناب محمد احمد زری والوں نے اپنے والد احمد داد خاں مرحوم مغفور کے ایصال ثواب کے لیے کاغذ کے دو رم کی قیمت عطا کی ہے۔ جناب معین الدین صاحب نے اپنے والد نواب الدین مرحوم مغفور کے ایصال ثواب کے لیئے کاغذ کے دو رم کی قیمت عطا کی ہے۔ اور ہمارے ایک کرم فرما نے اپنے والد کے ایصال ثواب کیلئے کاغذ کے ایک رم کی قیمت عطا کی ہے اور جناب محمد طارق نے اپنے دادا نظیر الدین مرحوم مغفور کے ایصال ثواب کے لیئے کاغذ کے ایک رم کی قیمت عطا کی ہے۔

انجمن ارباب نظر کے اراکین بھی دست بدعا ہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ خدا و قدوس کے حضور دست بدعا ہوں کہ اے خالق کل اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طفیل مرحومین کی مغفرت فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے انکے مزارات پر رحمتیں نازل فرمائے اور معاونین کے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

پیر طریقت عالی مرتبت محترم حاجی قاسم بابا فریدی مدظلہ العالیٰ

P. O BOX NO. 32437. LUSAKA.

(ZAMBIA) نے اشاعت دوئم کی چھپائی کا آدھا خرچ فراہم کیا ہے ہم بھی دست بدعا ہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ خداوند قدوس کے حضور دست بدعا ہوں کہ پروردگار عالم اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طفیل حاجی قاسم بابا فریدی کے مقامات اور درجات و عمر میں ترقی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

جناب محمد احمد صاحب نے اشاعت دوئم کی بائینڈنگ کا مکمل خرچ فراہم کیا ہے اور جناب محمد زاہد خاں صاحب نے چھپائی کا آدھا خرچ فراہم کیا ہے پروردگار عالم اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طفیل انکے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ندیم پرنٹنگ پریس بھائی خاں چاڑی حیدرآباد نے اشاعت دوئم کا ٹائیٹل اپنے والد استاد فضل الدین مرحوم مغفور کے ایصال ثواب کے لیئے پیش کیا ہے۔ ہم بھی دست بدعا ہیں اور قارئین حضرات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ رب کریم کے حضور دست بدعا ہوں کہ پروردگار عالم اپنے حبیب پاک محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے طفیل استاد فضل الدین مرحوم مغفور کی مغفرت فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے انکے مزار پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ ندیم پریس کے مالکان کے کاروبار اور عمر میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

منقبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان غنی دلدارِ محبوب خدا
پیکرِ انسانیت سرچشمہ جود و سخا

آپکا ایمانِ کامل مرحبا صد مرحبا
اے حقیقت آشنا اے جانِ اربابِ وفا

آپکے دم سے منور ہوگئی راہِ نجات
آپنے بکھرے ہوئے جلوؤں کو یکجا کر دیا

آدمیت ناز کرتی رہیگی آپ پر
نقش ہے انسانیت کے دل پہ احسان آپکا

باحیا پاکر تمہیں فرمایا تھا سرکار نے
آپ پر قرباں ہے عثمان دو عالم کی حیا

آپ ذوالنورین تھے دونوں جہاں کے واسطے
آپکی دنیا میں تھی شمع نبوت کی ضیا

آپکا دورِ خلافت ایک زریں دور تھا
گوشہ گوشہ سے اٹھی اللہ اکبر کی صدا

آپکی اعلیٰ شہادت کی نہیں ملتی مثال
رہتی دنیا تک رہیگا نام زندہ آپکا

جمع کرکے آپنے قرآن کی آیات کو
اہلِ ایمان پر بڑا احساس کیا ہے بخدا

آپکے کردار نے بخشی ہے ہمکو زندگی
بات یہ کہتے رہینگے حشر تک اہل وفا

زندگی کا انکی ہر پہلو ہے روشن اے نظر
ہو نظر سچی تو مل جائیگا منزل کا پتہ

منقبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہارِ بیکراں صدیقِ اکبر | صداقت کا جہاں صدیقِ اکبر
زمانہ حشر تک کہتا رہیگا | تمہاری داستاں صدیقِ اکبر
محمد مصطفےٰ ہمراز خالق | اور انکے رازداں صدیقِ اکبر
تم ہی تو یارِ غارِ مصطفیٰ ہو | تم ہی ہو جانِ جاں صدیقِ اکبر
تمہارے آستاں پر جھک رہی ہے | نگاہِ دوجہاں صدیقِ اکبر
زمیں والے تمہیں کتنے ہیں اب بھی | وفا کا آسماں صدیقِ اکبر
زبانِ حق محمد مصطفےٰ ہیں | محمد کی زباں صدیقِ اکبر

رسولِ پاک کے تم جانشیں ہو
اے جانِ دوستاں صدیقِ اکبر

نظر اکبر آبادی

منقبت حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فدائے مصطفیٰ فاروقِ اعظم
حقیقت آشنا فاروقِ اعظم

محمد کی دُعا فاروقِ اعظم
عطائے کبریا فاروقِ اعظم

عمر اسمِ گرامی تھا جو اِن کا
لقب انکو ملا فاروقِ اعظم

تمہارا عدل اِک ضرب المثل ہے
زمانے بھر میں یا فاروقِ اعظم

ضیائے شمعِ حق پھیلائی تم نے
جہاں میں جابجا فاروقِ اعظم

سنی قربِ جبل جو ساریہ نے
تمہاری تھی صدا فاروقِ اعظم

براہ راست نورِ مصطفیٰ نے
تمہیں بخشی ضیاء فاروقِ اعظم

دلِ حق آشنا تمکو ملا تھا
تمہیں حق مل گیا فاروقِ اعظم

تنظر زندہ رہیگا نام ان کا
ہیں اِک نقشِ بقا فاروقِ اعظم

تنظر اکبر آبادی

منقبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان غنی دلدارِ محبوبِ خدا
پیکرِ انسانیت سرچشمہ جود و سخا

آپکا ایمانِ کامل مرحبا صد مرحبا
اے حقیقت آشنا اے جانِ اربابِ وفا

آپکے دم سے منور ہوگئی راہِ نجات
آپنے بکھرے ہوئے جلووں کو یکجا کر دیا

آدمیت ناز کرتی رہیگی آپ پر
نقش ہے انسانیت کے دل پہ احسان آپکا

باحیا پاکر تمہیں فرمایا تھا سرکار نے
آپ پر قرباں اے عثمان دو عالم کی حیا

آپ ذو النورین تھے دونوں جہاں کے واسطے
آپکی دنیا میں تھی شمع نبوت کی ضیا

آپکا دورِ خلافت ایک زریں دور تھا
گوشہ گوشہ سے اٹھی اللہ اکبر کی صدا

آپکی اعلیٰ شہادت کی نہیں ملتی مثال
رہتی دنیا تک رہیگا نام زندہ آپکا

جمع کرکے آپنے قرآن کی آیات کو
اہلِ ایمان پر بڑا احساس کیا ہے بخدا

آپکے کردار نے بخشی ہے ہمکو زندگی
بات یہ کہتے رہینگے حشر تک اہلِ وفا

زندگی کا اک سر ہپلو ہے روشن اے منتظر
ہو نظر سچی تو مل جائیگا منزل کا پتہ

منقبت حضرت علیؑ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

رہِ وفا و صداقت میں یوں رواں ہیں علی
ہر اک قدم پہ شریعت کے پاسباں ہیں علی

بہار گلشنِ دین، حق کے ترجماں ہیں علی
نبی کی سوچ ہیں قرآں کی زباں ہیں علی

بتائے دیتا ہوں تمکو کہاں کہاں ہیں علی
جہاں بھی ذکرِ نبی ہے وہاں وہاں ہیں علی

نہیں ہے راز دو عالم بھی ان سے پوشیدہ
خدا گواہ محمد کے راز داں ہیں علی

ہنوز آتا ہے یہ اہل علم کے لب پر!
جہاں میں حسنِ بلاغت کا آسماں ہیں علی

کبھی اصول کی خاطر بگاڑی اپنوں سے
برائے حق کبھی غیروں پہ مہرباں ہیں علی

ہماری منزل مقصود خود پکارے گی
زہے نصیب نظرؔ میرِ کارواں ہیں علی

نظرؔ اکبر آبادی